إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلَامُ

الحمد للہ المنعام

کہ علم کلام میں جو کل علوم دینیہ کے اصل اور سب سے

افضل اور اشرف اور جسکا سیکھنا ہر خاص و عام پر فرض تمام ہے یہہ کتاب مفید انام

مسمے بہ

# عقائد الاسلام

سنہ ۱۲۹۴

بحسبیہ

کہ جس میں

مولوی ابو محمد صاحب الحق صاحب سلمہ ربہ نے کمال تفصیل سے اعتقادیہ و نقلیہ کی ساتھ عقائد

اسلامیہ کے ثبوت اور مخالفین کے کل شبہات کی جوابکا

التزام کیا ہی

دہلی کی مطبع مجتبائی میں چھپے

۲۹۷.۵
۸۵۵
ح

# دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین - والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین - محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقیر حقیر ابو محمد عبد الحق بن محمد امیر اصلح اللہ حالہما واحسن مآلہما کہتا ہی کہ باتفاق عقل ونقل بنی نوع انسان کی تکمیل قوت نظریہ وعملیہ پر موقوف ہے اسی وجہ سی عاقل ان کی تکمیل مین سعی ومصروف ہی تکمیل قوت نظریہ سی درستی عقائد مراد ہے اور تکمیل قوت عملیہ سی تہذیب اخلاق ومعاملات مفاہی لیکن چند وجہ سی درستی عقائد بسلامی اخلاق سے پر ضرور ہے اول یہہ کہ جسکے اعمال مین قصور ہی انجام کار اوسکو ایمان کے وجہ سی کہ وہ مجمل عقائد ہے نجات ہی مگر جسکے عقائد مین فتور ہے اوسکی نجات اور وہ ہمیشہ جہنم مین محصور ہے دوم فرضیت عقائد ہر حال مین باقی رہتی ہے بخلاف تکلیف اعمال کے کہ وہ فوت جسم کے وقت دور ہو جاتی ہے سوم عمل علم کے فرع ہے اور عقاید اقسام علم مین چہارم ہا نتیجہ عقائد ہیں عمل کے ضرورت نہین بلکہ صرف دلسی سیہ جان لینا اور اوسکو مان لینا ہی کافی ہی بخلاف اعمال کے کہ وہ ان عمل مین لانا ہی کافی ہے لہذا احقر نے بنظر انتفاع خاص وعام یہہ رسالہ لکھکر تمام کیا اور ان چند امور کا اوسمین التزام کیا اول کل عقائد ضروریہ کو اردو مین بعبارت سلیس لکھا دوم عقائد ضروریہ کو بقلم جلی دو قوس مین لکھا فوائد اور ادلہ کو بطور شرح درج کیا سوم ہر بحث مین مناسبت کو مرعی رکھا چہارم قبل اثبات نبوت آنحضرت صلعم اسلام ہر مدعا پر اور تقلید سے عقلیہ کو مقدم رکھا بعد اسکی برعکس کیا اور ادلہ نقلیہ مین اول قرآن کے آیت کو پھر حدیث صحیح پھر اجماع کو پیش کیا اور کسی جگہ غیر معتبر کتاب اور قول ضعیف کا حوالہ نہین دیا پنجم اول مذہب مخالف کو صراحت سی بیان کیا پھر اوسکے رد کی درپے ہوا ششم مخالفون کی الزامی وتحقیقی جوابین تہذیب سی کلام کیا ہفتم ہر مسئلہ مین افراط وتفریط سی اجتناب تمام کیا پس یہہ مجموعہ خوبی ہا سی فوس اسلوبی سنوارے ہیں امید ہے کہ مفید عام اور باعث انتفاع خاص وعام ہوا - فللہ الحمد وہو المستعان وعلیہ التکلان

## نثر نثری نثار چکیدۂ قلم گوہر رقم جناب استاذ الفضلاء علم العلماء مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مدظلہ

اگر دیکھیں یہہ کتاب لاجواب بنی اول سی آخر تک دیکھی سچ یہہ ہے کہ ایسی کتاب اس زبان میں دیکھی نہ سنی مضمون کے خوبی مصنف کے کمالی دلیل ہی اور کیوں نہو یعرف الرجال بالمقال زیادہ کہنا فضول ہے دیکھنے والے خود دیکھ لینگے کہ یہہ کتاب چکیدۂ قلم گوہر رقم جناب سرآمد اوکیار عمدۃ الفضلاء مولوی محمد عمر صاحب ناصر الاسلام مدالہ ظلہ حامداً و مصلیاً۔ اما بعد الحمد والصلوٰۃ فقد رئیت ہذا الکتاب المستطاب العجاب المصاب الذی ہو فصل الخطاب فوجدتہ حقاً ناطقاً لعرق الارتیاب وکوکباً طالعاً عن مطلع الصدق والصواب فلا یکذبہ الا المتعصب الکذاب ولا یصدہ الا المبین علی رب الارباب الذی یطلب عن جنابہ النجاۃ وحسن المآب فقط قطعہ تاریخ تالیف منہ سلمہ

| | | |
|---|---|---|
| کتاب جمیل جلیل المرام | مزیل کل وہم اکد الخصام | بہی رضی نفی المقام |
| صحیح بنہج الفقیہ المہام | زدم خیمہ بالائے عرش خیال | کہ ایم نشان سن اختتام |
| چو حساد دین سر بریدہ شدند | ندا شد زہے سعی علم کلام ۱۲۹۴ | ایضاً اشباح النور منہ مرآۃ الارواح |
| افلاح الناس عنہ من فیوض الاصلاح | راس الکیا واذا قطعتہ الہم نے | بالنور کشکن فیہا مصباح ۱۲۹۴ |

## قطعہ تاریخ انطباع عقائد الاسلام از نتائج طبع نکتہ سنج نکتہ دان جناب منشی حسیب الدین احمد

| | | |
|---|---|---|
| ہوی علم کلام بین جسونت | صاحب اخلاص سان سلمہ | زیب مطبع عقائد الاسلام |
| دور رو نزدیک جنتی ہی احباب | فکر تاریخ مین تہے صبح و شام | باری ایک جا مین یہی کہتا کہ مجھی |
| پیک فرخندہ نے دیا پیغام | مینے اوسوقت اپنی دل سے کہا | کر خبر ہے تجھے دل ناکام |
| شہرہ جس کا فن کلام مین تہا | ہوگئی آج وہ کتاب تمام | کوئی تاریخ کہہ کہ مین تو ہون |
| کشتۂ تیغ گردش ایام | جون ہے یہہ بات میرے منہ سے نے | دل غمناک اپنے دلکو تہام |
| از سر انبساط کہنے لگا | لے بسم اللہ ختم ہوگیا ہے کلام ۱۲۹۴ | از نقش شیخ محمد ادریس صاحب |
| چوستہ مطبوع این نقش نوائین | بوضع دلکش و باطرح نادر | ہمن گفتند بہر سال طبعش |
| | دلم گفتا بسہ ۱۲۹۴ مقبول خاطر ۱۲ | |

قطعہ تاریخ از جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دہلی

چو شد مطبوع این نقش نوائین ۱۲۹۴ ہمن گفتند بہر سال طبعش

قطعہ تاریخ از جناب مولوی محمد مظہر صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دہلی

بہی رضی نفی المقام ۱۲۹۴ کہ ایم نشان سن اختتام

قطعہ تاریخ از جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دہلی

بہی رضی نفی المقام ۱۲۹۴ کہ ایم نشان سن اختتام

# اشتہار

نقل و نقل مشتق ہیں

کہ ان کی نجات عقائد کے صحت بغیر محال ہی کہتے ہیں

خاص عقائد ہے ہیں ایک مذہب کو دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے

کہ اس فن میں علماء نے صدہا کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سے رسالہ تالیف فرمائے

ہیں مگر اردو زبان میں بعبارت سلیس کہ جس میں کل عقائد نہایت وضاحت سے مذکور ہوں اور

میں ہر مذہب کے ادلہ بھی مسطور ہوں دہریوں اور منکروں کی شکوک کا جواب ہو اہل کتاب بھی جواب تشفی

الزامی میں حوالہ کتاب ہو ردو اثبات میں تہذیب سے خطاب ہو ابتک نظر نہ آئی نہیں اور ایسی شاہد مقصود نے

ابتک صورت نہ دکھلائی تھی لیکن ؎ صدا بحمد ہر آنچہ کہ خاطر ہے خواست ۔ آخر آمد پس پردہ تقدیر پدید

خوشوقتی سے کتاب عقائد الاسلام اپنہ آئی اور اہل مطبع نے کمال صحت و خوبی سے طبع فرمائی دلچسپی سبیل

چاہتا تھا اوس میں عمدہ کتاب ہے اور جو دیکھا اوسمیں یہ سب امور ہیں پھر سب عمدہ کتابوں کا لباب ہے اب

مشتاقوں کو مبارکباد ہی زندہ دلوں روشن ضمیروں کو مژدہ اور تجار ہی جلد اس مجموعہ خوبی کو خرید فرمائیں

اور چند روز میں کل نسخے تبرک کیطرح ہاتھوں ہاتھ بٹ جائیں گے آج کل کہنے والے کف افسوس

ملیں گے اور بہت پچتائیں گے قیمت بلا محصول اکیروپیہ اور جو اکیا طلب فرمائیں تو عوض

قیمت کی چار آنہ محصول بھیجدیں اور اگر دو آنہ محصول بھیجیں تو تین بار تینوں کتاب کو طلب فرمائیں فقط

المشتہر محمد عبد الرشید منصرم عقائد الاسلام از دہلے کوچہ رامسوان ۔

---

اطلاع ۔ یہہ کتاب بموجب قانون تسجیم ۱۸۶۷ء داخل بہی رجسٹر گورنمنٹ

ہو گئی بہی کوئی صاحب بے اجازت مصنف قصد

طبع نہ فرمائیں

العبد

ابو محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

الحمد للہ المنعام

کہ علم کلام میں جو کل علوم دینیہ کے اصل اور سب سے

افضل اور اشرف اور جسکا سیکھنا ہر خاص و عام پر فرض تام ہے یہہ کتاب مفید المرام

مسمے بہ

# عقائد اسلام

کہ جسکے مصنف

مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کمال تفصیل سے ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ عقائد

اسلام کی ثبوت اور مخالفین کے کل شبہات کی جواب کا

التزام کیا ہے۔

طبع ہوئی بصحت تمام

علی المطبع مجتبائی

ص ح ۹۴ عقائد الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نوالہ + والصلوٰۃ والسلام علی محمد بقدر حسنہ وجمالہ + وعلی اہل بیتہ وآلہ مقتضیہ انسان خیال کرے کہ دنیا مین ہمیشہ کوئی نہین رہا ہے آخر ہر شخص اکیرو زیہانسی جاویگا اور آخرت مین اپنا کیا پاویگا پس ضرور ہے کہ یہانسی کچھہ کمال حاصل کرلیجاوی تاکہ وہانکی عذابون سی بچے اور عیش و آرام وانکی پاوے اور وہ کمال یہ ہے کہ اپنی خالق کے سب احکام کو جانی اور مانے اور ان احکامکی دو قسم ہین ایک وہ کہ جنمین ہاتھہ پاؤن وغیرہ اعضا کی عمل کی حاجت ہو جیسی نماز روزہ حج وزکوٰۃ دوسرے وہ ہین کہ جنمین اعضا کی عمل کی احتیاج نہو بلکہ انکا صرف مان لینا ہے کافی ہو جیسا اللہ تعالےٰ کو ایک جاننا اور اسکو سمیع وعلیم وبصیر سمجھنا یا قیامت کو اور جنت و دوزخ کو حق سمجھنا سو علماء رحمہم اللہ نے لوگونکی آسانیکی لیے قرآن واحادیث سی پہلی قسم کے احکام کو انکا لکر تفصیل سی جدا مرتب کیا اور اس علم کا نام فقہ رکہا اور دوسرے قسم کی احکام کو الگ تفصیل سے لکہا اور اوس علم کا نام علم عقائد رکہا سوال نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضہ کی زمانہ مین یہہ علوم تدوین نہوی تہی پر کیونکر دینی علوم ہوگئے جواب اوسوقت خیر مین کہ جسکی نسبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یون

فرمایا ہی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث ان علوم کی تدوین اور ترتیب کی احتیاج نہ تہی کیلیے کہ حضرت کی برکت صحبت سی اون لوگونکی ذہن صاف اور طبیعتین پاک تہین اور کج طبع اور اہل ہوا و ہوس کم تہی پس اوس زمانہ کی بعد طرح طرحکی واقعات پیش آئے اعلماء رحمہ اللہ نہین احکام کو کہ جو مجملاً قرآن اور احادیث مین مذکور تہی مرتب اور مدلل کرکے باب اور فصول مین حسب احتیاج اونکی مواقع پر تفصیل سی الگ الگ جمع کردیا علی ہذا القیاس سو در سو اور بہت سی علوم کہ جنکی طرح حاجت پڑتی گئی تدوین ہوتی گئی اور اس علم عقائد کو علم کلام بہی اسوجہ سی کہتی ہین کہ جب یہ علم تدوین ہوا تو ہر مسئلہ کی اول مین بجای لفظ بیان اور بحث کی لفظ کلام لایا کرتے اور یون کہا کرتی تہی الکلام فی کذا یعنی کلام شروع ہی فلان مسئلہ مین پس اس سبب سے اسکو علم کلام کہنی لگی یا اسوجہ سی کہ اس علم کی بنا اکثر نقلی اور عقلی دلیلون پر ہی لہذا اس سی مخالف کی دل مین بے تاثیر ہوتی ہی بخلاف اون علوم کی کہ فقط عقلی یا نقلی اولہ پر مبنی ہین اور لفظ کلام مشتق کلم سے ہی کہ جسکی معنی لغت مین زخم کرنیکی ہین چونکہ یہ علم مخالف کی دلمین بسبب نہ یاد تی تاثیر کی زخم کرتا ہی اسکو کلام کہنی لگے یا یہ وجہ ہی کہ کلام الہی کی اس علم مین زیادہ تحقیق ہی اسلئی اسکو کلام کہنی لگی یا یہ وجہ ہی کہ جسطرح حکمای یونان نی منطق کو کہ جس سی مقابل کی رد کرنیکو نطق یعنی گویائی پیدا ہوجاتی ہی تدوین کیا اسی طرح حکمائی اسلام نی مخالفونکی رد کرنیکے واسطی علم کلام کہ جسکی سبب سی مخالف کی سامنی کلام کرنیکی قدرت پیدا ہوجاتی ہی تدوین کیا پس جسطرح منطق کو بسبب قوت دینی نطق کے منطق کہنی لگی اسی طرح اس علم کو بسبب قادر کرنے اوپر کلام کرنیکی کلام کہنی لگی **شرف علم** یہ علم سب دینی علمون سی اشرف ہی کیونکہ اسمین عقائد دینی کا ذکر ہے اور عقیدہ کی صحت پر سب عبادات کا مدار ہی کیونکہ اگر عقیدہ خراب ہی تو کوئی عبادت قبول نہین ہوتی اور یہ سب علوم دینیہ کی اصل بہی ہی کیونکہ اس علم مین اللہ تعالے کی ذات اور صفات خصوص کلام اور نبوت وغیرہا ایسی چیزونکا ثبوت ہی کہ جنپر سب علوم دینیہ کا مدار ہے اور انپر موقوف ہین **پس** ہر مسلمان کو چاہیی کہ اول اس علم کو حاصل کری تاکہ عقائد درست ہوجاوین اوسکی بعد سب عبادات درجہ قبولیت پاوین **فائدہ** اس علم کا یہ ہی کہ انسان اپنی عقائد درست کرکے جنت الفردوس مین ہمیشہ آرام پاوی اور دوزخ کی سخت عذابونسی کہ جو بسبب فاسد عقیدہ کی ہونگی چھوٹ جاوی **ابو منصور**

ماتریدی کہ جو بیچ واسطے سی امام ابو حنیفہ رح کے شاگرد ہین اور سنہ تین سو تینتیس ہجری
مین وفات پائی اور ماتریدجو سمرقند کے قریب ایک گانو ہے وان کے رہنے والی تہی اور ابو الحسن
اشعری کہ جو قریب اسی زمانہ کی تہی یہہ دونون شخص اہل سنت والجماعت کی علم عقائد مین امام
ہین مسئلہ تکوین وغیرہا چند تحقیقات مین انکا باہم اختلاف ہی باقی ہر مسئلہ مین متفق ہین سو مسئلہ اختلافیہ مین
شافعی لوگ امام ابو الحسن اشعری کے تابع ہین اسواسطہ سی اونکو اشعریہ کہتی ہین اور حنفی لوگ امام ابو منصور کے
قونکی تابع ہین اس سبب سے اونکو ماتریدیہ کہتی ہین - اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی لوگ ہین اور اہل
حدیث بہی انہین مین داخل ہین ان متقدمین کے عہد مین علم عقائد مین عقائد وہیہ کہ جو قرآن و احادیث
سی ثابت تہی مذکور ہوتی تہی منطق اور فلسفہ کو دخل نہا جسطرح کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کی کتاب
مین مذکور ہین البتہ متقدمین فرقہ معتزلہ کے رد کرنیکا زیادہ اہتمام کرتے تہے انکے عوام اور خواص
معتزلہ کی حدوث نکالنی کا قصہ ہے کہ ایک شخص واصل بن عطا نامی شیخ حسن بصری رح کی مجلس مین
یہہ کہنی لگا کہ کبیرہ گناہ کرنیسی مومن رہتا ہی کافر ہوتا ہی حسن نے فرمایا قد اعتزل عنا یعنی یہہ شخص ہم جمہور
اہل اسلام سی الگ ہوگیا سو اسے اور رہے واصل کی گروہ کو معتزلہ کہنی لگی علی ہذا القیاس جو جو لوگ جمہور اہل اسلام کے
عقائد مین مخالف ہوتی گئی انکی فرقونکی جدا جدا نام مقرر کئی گئی یہانتک کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر کی مطابق جمہور اہل اسلام
مین سی تہتر فرقے نکلی وہ سب کے سب گمراہ ہین اگر انکی عقائد کفر تک پہنچی ہوئے تو انجام کار دوزخی ہونگے ورنہ فاسق بادنیگی تہتر ان
فرقہ جمہور اہل اسلام کا کہ جسکا نام اہل سنت وفرقہ ناجیہ ہی اور خاص صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی آل و اصحاب کی طریقہ پر
سو وہ راہ راست پر ہی چنانچہ اسکی تحقیق آگی اوینگی انشاء اللہ تعالے معتزلہ اور شیعہ سوا بعض مسائل مثل مسئلہ امامت
کے اکثر جا عقائد مین متفق ہین واصل کی بعد اوسکی پیرو بہت سا زمانہ تک اپنی عقائد کو ادلہ فلسفیہ سے مدلل کرکی لوگونکو
بہکاتی رہی اور جمہور اہل اسلام مین سے کسینی کماینبغی اونکی رد کرنیکا اہتمام کیا یہانتک کہ امام ابو الحسن اشعری
اوستاد ابو علی جبائی معتزلی مین مسئلہ اصلح مین کہ جسکا ذکر آگی آویگا گفتگو شروع ہوئی ابو علی نی الزام
فاش کہایا اور سکوت اختیار کیا پہر تو ابو الحسن اور اونکی پیرو دنے عقائد حقہ کا اثبات اور مخالفین خصوصا
معتزلہ کا خوب ہی رد کرنا شروع کیا گویا متقدمین مین مخالفین کا رد کرنا انہین سی شروع ہوا ہے

جب خلفای عباسیہ کی عہد مین منطق اور فلسفہ کا یونانی زبانسی عربی مین ترجمہ کیا گیا تو متاخرین نے منطق اور فلسفہ کو نا کہ مخالفین اور خصوص حکمای کافرین کلا اونہین کی ادلہ سی خوب دہو علم کلام مین داخل کردیا یہانتک کہ اس فن کی کتابون کو طبعیات اور الہیات اور ریاضیات سی بہر دیا پس ایسی کلام کو علمای محققین نی برا کہا ہی اور اسکی پڑہنی پڑہانی منع کیا ہی کیونکہ اسکی شغل سی اکثر شرعیا کی انکار کرنیکی خصوص کہ جہان انکی رای کی مخالف ہو عادت ہو جاتی ہی ایات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ کی جمہور صحابہ اور تابعین کی برخلاف اپنی قواعد مہملہ اور اقوال مسلمہ کی طور پر کہ وہ قواعد اکثر رای اور استدلال پر مبنی ہوتے ہین اور کہین محض حکمای یونان وغیرہ کی تقلید ہی ہوتی ہی تاویلات رکیکہ اور توجیہات باطلہ کرنیکی خو ہو جاتی ہی اور بعض فلاسفہ کی مرید اور حکمای فرنگ کی فی جانتی والے تو بیدہڑک انکار ہی کر بیٹہتی ہین چنانچہ اس ملک ہندوستان کی لوگ نصاری کی حکومت کی سبب سے بہت سی ایسی ہو گئی ہین ان لوگون نے دین کی ہر ہر امر کو اپنی رای کی تابع کر لیا ہی پس جس چیز کو اپنی رای کی موافق دیکہتی ہین اوسپر ایمان لاتے ہین اور جہان مخالف پاتے ہین یا منکر یا مائول ہو جاتی ہین گو دار مدار تکلیف شرعی کا عقل پر ہی اور اسی لیے جہان رسول نہین آیا وہان کی لوگون پر صرف توحید ہی فرض ہی کیونکہ توحید کا حق ہونا عقل سی دریافت ہو سکتا ہی اور باقی احکام مین وہ لوگ ماخوذ نہونگی لیکن ہر وقت مین ہر شخص کی عقل صواب پر نہین ہوتی ہی اور کیونکر ہو سکتی ہی حالانکہ عقل نامعلوم چیز کا ادراک چند معلومات سی ترتیب دیکر حاصل کرتی ہی اور وہم جو باعث غلطی کا ہوتا ہی بسا اوقات عقل کا مزاحم ہو جایا کرتا ہی پس کبھی اون معلومات مین کہ جو مبادی ہوتے ہین غلطی واقع ہو جایا کرتی ہی کہ جو اوس مطلوب کیواسطی مبادی نہین ہوتے ہین وہ مبادی نظر کی لئی ہو جایا کرتی ہین اور کبھی اوس ترتیب مین غلطی واقع ہو جایا کرتی ہی کہ جسکو مقدم کرنا تہا موخر کر دیا یا کسی مقدمہ کے کوئی شرط فوت ہو گئی علی ہذا القیاس اور یہی وجہ ہی کہ ایک عاقل کی رای دوسرے عاقل کی رای کی برخلاف ہوتی ہی بلکہ کبھی ایک ہی عاقل کی رای اوسکی دوسری رای کی مخالف پڑتی ہی پس کبھی ایک نتیجہ صحیح قرار دیتا ہی پہر کبھی اوسکو غلط بتاتا ہے چنانچہ اس امر مین ہمارے بیان کا شاہد ہی کہ کل حکمای یونان اور فرنگ وغیرہ کے دو فریق ہین اونمین سے ایک فریق کہ جسمین حکیم بطلیموس ہی

رای مین خطا اور صواب ہونیکا سبب

اوکی بہدے ہی کہ سات آسمان اور عرش و کرسی کہ جنکو فلک ثامن اور فلک الافلاک کہتی ہین ہر سہ موجود
ہین اور دوسرا فریق کہ جسمین حکیم فیثاغورس ہی اسکا انکار کرتا ہی اور دونون فریق اپنی اپنی مدعا
پر دلیل لاتی ہین اور شہادات پیش کرتی ہین پس ضرور ہے کہ دونون فریق مین سی ایک غلطی پر ہوگا پس جب
کل حکمای مین سی ایک فریق کا فریق مخالف غلطی پر ہوا تو دوسرے فریق کا کسی اور جگہہ غلطی پر ہونا کچھہ بہی بعید نہین
اور جب بہت سے حکمای ایک ظاہر چیز مین اوندہی گرے تو پہر ایک دو کی رائی کا خصوص امور آخرت مین
کیا اعتبار ہی پس ہے اس قابل نہین ہی کہ اسکی اعتماد پر انبیا علیہم السلام کی اقوال یا قران وغیرہ کتب الہیہ
مین شک کیا جاے یا اوکی ظاہری معنی کو چہوڑ دیا جاوی کیونکہ وہی مین کسیطرح کی غلطی واقع نہین ہوتے
ہی پس جب نبی علیہ السلام کا کوئی قول پسند صحیح ثابت ہوجاے اوسپر یقین لانا چاہیے اور اوسکو ماننا چاہیے
اور جسکی رای اوسکی مطابق نہو تو اوس قول نبوی علیہ السلام کو کسوٹی اوسکی غلطی کی لئی تصور کرنا چاہیے اور
جسکے رای مطابق ہو اوسکو صحیح اور درست قرار دینا چاہیے الحاصل متاخرین کی کلام مین مصروف رہنا
اچہا نہین ان متقدمین ہی عقاید دینیہ کو قرآن اور احادیث سی مدلل کیا کرتی تہی اور مخالفون کے
شبہات کا جواب دیا کرتے تہی چنانچہ قرآن مجید مین ہی اللہ تعالے نی اثبات حشر کے لئی بہت سی حجتین قائم
فرمائی ہین اور مشرکون کو کہ مورد شرک مین بہت سی الزام فاحش دی ہین کما قال تعالے لو کان فیہما الہۃ الا اللہ
لفسدتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی ہی ابن صیاد کو اوسکی اعتراض پر الزام فاحش دیا تہا لیکن وہ منظفر
اور فلسفہ وغیرہ علوم کو فضل ندہتی تہی سو ہم بہی اپنی اس کتاب مین متقدمین ہی کی طریقہ کو اختیار کرین گی
ان شاء اللہ تعالے مرتبہ اس کتاب کا یہ ہی کہ پہلی مجہہ لکہنا پڑہنا ضرور ہے کہ جس سی یہ کتاب خوب سمجہہ مین آوے
اور اسکا ہر ایک مسئلہ ذہن نشین ہوجاوی حاصل کرلے پہر اس کتاب کو دیکہی پہر اگر علایق دنیاوی مین مشغول
ہوجاوی گا یا غیر جنس لوگونکی صحبت کا اتفاق پڑیگا تو عقاید مین کسی طرح کا فتور نہ آویگا اور ملاحدہ و یہود و نصاری
کی بہکانی اور گمراہ کرنیوالی باتون مین کچھہ تصور نہ آویگا مسلمانون کو واجب ہی کہ اس علم کو سیکہین اور
اپنی بیٹیون اور بچونکو سکہاوین تاکہ بدیات دینی اور آخروی سی نجات پاوین اور تاکہ لڑکونکی فطرت سلیمہ محفوظ رہے
اور اوائل عمر مین عقاید حقہ نقش مجر ہوجاوین بالخصوص اس زمانہ مین کہ ہر طرف سے گمراہی کا زور ہی اور گمراہ لوگونکا

کہ شیاطین الانس ہین ہرگلی وکوچہ مین غل مچتا ہی اللھم اھدنا الصراط المستقیم بوجہ نبیک الکریم وضح ہوکہ جن چیزونسی عقیدہ متعلق ہی یا تو وہ ایسی ہین کہ عالم برزخ مین یا آخرت مین اونکا پایا جانا خاص نہین ہے پس وہ اول باب مین مذکور ہونگی یا وہ عالم برزخ ہے مین پائی جاتی ہین تو وہ دوسرے باب مین درج ہونگی یا وہ خاص عالم حشر ونشر مین پائی جاہین گی تو تیسرے باب مین لکھی جائینگی اور جن چیزون مین کچھہ عمل کو بھی دخل ہی لیکن اہل حق اور فرق ضالہ مین مابہ الامتیاز اور متنازع فیہ ہین اونکو اور کلمات کفر کو خاتمہ مین ذکر کرونگا ان شاء اللہ تعالے

## باب اول

اس باب مین چند فصلین ہین

## فصل اول

خالق جہان کے اثبات مین معلوم ہو کہ اللہ تعالی کی موجود ہونمین کسی عقلمند کو شک نہین ہی بلکہ اوسکا موجود ہونا ہر شخص پر آفتاب سی زیادہ روشن ہی اور اس امر کا یقین کرنا ہر شخص کی فطرۃ مین داخل ہی کما فی القرآن فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ وفی الحدیث ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث لہذا انبیا علیہم السلام اپنی امتون کو توحید سکھایا کرتے تھی اور اللہ کے موجود ہونمین گفتگو نکیا کرتے تھی کیونکہ اسکا ہر ایک شخص کو اقرار تھا پس عاقل کی لئی اوسکی ہونی پر دلیل کی حاجت نہین ہی وہ خود عالم کی احوال مین نظر کرکے یقین کریگا کہ بیشک کسیکی پیدا کردہ ہی یہہ زمین و آسمان حجر و شجر انسان وحیوان پیدا ہوی ہین آخر کوئی تو ہی کہ جسنے اونکو معدوم سی موجود کردیا ہی اور نیستی سی ہستی مین لایا ہی اور یہہ جسطرح چاہتا ہی اونمین تصرف کرتا ہے جسطرح کسی کو کسی تخت کے دیکھنے سے یقین کامل ہوجاتا ہی کہ کوئی نکوئی اسکا بنانی والا ضرور ہے کیونکہ خود بخود اسکا ہونا محال ہی کیسلئے کہ سبز درخت کی تختون اور لوہی کی کیلون کی آپسی آپ ترتیب جمع ہونیکی کیا مجال ہے پس جسطرح کہ تخت کی بنانے والیکا بن آنکہہ کی دیکھی یقین کامل ہوجاتا ہی اسیطرح مخلوقات کو دیکھکر اونکی خالق اللہ رب العالمین کی ہونیکا یقین کامل ہوجاتا ہی اور بن دیکھے دلکو یقین آتا ہی کیا خوب کہا ہے ایک اعرابی نے البعرۃ تدل علی البعیر واثر الاقدام علی المسیر افسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج لا تدل علی الصانع اللطیف الخبیر یعنی جیکہ اونٹ کی مینگنی دیکھکر بن دیکھی اونٹ کی ہونیکا یقین کامل ہوجاتا ہے اور اسیطرح آدمی یا کسی اور کے نقش پا دیکھنی سی یقین آتا ہی کہ بلاشبہ یہہ نقش پا کسی نکسی کے پاؤن سی ہوا ہی تو پھر کیا یہ جون والی بلند آسمان اور کشادہ زمینون کی بنی دیکھنی سے اللہ صانع عالم

لطیف وغیرہ کے ہو یقین نہوگا **الغرض** جسطرح کہ مصنوعات کو دیکھکر اونکی صانعوں کا یقین ہر عاقل کو آتا ہے
اسیطرح اللہ کے مصنوعات زمین و آسمان حجر و شجر و بحر و حیوان انسان وغیرہ کے دیکھنے سے اونکے بنانے والے اللہ تعالے کا یقین ہر شخص کو
حاصل ہوتا ہی پس اونکے واسطے اور دلیل کی ضرورت نہیں ہی **لیکن** ملحدوں کو کہ اونکی چشم خرد بین بند ہی بدون
دلیل و برہان تمکین کی تسکین نہیں ہوتی ہی گو اونکی ہونی پر دلیل لاتعین و پہر بھی اونکا بھی موجود ہونے پر دلیل
ہی لہذا دلیل بیان کرتا ہوں ہو یہ **امقدمہ دلیل** ہر ایک چیز کے اصل میں حقیقت ہی مثلاً جو
چیزیں کہ ہمکو بھلائی دیتی ہیں جیسا کہ انسان حجر و شجر وغیرہ وہ واقع میں موجود ہیں یا نہیں ہم و خیال ہی ہیں اگر
جیسا کہ ہمارا دیکھنا ہی اور ویسا ہے نہیں ہی اگر جس چیز کو ہمنے جیسا خیال کر لیا وہ چیز ویسی ہی مثلاً درخت کو
اگر ہم انسان سمجھ لیویں تو وہ انسان ہی اور اگر اوسکو کچھ اور سمجھ لیویں تو وہ اور ہی چنانچہ بعض احمقوں کی یہی رائے
اور اونکو سوفسطائیہ عندیہ کہتے ہیں **مقدمہ دوم** اور اشیاء کے حقایق موجود ہونے پر ہمکو اونکا علم بھی حاصل
ہو جاتا ہی یعنی ہم اون چیزوں کو جانتے ہیں یہہ نہیں ہی کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہی اور ہمکو کسیچیز کا علم نہیں
ہی چنانچہ بعض نادان کہ جنکو سوفسطائیہ لاادریہ کہتے ہیں اونکی قایل ہیں پس جب یہہ ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں
کہ کل عالم (یعنی سوائے ذات صفات اللہ تعالے کے) زمین و آسمان حجر و شجر وغیرہ سب کے سب حادث ہیں (یعنی
پہلے نہیں تھے پیچھے موجود ہوئے ہیں) پس جسنے تمام عالم حادث ہونے کو دیکھا ہی کہ اونکی لئے کوئی **محدث** یعنی پیدا کرنیوالا
ہوگا کسلئے کہ پیدا کرنیوالے کے بدون کسی چیز کا پیدا ہونا ایکی ممکن نہیں ہی کیونکہ فعل بدون فاعل کے ہرگز نہیں ہو سکتا ہی اور نہ
پیدا کرنیوالا تمام عالم کا **اللہ تعالی** ہے کسلئے کہ اوسکی ماسوے ہر چیز عالم میں داخل ہی اور یہی مدعا
آپ سے عالم کی حادث ہونیکا ثبوت سو وہ اسطور پر ہی کہ کل عالم یا **عین** ہی یا **عرض** کیونکہ اگر ممکنات
خود پایا جاتا ہی جیسی کہ حجر و شجر زمین و آسمان تو عین ہی اور جو پیدا اور اگر ممکنات خود نہیں پایا جاتا بلکہ کسی
اور میں ہو کر پایا جاتا ہی جسطرح سیاہی سفیدی کہ کسی کپڑے میں یا اور چیز میں ہو کر پایا جاتی ہی اونکو خود بخود نہیں پایا جاتا
تو یہہ عرض ہے اور کل اعراض حادث ہیں بعض کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کی بعد سفیدی کے
کے بعد سرخی کی بعد ظلمت پیدا ہو جاتی ہی اور بعض کا حادث ہونا اس دلیل سے ثابت ہی کہ عرض عدم کو قبول کرتا ہے
یعنی فنا ہو جاتا ہی مثلاً سفیدی جاکر سیاہی آجاتی ہی یا کسی بدن میں سردی آنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے

اعیان اعراض

علی ہذا القیاس اور یہہ ثابت ہو چکا ہی کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہی اور **اعیان** بھی سب حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہی یا جوہر فرد کہ جسکو جوہر لایتجزی کہتی ہین یعنی نہایت چھوٹا ٹکڑا کہ پھر اوسکی ٹکڑے نہو سکین پس ہر جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہے کیونکہ اونکی واسطی امکان یا حیز لینے سہنے کی جاہی تو ضرور ہی پس اگر اس اونکی پہلی ہی اس حیز یا امکان مین نہی تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت اور سکون بسبب عرض ہونے کی حادث ہین پس یہہ جسم اور جوہر کہ جنکو یہہ حرکت اور سکون عارض ہی حادث ہین ورنہ لازم آوی کہ حوادث ازلیین پائی جاوین اور قدیم کہلاوین اور یہہ محال ہی فتامل

دلیل دوم

پس جب کل اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ کل عالم انہین دو مین منحصر ہی **قرآن مجید** کی آیات سی بھی عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہی ازانجملہ یہہ آیت ہے

دلیل سوم

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ یعنی چھہ روز کے عرصہ مین اللہ نے آسمانون اور زمین کو بنایا ہے ازانجملہ یہہ آیت ہی خلق کل شئ فقدرہ تقدیرا کہ اللہ تعالی نی ہر چیز کہ پیدا کیا پھر اندازہ کیا اور کل شی عین عالم ہی ازانجملہ یہہ آیت ہی اللہ خالق کل شئ یعنی ہر چیز کو اللہ نے بنایا ہی اور ہر شی کو ہستے مین لایا ہے ازانجملہ یہہ آیت ہی ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام اللہ نے آسمانون اور زمین کو اور جسقدر چیزین کہ اونمین ہین سب کو چھہ دن کی مقدار مین بنایا ہی اور حدیث مین آیا ہی کان اللہ ولا شئ معہ یعنی ازل مین ایک اللہ تہا اور کوئی چیز اوسکی ساتہہ وان نہی اسوا اس دلیل کی عالم کی جسقدر حالات ہین اونمین سی ایک ایک اوسکی لیئی دلیل ہی

دلیل چہارم

ازانجملہ **تصرف** ہی تمام جہان کی کی قبضہ قدرت مین ہے کیونکہ ہوا ونکا بدل دینا پہر بادلونکا اونپر سوار کر کے جہانچاہیے لیجانا پہر کہین مینہہ برسانا کہین نہ برسانا آسمانون کو ہر وقت گردش مین رکہنا کسی ستارے کو بڑا کسی کو چھوٹا کر دینا آفتاب اور ماہتاب کو نور اور جسم مین کم اور زیادہ بنانا شب و روز مین اختلاف ہونا جیسا کہ قرآن مین آیا ہی ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون کہ آسمانونکی اور زمین کے پیدا کرنے مین اور

دلیل پنجم

مین اور رات دن کے بدلنے مین اور کشتیونمین کہ جو انسانون کی فائدہ کی چیزین لیکر دریا مین چلتی ہین اور اوس پانی مین کہ اوسکو اللہ نے آسمانی اونچائی سے اوپر اوس سی مُردہ زمین کو زندہ کیا اور اوسمین ہر قسم کے جانور بسائی اور ہواؤں کے پھیرنے مین اور بادلونمین کہ جو آسمان اور زمین کے درمیان ہین مسخر مین البتہ انمین عقلمندونکے لئے نشانیان ہین باوجودیکہ سب افلاک کا مقتضے طبعی ایک ہی ہے پھر زمین کی جاہی سی بالکل ساکن اور مستقیم کیجاہی سی نہایت نیز رفتار ہونا علی ہذا القیاس اور بسائط کا مقتضے طبعی ایک ہی پھر اختلاف بعید کا ہونا کہ مثلاً زمین کہین سی نرم اور کہین سی نہایت سخت کہین بلند اور کہین پست کہین کوئی رنگ کہین اور رنگ اسیطرح شب و روز کا کم زیادہ ہونا انسان وغیرہ اشیاء کا باوجود اتحاد شکل نوعی کی تشخصات مین ایسا اختلاف ہونا کہ ایک دوسرے سی ممتاز اور پھر ایکدوسرے کی سا تھہ نوع یا جنس مین متحد اور شارک ہے صاف دلالت کرتا ہی ایسے اور کسی قادر مختار کے اختیار سی واقع ہوی ہین کسلئی کہ خود بخود انکا اسطرح ہونا ایسا محال ہی کہ جیسا پتھر کا بدون کسیکی بنائی بنا اور چلنا محال ہی پس عالم کی یہہ تصرفات دیکھکر عاقل کو یقین کامل ہوتا ہے کہ کسی مختار کی کرنیسے یہہ امور ہوتی ہین جسطرح کہ پنچی کی حرکات و سکنات دیکھکر عاقل جان لیتا ہی کہ یہہ وہ کوئی شخص اسکو حرکت دیتا ہی اور وہ تصرف کرنیوالا تمام عالم کی لیئے اللہ تعالی ہی کیونکہ اوسکی سوا کسی ہر چیز عالم مین داخل ہی اور عالم یا جزء عالم کا تصرف کرنا عالم یا جزء عالم مین محال ہے سو ضرور ہوا کہ وہ تصرف کرنیوالا غیر عالم کی ہونا چاہیی اور وہ غیر عالم اللہ ہی اور یہی مدعا ہے از انجملہ تربیت ہی کہ ہر شے کو درجہ بدرجہ اوسکی کمال تک پہونچانا ہے اور شیئاً فشیئاً پرورش کرتا ہے اسلئی قرآن مین سب سی اول اللہ تعالی کی یہی صفت مذکور ہوی ہے کما قال اللہ تعالی الحمد للہ رب العالمین کہ سب تعریفین ہین اللہ کو کہ جو تمام عالم کا مربی ہے لہذا ہر ممکن کو ہر وقت اپنی بقا مین اوسکی طرف حاجت رہتی ہی پس اگر یہہ ممکنات خود بخود ہوتی تو ایک ہی بار ہو جاتی اور اپنے کمالات حسب دلخواہ حاصل کر لیتے اور کوئی کسی سی کسی بات مین کم نہوتا کیونکہ جو اپنی ذات مین کسی کا محتاج نہین ہی تو وہ اپنی صفاتمین بھی کسی کا محتاج نہین ہی اور کبھی کوئی چیز فنا نہی ہوتی کیونکہ جو اپنی وجود مین اور جمیع صفات مین کسیکا محتاج نہین اور خود بخود ہی تو وہ فنا نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی چیز کبھی

متغیر ہوتی کیونکہ تغیر غیر کے طرف احتیاج سی ہوا کرتا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ عالم مین یہہ پانچون اوصاف
پائی جاتی ہین کیونکہ عالم دفعتہً نہین ہوا جیسا کہ ستۃ ایام کا لفظ اسپر صاف دلالت کرتا ہی اور بہت سے
چیزون کا تدریجاً پیدا ہونا مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی اور کمالات مین بھی ہر ایک چیز دوسری سی متفاوت ہے
آفتاب کا نور زیادہ ماہتاب کا کم ایک آدمی دوسرے سی قوۃ و طاقت مین کم زیادہ ہی ایک درخت دوسری سی
بڑا چھوٹا ہی علیٰ ہذا القیاس اور صدہا چیزین عالم کی بالمشاہدہ فنا ہوتی ہین اور روز بروز متغیر ہوتی ہین
پس معلوم ہوا کہ عالم خود بخود نہین ہوا پس ضرور ہی کہ اسکی کوئی اور شخص خالق اور مربی اور موجد ہو
وہ اللہ تعالیٰ ہے اور انجملہ انتظام و تدبیر عالم ہی آسمان سی زمین تک اور عرش سی فرش تک تمام
عالم مین ایک عجیب نظام رکھا ہوا ہی کہ عاقل کی عقل حیران اور دانشمند کا فہم سرگردان ہی جیسا کہ قرآن
شریف مین آیا ہی خلق السموت والارض بالحق یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل وسخر
الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی الآیات کہ اللہ نے بنایا آسمانون اور زمینون کو حق سی لپیٹتا ہی رات کو دن پر اور دن کو رات پر اور
مسخر کیا سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چلتا ہی ایک وقت معین تک و قال یدبر الامر من السماء الی الارض
کہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی آسمان سی زمین تک و قال ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ
ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجل
مسمی ولعلکم تعقلون کہ اللہ وہ ہے کہ جسنے تمکو اول خاک سی بنایا پھر نطفہ سی پھر علقہ سی بنایا پھر لڑکا بناکر
باہر لایا پھر بعض تمسی جوانی کو پہنچتا ہی پھر بوڑھا ہوتا ہی اور بعض تمسی پہلی ہی مرجاتا ہی یہہ اسلئی کہ اپنی
اجل مقرر تک پہونچو اور سمجھو پس گردش افلاک سی شب و روز کا ہونا پھر ہر موسم کا بدلنا اول مہینی مین
ماہتاب کا اول شب مین نکلنا موسم پر برسات کا ہونا عین انتظام ہی اگر ان مین سی کسی چیز مین فتور
آوی تو سب کارخانہ درہم برہم ہوجاوے علیٰ ہذا القیاس اول انسان کا مادہ منی غذاؤن سی ہونا پھر
چالیس روز کی بعد رحم مین اوسکا علقہ ہونا پھر مضغہ پھر ہڈیون پر گوشت کا پہنانا پھر چند روز کے بعد اوسکو
ماہر لاکر سمیع و بصیر کرنا عین تدبیر ہی پھر نر اور مادہ لوگونکو ایک شخص کی تابعدار کردینا اور حیوانات کو انکا
مسخر کرنا اور ہر شخص کو مختلف الاحوال کرنا کہ کوئی حکیم ہے اور کوئی سوداگر اور کوئی اہل حرفہ اور کوئی

کاستکار اور کوئی نوکری پیشہ اور کوئی غنی کوئی فقیر اور پھر ہر شخص کی دلمین ایک جداگانہ غرض پیدا کرنا
سب انتظام اور تدبیر ہے پس ضرور ہی کہ اس انتظام اور تدبیر کا کرنیوالا سوائے عالم کی کوئی اور ہستی ہی
کیونکہ عالم کا ہر ایک جز اس انتظام اور تدبیر کے لئے مجبور اور مقصور ہی کیونکہ اشرف المخلوقات انسان ہے
کو دیکھو کہ وہ اپنی تدبیگا پیدا ہونی اور فنا ہونمین بی اختیار ہی چنانچہ جامع کی بعد معلوم نہین ہوتا کہ کم
مین نطفہ کب ہا اور کسوقت علقہ اور مضغہ بنا اور پھر مزہے یا مادہ اور بعد پیدا ہونگی ایام طفولیت
کے گذرنی اور جوانیکی آنی اور شباب کے جانی اور بالونکی سیاہ اور سفید ہونی اور بیمار و تندرست ہونمین
اور غنی اور فقیر ہونمین محض مجبور ہے علی ہذا القیاس غذا کھانیکی بعد یہہ علم نہین کہ ہضم کب ہوا اور جزو
سودا بنکر عروق مین کسطرح سی کسوقت گیا پس جسنے اسکو اپنی وجود و بقا مین نہ اختیار ہی نہ اوسکے
اسبابکا علم ہی تو مدبر عالم تو کیا اپنی نفس کا ہی مدبر نہین ہی پس جب اشرف المخلوقات کا یہہ حال ہی تو
اور چیزونکا کیا ذکر ہے سو وہ عالم کا مدبر اور غنی اعظم اللہ ہے از انجملہ یہہ ہے کہ کسی حیوانکی گوشت کو
بدن مین ڈالکر آگ پر جلانی سی اوسکی اجزا خاک اور پانی وغیرہ جدا جدا ہوجایا کرتی ہین لہذا معقول
ہر حیوانکی بلکہ حجر و شجر وغیرہ اجسام کی اربع عناصر یعنی آگ ہوا و خاک و پانی کو جزو قرار دیتی ہین پس ضرور
ہی کہ کوئی اونکا ایک جا جمع کرنیوالا ہو کسی کعنوہ بجز اسکے ایسی مخالف طبایع چیزون کا اسطرح سی ایکجا
جمع ہونا اور اپنا اپنا خاصہ فعلی چھوڑنا محال ہی سو وہ جمع کرنیوالا اگر بغور دیکھی تو اللہ تعالی ہی جیسا کہ پہلے
گذرا قرآن مجید مین عالم کی بہت سی اجزا سے اللہ تعالے کی وجود کا ثبوت ہی لہذا اس امر مین بہت سے
آیات ہین کہ اونمین سی ایک ایک آیت اوسکی وجود کی لئے برہان قاطع اور حجت ساطع ہی لیکن کمال
کے خوف سی قدر قلیل پر اکتفا کیا گیا ف اللہ لطیف بعبادہ جو ہری نہ عرض پس جن ان حواس سی
کہ جو خاص جواہر اور اعراض کی دریافت کیواسطے مخصوص ہین ہرگز محسوس نہین ہوسکتا ہی بلکہ بعض
جواہر لطیفہ بھی لطافت کی سبب سے آنکھہ سی نظر نہین آتی ہین جیسا کہ ہوا لطافت کی سبب سے کہلاتی نہین
دیتی ہی حالانکہ اوسکی موجود ہونمین کسیکو بھی شک نہین ہی پس اسطرح ممکن ہی کہ وہ لطیف کہ جو سر سے
جوہر ہے نہین ہی سب حواس سے محسوس نہو سکی اور بدون چشم باطن کی دنیا مین نظر نہ آسکی اور بیشک

وجہ ہی کہ جب کوئی چیز نہایت ظہور کرتے ہی تو نظر نہین آتی جیسا کہ خفاش کو عین دوپہر مین آفتاب کے
اوسوقت اوسکا نہایت ظہور ہوتا ہی نظر نہین آتا یا جب کوئی چیز آنکھ کے نہایت قریب ہوتی ہی تو باوجود قرب
کے دکھائی نہین دیتی اسی طرح اللہ تعالی کا کمال ظہور اور کمال قرب مانع آرا ہی اسلئے اوسکی دیکھنی
دنیا مین ہر شخص عاجز ہے پس یہہ شبہ کرنا کہ اگر اللہ تعالے موجود ہی تو دکھائی کیون نہین دیتا محض نادانی ہی

ف یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ مکان یا حیز خاص جواہر یا اجسام کیواسطے ہوتا ہی پس اللہ تعالے جو جوہر اور
جسم ہونیسے پاک ہی مکان اور حیز سے بھی پاک ہی دیکھو جب کسیکو غم یا خوشی لاحق ہوتی ہی تو اوس شخص کو
اپنی غم یا خوشی کی موجود ہونیمین کسیطرح کا شک نہین ہوتا ہی لیکن غم یا خوشی نہ جسم ہے نہ جوہر اس سبب سے
اوسکی لئی اوسکی بدن مین کوئی جائی مقرر نہین وہ یہہ نہین کہہ سکتا کہ میرے سر مین یا سینہ مین یا پیٹ یا
ران مین غم یا خوشی ہی گو مجازاً دلکو قرار دی لیکن حقیقت مین کوئی جائی اوسکی خاص نہین کہ غم یا خوشی
وہان ہو اور اگر اوس عضو کو چیرو دیکھین تو وہان ملی اسیطرح اللہ تعالے نہ جوہر ہی نہ جسم نہ عرض سو وہ بھی
مکان کا محتاج نہین پس اوسکی لئی بھی کوئی جائی مقرر نہین کہ وہ وہان رہتا ہو وہان اوسکا ظہور ہر جگہہ ہی
ہر یہہ کہنا کہ وہ کہان رہتا ہی اور کس طرف ہی بالکل فضول ہی اوسکی آگی تمام عالم ایک فرسہ کی مانند ہی
پس جسطرح ذرہ کی یا گولہ کے اندر کی مخلوقات کا باہر کے موجودات کا ہونا محال سمجھنا اور یون خیال کرنا
کہ اس فضا ہی کوئی چیز باہر نہین ہی اور یہی محدود الجہات ہی غلط ہی ایسا ہی بعض نادانونکا اللہ تعالے
کی نسبت ایسی شبہات اور شکوک کرنا غلط ہے اوسکی حقیقت کسیکو کیونکر معلوم ہوسکی حالانکہ نہ کوئی اوسکے
نظیر ہے نہ ہم جنس ہی ممکنات کی حقیقت تو دریافت کرنے مشکل ہی چہ جائیکہ واجب الوجود کی حقیقت
معلوم ہوسکی پس اس امر مین زیادہ عقل دوڑانا موجب تباہی اور سبب گمراہی ہی کیا خوب فرمایا ہی کسینے ؎

نہ ہر جائی مرکب توان تاختن ٭ کہ جا ہاسپر باید انداختن ٭

## فصل صفات کی بیان مین

اور وہ عالم کا بنانیوالا جسکا نام اللہ ہی ایک ہے کما فی القرآن قل ھو اللہ احد یعنی
اے نبی لوگون کو خبر دے کہ اللہ ایک ہی کیونکہ اگر دو ہونگی تو اونکی آپس مین مخالفت ممکن ہوگی اگرچہ بالفعل
اتفاق ہو مثلاً اونمین سے ایک زید کو مارنا چاہی اور دوسرا اوسیوقت اوسکی بچانے زندگی چاہی پس ضرور

کرنا اوسکی لئی موت ہوگی یا زندگی کیونکہ دونونکا ایکوقت مین پایا جانا محال ہی پس اگر اوسکو موت ہو تو جسنی اوسکی زندگی چاہی تہی وہ عاجز ہوگیا اور اگر وہ زندہ رہا تو جسنے اوسکی لئی مرنا چاہا وہ عاجز ہوا ہم تقدیر دونون مین سی ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑا اور جو عاجز ہے وہ عالم کا پیدا کرنیوالا اور واجب الوجود ہی نہین ہی عاجز ہر گز خدا نہین ہوسکتا ہی **سوال** ہوسکتا ہی کہ دونون اتفاق کرلین یا نہین یہہ مخالفت ہی ممکن نہو کیونکہ اس سی محال لازم آتا ہی یا دونونکے ارادی ایک شخص پر جمع نہوسکین **جواب** بالفعل اگرچہ اتفاق ہو لیکن مخالفت بہی ممکن ہی کیونکہ ہر ایک کو زید کی مارنی اور زندہ رکہنا ارادہ ممکن بالذات ہے کما لایخفی اور یہی معنی امکان کی ہین اور محال وہ خدا فرض کرنیسی لازم آتا ہی نہ امکان اختلاف سی اور دونون کی ارادہ کا جمع ہونا بہی ممکن ہی ان دونکی مرادین جمع نہین ہوسکتی ہین کہ زید زندہ بہی رہے اور اوسیوقت مین مر بہی جاوے یہہ برہان تمانع قرآن کی اس آیت سے مستفاد ہوتی ہی لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر آسمان و زمین مین کئی خدا ہوتی تو آسمان و زمین خراب ہوجاتے **طریق دوم** اگر دو خدا ہون تو ہم پوچہتی ہین کہ اونمین سی ایک کو دوسرے کی مخالفت کرنیکی قدرت ہی یا نہین اگر کہو قدرت ہی تو دوسریکا عاجز ہونا ثابت ہوتا ہے کسلئی کہ جسکی مخالفت کی دوسریکو قدرت ہی تو وہ کیسا خدا ہوسکتا ہی اور اگر کہو قدرت نہین ہی تو اب یہہ کیا خدا ہی جسمین اپنی مثل کی مخالفت کرنیکی قدرت نہین ہی ایسا کمزور اور ضعیف کیا خدا کرینگا **طریق سیوم** یہہ ظاہر ہے کہ خالق کو اپنی مخلوق پر قبضہ و تصرف کامل ہوا کرتا ہی اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ایک شخص کا قبضہ اور تصرف کامل جب ہوتا ہی کہ دوسریکا وہان قبضہ اور تصرف کامل نہو کیونکہ ایک شی پر دو قبضہ کامل کا جمع ہونا ظاہر البطلان ہے **سوال** دو شخصونکا قبضہ و تصرف کامل ایک جگہہ ہوسکتا ہی جیسا کہ ایک مکان یا غلام کی دو مالک ہون اور دونون کا اوسپر قبضہ و تصرف ہو **جواب** مطلق قبضہ تصرف مین کلام نہین ہی بلکہ قبضہ تصرف کامل کیفیکا ہی اور بلاشک جہان ایک غلام یا مکان کے دو مالک ہونگے وہان قبضہ اور تصرف کامل کسیکا بہی نہوگا کیونکہ وہان ایکدوسریکی مرضی بدون تصرف نہین کرسکتا ہی پس جب دوسرے کی رضا ہی کی تابع ہوا تو قبضہ اور تصرف کامل کہان رہا ان تصرف ناقص

او قبضہ غیر کامل ہر ایک شریک کو حاصل ہی جب یہہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتی ہین کہ اگر عالم کی دو خالق ہون تو بموجب مقدمہ مذکورہ کی دونون مین سی کسی کا بھی قبضہ اور تصرف کامل عالم مین نہو گا پس جب تصرف کامل اور پورا قبضہ نہوا تو بموجب مقدمہ اولے کی خالق ہونا بھی باطل ہو گیا فتامل ہذا ما صح لی عند التحریر

یعون اللہ القدیر طریق چہارم اگر دو خدا ہون تو تمام عالم خراب ہو جاوے بلکہ سرے سی عالم کا پیدا ہونا ہی ناممکن ہو جاوے کیونکہ ظاہر ہے کہ دو شخصون کا کسی چیز مین باختلاف امر متوقف ہی کہ دو شخص ان مین کوئی چیز بھی ہو کہ جسمین انکی مخالفت ثابت ہووے کسلئی کہ اگر دو شخص نہونگی بلکہ ایک ہی ہو گا تو بھی مخالفت نہ پائی جاوے گی کیونکہ مخالفت ایک شخص سی بدون مقابل کی ناممکن ہی اور اسیطرح اگر کوئی چیز ہی نہووی اگرچہ دو شخص ہون تب بھی مخالفت نہ ثابت ہو گی کیونکہ مخالفت کسی چیز مین ہوا کرتی ہی پس جب یہہ ثابت ہوا کہ اگر عالم کی لئی دو خدا ہون تو پہر عالم کا موجود ہونا ممکن ہے کہ نہین تو بموجب مقدمہ مذکورہ کی اونمین مخالفت پائی جاوے یا ممکن ہو جاوے اور یہہ محال ہی کما لایخفی علی العاقل پس اب دفع مخالفت کی لئی یا تو دو خدا نہ کہو گی پس یہہ حاصل ہو گا یا عالم کو موجود یا ممکن نہ کہو گی سو یہہ باطل ہی کیونکہ عالم موجود ہی اور یہی مقصود ہی ثابت ہوا کہ دو خدا کا ہونا باطل ہی اور یہہ دلیل بعینہ اس آیت مین مذکور ہی لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا توحید کی اثبات مین اور بہت سی ادلہ قویہ ہین لیکن اسمقام مین عام فہم سمجھکر انہین چند دلیلون پر اکتفا کیا اور کلام کو طول نہ دیا ف اللہ تعالی کو ایک سمجھنا ہر عاقل کی طبیعت مین داخل ہی اور مخلوقات مین سی ہر چیز کے گواہی سی یہہ امر حاصل ہی کیا خوب کہا ہی کسی نے ؎ فی کل شئی لہ شاہد ؎ یدل علی انہ واحد ؎ یعنی اگر غور و دیکھی تو ہر ایک چیز اس عالم کی زبان حال سی اوسکی ایک ہونیکی گواہی دی رہی ہی اسلئی جسجگہ انبیا نہین آئی اور احکام شریعت وہان نہین پہنچی وہانکی لوگون پر فرض توحید یعنی اللہ تعالے کو ایک سمجھنا اور خاص اوس سی معاملات عبودیت برتنا اور اوسکی ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا فرض ہی اور قیامت کی روز اسی امر کا اونسی سوال ہو گا اور شرکون کی لئی شرک وبال ہو گا کیونکہ اس امر کو وہ اپنی عقل سی جان سکتی تہی اگرچہ اوس احکام کو انبیا علیہم السلام کی زبانکی سبب سے نہ پہچان سکتی تہی اور اسلیے اوسپر حجت تہی شرک اللہ کے نزدیک ایسا سخت جرم ہی کہ اوسکی کرنے والی کو ہمیشہ جہنم مین جلایا جاویگا کما قال اللہ تعالے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یعنے اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشی گا اور اوسکی سوائی جسی چاہے

بخشے گا اور یہی سبب ہے جس مذہب مین شرک ہی وہ بالاتفاق سب اہل عقل کی نزدیک وہی اور سب
دانشمندونکی نزدیک نہایت بدہی اور وہ قدیم ہی یعنی ہمیشہ سی ہی یہہ نہین کہ کبھی پہلی نہتا
پھر پیدا ہوگیا چنانچہ قرآن مین آیا ہی ھوالاول والاخر یعنے وہ اللہ تعالے اول حقیقی ہی کہ اوسکی لیے
ابتدا نہین اور آخر حقیقی ہی کہ اوسکی لیی انتہا نہین ہی کیونکہ اگر وہ ازلی اور قدیم نہو بلکہ عدم کی بعد
موجود ہوا تو بالضرور کسی اور کے پیدا کرنیسی پیدا ہوگا اور وہ پیدا کرنیوالا جملہ عالم مین داخل ہوگا کیونکہ
اسکی ذات وصفات کی سوا جو ہی عالم مین داخل ہی اور حالانکہ کل عالم کا پیدا کرنیوالا اللہ ہی تہا
کہ ابہی ثابت ہوچکا ہی علاوہ اسکی حقیقت مین عالم کا خالق وہے اور ہوگا کہ جسنی اللہ کو پیدا کیا ہے
پس لازم آویگا کہ بعض عالم نی عالم کو پیدا کیا ہی اور یہہ محال ہے اور حی یعنی اللہ تعالے زندہ ہی
اور صفت حیات اسکی لئی ثابت ہی جیسا کہ قرآن مین آیا ہے ھوالحی القیوم یعنی وہ زندہ اور
ہر چیز کا قایم رکھنی والا ہی اسلئے کہ وہ صانع عالم نہین ہوسکتا ہی اور قدیر یعنے اوسکو صفت قدرت
کی حاصل ہی کہ جسکی سبب مقدورات پر اثر کرنا ہی موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود کرسکتا ہی
آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان اور کافر کو ولی اور ولی کو کافر بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بہ تعلیم کا
بادشاہ بناسکتا ہی غرض کسی چیز سے وہ عاجز نہین ہی ہر چیز کے اوسکو قدرت ہی جیسا کہ قرآن مجید
آیا ہی ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنے اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے کسنی کہ اگر اوسمین یہہ صفت
قدرت حاصل نہو تو لازم آوی کہ وہ عاجز محض اور بیکار ہوجاوی پس عالم کا پیدا کرنا باطل ہوجاوی کیونکہ
عاجز سے عالم کا پیدا کرنا محال ہی پس جب تمام عالم اوسکا پیدا کیا ہوا ہے تو اوسکو مقدورات پر قدرت
ہی ہی ف اہل اسلام کے ماسوا اکثر فرقون نی اپنی عقائد مین اللہ تعالی کو عاجز سمجہہ کر کہا ہے
چنانچہ حکمای یونان نی اوسکو اوسکی مخلوقات مین تصرف کرنیسے عاجز سمجہہ کر کہا ہی کہ آسمان و زمین کا
کرنا بلاواسطہ عقول عشرہ کی عالم پیدا کرنا وغیر ذلک کو اوس ہی محال جانتی ہین اور کہتی ہین
ایسی امور کے اوسکو قدرت نہین ہی نصاری کہتی ہین کہ عیسی علیہ السلام کو یہودی پہانسی دیا
اور نہایت ذلت ہی مارا اور عیسی (فدا اسی بہت آہ و زاری) کی ساتہہ فریاد کرتے تہی کہ مجہی بچاا اسکے

ہا ہندی پہنچا اور یہہ بھی کہتی ہین کہ عیسی اور روح القدس اور خدا تعالے تینون ملکر ایک ہین پس جب عیسی عاجز
خدا یا جز خدا ہوے تو کیونکر یا خدا یا جز خدا اپنی آپ کو نہ بچا سکا اور خدا یہود کے ہاتہہ سی قتل ہوا تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا
یہود کہتی ہین کہ اللہ تعالی تمام شب یعقوب سی کشتی لڑتا رہا اور اسنے جانا کہ یعقوب غالب آتی ہی ہنود کہتی
ہین کہ اوتار ہین اللہ تعالے حلول کرتا ہی اور اوتار خود خدا ہوتا ہی حالانکہ رام چندر اوتار کی بیوی کو زبردستی
سی راون لنکا کا راجہ چہین کر لیگیا تہا پہر مدت تک رام اوسکی عشق مین سرگردان رہا اور پتا نہ لگا آخر جب
حال معلوم ہوا تو راون کو شکست دینا چاہا لیکن ہنومان وغیرہ بندرون کی مدد بغیر شکست نہ دی سکا معاذ اللہ
انکی اعتقاد کی بموجب خدا ایک عورت کی عشق مین مبتلا رہا اور اسکو اوسکا حال معلوم نہوا پہر راون کو بندرون
امداد غیبی کے نہ مار سکا علی ہذا القیاس اور بہت سی انکی ہا انکی عقائد ہین کہ جنمین جمیع عیوب اللہ تعالے مین ثابت ہوتے
ہین (اور مُرید ہے) یعنی اوسکو صفت ارادہ کی حاصل ہی کہ جس سے موجود یا معدوم کرنے مین کسی مقدور کو باوجود
اسکی کہ قدرت سب پر برابر ہے جسکو قصد اور جسطرح چاہتا ہی خاص کر لیتا ہی پس جو چیز ہوتی ہے اوسکی ارادے
ہوتی ہے ازلیون مین جو ارادہ کر لیا تہا اب اوسیکی مطابق ہو رہا ہے اوسکا ارادہ ازلی ہی اور تعلقات حادثہ
ہین اور مشیت اور ارادہ ایک ہی ہین قال تعالے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ یعنی جس چیز کا وہ ارادہ کرتا ہی اوسکو اوسیوقت
کر لیتا ہی یہہ نہین کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کرے پہر وہ چیز نہووے ورنہ عجز لازم آوے اسلئے کہ یہہ عالم کہ جسکی نظام
سی عقلا کی عقل حیران اور یہہ گوناگون عجایبات اوسمین کہ جنکی حکما ہر سرگردان ہین بدون ارادہ کی پیدا کرنا محال
ہی کیونکہ جو افعال کہ بی ارادہ کی خود بخود مثل مرتعش کی ہاتہہ کی حرکت کی سرزد ہوتی ہین اونمین یہہ انتظام
عجیب اور یہہ نظام غریب نہین ہوتا ہی پس حکما کی یہہ عقیدہ کہ اللہ تعالے سی یہہ عالم بدون ارادہ اور
اختیار کی خود بخود بایجاب بالجبر ہوا ہی اور یہہ عقیدہ اہل کتاب ہنود کا ہی کہ اللہ تعالے بعض چیزونکی پیدا کرنیکا ارادہ
کرتا ہی لیکن اوسی نہین ہو سکتین بالکل غلط اور خلاف تحقیق ہی اور انکی قائلین کی قصور فہم پر دلالت کرتا ہے
المختصر یہہ عالم اور ہر چیز اوسکی ارادہ ازلی و اختیار سی ہوتے ہے (اور وہ علیم) یعنی اوسکو وصف علم حاصل ہے
کہ جس سی ہر ہر چیز کے اوسکو خبر ہے کما قال اللہ تعالے ان اللہ بکل شئ علیم اللہ تعالی کو ہر چیز کی خبر ہے
پس جو کچھہ ہو رہا ہی اور ہوا ہے اور ہوگا سبکو وہ ازل ہی سی بتفصیل سی روز ازل مین جان لیا تہا کہ فلان وقت فلان

شخص یہہ کلام کریگا اوسکے دل مین یہہ کچھہ ہوگا یہانتک کہ اگر ساتوین آسمان پر یا تحت الثرے مین بیٹھا ہوا
ہمکو پکارے یا کوئی شخص اپنی دل مین کسی طرح کا وسوسہ لاوے وہ بھی اوسکو معلوم ہی بیت بر و علم یک ذرہ
پوشیدہ نیست ۔ کہ پیدا و پنہان بہ نزدش یکیست ۔ کسلئی کہ عالم کا پیدا کرنا اور پھر اسکو باقی رکھنا اور
تربیت کرنا اور حسب حال ہر شخص کے حاجات روا کرنا بدون علم کی محال ہی پس بعض حکمای
یونان کا یہہ عقیدہ کہ اللہ تعالے زید و عمرو وغیرہ جزئیات کو علی وجہ الکلی عام طور سے جانتا ہی اور تفصیل
اونکے اوقات مخصوصہ حالات مخصوصہ مین نہین جانتا بالکل غلط ہی ف یہود و ہنود و نصاریٰ وغیرہ کے
عقائد سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو بعض چیزونکی خبر نہین نعوذ باللہ منہ (اور سمیع) یعنی اوسکو
سنوائی کا وصف حاصل ہی کہ اوس سے ہر چیز کے آواز اور ہر کسیکی پکار سن لیتا ہی خواہ ساتوین زمین پر
چیونٹی کی ہلکی آواز ہو خواہ ساتوین آسمان پر شیر کی کمتر جانور کی پر کی آواز ہو خواہ کوئی آہستہ
کچھہ کہی یا پکار کر کہی وہ سب سنتا ہی جیسا کہ قرآن مجید مین ہی انّ اللہ سمیعٌ علیمٌ یعنی اللہ تعالی سنتا
اور خبردار ہی کسلئی کہ ایسی صانع عالم اور جہانکی مالک کا بہرہ ہونا بڑا عیب اور سخت نقصان ہی (و البصیر)
یعنی اوسکو وصف بصارت حاصل ہی کہ جسکی سبب سے ہر چیز کو دیکھتا ہی خواہ کوئی چیز اندھیرے مین ہو خواہ اجالے
مین خواہ نزدیک خواہ دور خواہ رات مین خواہ دن مین خواہ کسیقدر چھوٹی ہو خواہ بڑی سب کو ہر وقت مین بالقوت
یکسان دیکھتا ہی کسیوقت مین کوئی شی اوس سے چھپی ہوئی نہین ہی کیونکہ اگر اوسمین یہہ وصف نہووے تو
وہ اندھا کہلاوے اور اندھا ہونا ایسی صانع عالم کے لئی عیب اور سخت نقص ہی لہذا قرآن مجید مین بھی یہہ
صفت اوسکی واسطی اکثر آیات مین ثابت ہی ازانجملہ یہہ آیت ہی انّہ بکلّ شیءٍ بصیرٌ یعنی اللہ تعالی ہر
چیز کو دیکھتا ہی کوئی شی اوسکی نظر سے غائب نہین ہی ف معتزلہ کہتی ہین کہ اللہ کی سمع اور بصر
کہ جو اوسنے اپنی ذات کی لئی ثابت کی ہی اور قرآنمین اوسکا ذکر فرمایا ہی علم مراد ہی پس ان اللہ سمیعٌ
بصیرٌ کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے خبردار ہے کیونکہ سمع اور بصر اعضاء سی تعلق رکھتی ہین اور اللہ تعالی اعضاء
اور جسم سی پاک ہی ہماری طرف سی یہہ جواب ہی کہ جسطرح اللہ تعالی کی ذات اور جمیع صفات مخلوقات کی ذات
اور صفات سے غیر ہی اسیطرح اوسکی سماعت اور بصارت بھی خلق کی سماعت اور بصارت سی بالکل غیر ہے

البتہ مخلوقات کو سماعت اور بصارت مین اعضا کی احتیاج ہے سو اوس خالق کو احتیاج نہین اوسکی لئی ایسی سمع
وبصر نہین ثابت کرتے ہین کہ جو ممکنات مین ہی پس اس ضعیف شبہ سی قرآن کی آیات صریحہ کا تاویل کرنا
ناجائز ہے (اور متکلم ہے) یعنی اوسکو کلام کرنیکی صفت حاصل ہی کہ جس سی کلام کرسکتا ہی
پس وہ جس سی جسطرح چاہتا ہی کلام کرتا ہے جسچیز سے چاہتا ہی منع کرتا ہی اور جسکا چاہتا ہی حکم کرتا ہے
اور جسچیز کے چاہتا ہی خبر دیتا ہی کیونکہ گونگا ہونا ایسی صانع عالم فاعل مختار کے لئی انتظام عالم کیواسطی مخل
اور خاص اوسکی حق مین بڑا سخت عیب ہی لہذا قرآن مجید مین اوسنی اپنی واسطی اس صفت کو ثابت
کیا ہی ازانجملہ یہہ آیت ہی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۝ یعنی اللہ تعالی نی موسی سی کلام کیا ہتا پس مطلقاً
کلام کرنا سب اہل اسلام کی نزدیک مسلم اور متفق علیہ ہے اور اسکی حقیقت مین کہ کیونکر ہے اور
کسطرح ہی البتہ اختلاف ہی اور اسمین کل نو قول ہین سبکو ملا علی قاری نی فقہ اکبر کے شرح مین
تفصیل سی لکھا ہی سو اہل حق کی نزدیک جو کلام کہ خدا کی صفت ہی وہ حروف اور آواز سی مرکب
نہین ہی بلکہ وہ صرف معانی ہین جو اوسکی ذات پاک ہی قائم ہین اور اوسکو کلام نفسی کہتی ہین
کیونکہ کلام اصل مین مضمون اور معانی ہی کو کہتی ہین چنانچہ اخطل شاعر کہتا ہی ؎ ان الکلام
لفی الفواد وانما ؛ جعل اللسان علی الفواد دلیلا یعنے کلام دل مین ہوتا ہی اور زبان اوس دل کی مضمون
دلالت کرتے ہے لہذا مجازاً الفاظ اور اصوات سی جو مرکب ہوتا ہی اوسکو بھی کلام کہتی ہین
پس ہم لوگ اوس مضمون کو کبھی زبانسی ظاہر کرتے ہین کبھی لکھکر بتا دیتی ہین کبھی اشارہ سی ظاہر
کر دیتی ہین اسی سبب سی اللہ تعالے جو کسیکا کلام مین محتاج نہین ہے بدون زبان کی کلام کرتا ہی
پس جب زبانسی اوسکا کلام نہین تو الفاظ اور صورت بھی نہین ہی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے
جسطرح اور سب صفات ازلی ہین اسی طرح سے صفت کلام بھی ازلی اور قدیم ہی پس اگر اوسکی
کلام الفاظ اور حروف سی مرکب ہو تو قدیم نہ ہے کیلئے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کسی کی پیچھی نہین
ہوتے ہے اور کلام لفظی مین تقدیم و تاخیر ہوا کرتے ہے مثلاً زید مین جب تک
زید نہ کرلین گے تب تک ادا نہ ہوگے علی ہذا القیاس پس یہہ کلام لفظی جو حروف و اصوات سے

کلام نفسی

کلام لفظی

مرکب ہوتی ہے اور سکی صفت نہین سوال اگر کلام نفسی ہی اور سکی صفت ہی تو قرآن مجید کی
عبارت عربیہ اوسکا کلام نہین ہی پس اوسکو کلام خدا کہنا نہ چاہیی حالانکہ باتفاق جمہور اہل اسلام
جو قرآن مجید کی عبارت کو کلام الہی کہی قطعی کافر ہے اور قرآن مین بعض جا کفار سی معارضہ کیا ہے
کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے کلام کے مانند بنا لاؤ اور معارضہ الفاظ اور عبارتی ہی ہوا کرتا ہی جواب کلام
خدا کی دو معنی ہین ایک کلام نفسی جو قدیم ہے پس یہہ صفت ازلی ابدی اوسکو حاصل ہے
اوسکی سبب سی جس سی چاہتا ہی کلام کرتا ہے جیسا کہ ہمکو صفت کلام حاصل ہی اور ہر وقت ہمکو
ساتھ ہے اگر ہم کسی سی کلام نکرین پس یہہ صفت کلام بالاتفاق ازلی ہے اور اوسکی ساتھ تمام
ہی سو یہہ کلام الہی اس سبب سی ہی کہ اوسکی صفت ہی دوسرے یہہ الفاظ اور عبارت قرآن کے
انکو کلام الہی اسوجہہ سی کہتی ہین کہ یہہ سوای خدا کی کسی اور کے تالیف اور تصنیف نہین ہی بلکہ
انکو خاص اللہ تعالی نازل کیا ہی پس اس معنی سی الفاظ اور عبارت قرآن مجید کی بھی کلام الہی
ہی سو منکا کہ کلام الہی نکہنی والا بالاتفاق کافر ہے اور یہی معارضہ بھی درست ہی پس قرآن
مجید اور پہلی کتابین جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تہین سب کلام الہی ہین بعضر
محققین اہل حدیث کا یہہ مذہب ہی کہ خدا کی کلام مین تلفظ اور صوت بھی ہی کہ جسکو مخاطب
سن لیتا ہی اور یہہ قدیم ہی کیونکہ قدیم نوع کلام کو کہتی ہین اور صوت خاصہ اور الفاظ
مخصوصہ کو قدیم نہین کہتے ہین پس انکی حادث ہونی سی اوس مطلق کا حادث ہونا لازم نہین
آتا ہی جیسا کہ مطلقا خالق ہونا اوسکی لئی صفت قدیم ہا وہ کیا اوسکی تعلقات حادث ہین اوس سے
یہہ بھی لازم نہین آتا ہے کہ اوسکی لئی زبان مضغہ گوشت بھی ہو کیونکہ اوسکی الفاظ اور صوت
ہمارے الفاظ اور صوت کیطرح نہین ہی بلکہ جیسا اوسکی ذات کی مناسب ہا ویسی طرح سی ہی نقلہ
ملا علی القاری فی شرح فقہ اکبر وقال بما ہو المأثور عن ائمۃ الحدیث والسنۃ وہی (اہل حقکی
قرآن مجید قدیم ہے) اہل سنت معتبر اور مضامین کا اعتبار کرکے قرآن کو قدیم اور
اوسکی صفت قرار دیتی ہین معتزلہ اوسکی الفاظ اور عبارت پر نظر کرکے اوسکو حادث

ف

کہتے ہین کہ تقدیم و تاخیر الفاظ کا اور تیس برس مین اول ہونا قدیم ہونے کی منافی ہے اور حادث ہونے پر دلالت کرتا ہے البتہ معتزلہ کا یہہ شبہ بعض حنبلی گوگون پر وارد ہوتا ہے کہ وہ الفاظ اور معانی سب کو قدیم کہتے ہین جو اہل سنت پر یہہ شبہ ہرگز وارد نہین ہوسکتا ہی کیونکہ وہ الفاظ کو قدیم نہین کہتے ہین اور تقدیم و تاخیر الفاظ مین ہے نہ کہ معانی مین واللہ اعلم زیادہ تحقیق اس مسئلہ کلام کی بڑے کتابون مین ہے جسکو منظور ہو وان دیکھ لے اس مختصر مین اوسکی گنجائش نہ تھی لہذا قدر قلیل پر اکتفا کیا **ف** ان صفات مذکورہ کو صفات ذاتیہ اور امہات الصفات بھی کہتے ہین انکا اور سب صفات باری تعالی پر رتبہ مقدم ہے کیونکہ مثلاً اوسکی لئی حیات نہ ہو تو خدا نہ ہی پس جب حیات پہلی ہوگی تب کچھہ اور صفات پائی جائینگی گویا صفت حیات اور صفات کے اصل ٹہہری علی ہذا القیاس اب صفات فعلیہ کو ذکر کرتا ہون (**اور وہ تکوین ہی**) یعنے پیدا کرنیکے صفت اوسکو حاصل ہی صفات ذاتیہ کی سوے اللہ تعالی کے جسقدر اور صفات ہین جیسا مارنا جلانا روزی دینا تندرست بیمار کرنا عزت ذلت دینا علی ہذا القیاس اونکو صفات فعلیہ کہتی ہین ہمارے نزدیک صفات فعلیہ اور ذاتیہ مین یہہ فرق ہی کہ جس خاص صفت سے وہ موصوف ہوا اور اوسکے ضد سی موصوف نہو سکے تو وہ ذاتیہ ہین جسطرح کہ علم پس اللہ تعالی اوس سی موصوف ہوتا ہے اور اور اوسکی ضد جہل اوس سی موصوف نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اوسکو کسی حال مین جاہل نہین کہہ سکتے اور جو صفات ایسی ہین کہ اونسے اور اونکی ضد سے دونون کے ساتھہ وہ موصوف ہو سکی سو وہ فعلیہ ہین جیسا مارنا جلانا رزق دینا پس اوسکو زید کا مارنیوالا اور عمر کو نہ مارنیوالا اوسکی حالت حیات مین کہہ سکتی ہین کذا فی شرح فقہ اکبر سو یہہ سب صفات فعلیہ صفت تکوین مین داخل ہین گویا وہ ان سبکا مجمل ہی اور یہہ سب اوسکی تفصیل ہین پس اگر اوسکو یہہ صفت حاصل نہو تو وہ صانع عالم نہو سکے اور بیکار ہو جاوے **وقال إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** یعنے اوسکی کن کہنی ہی ہر چیز کہ جسکا وہ ارادہ کرتا ہی ہو جاتی ہے کچھہ دیر اور دہیل نہین کسے سامان اور اسباب اور معین مددگار کی حاجت نہین ہے

(صفت تکوین بھی اور صفات ذاتیہ کی مثل ازلی ہی لیکن عالم کو اور ہر چیز کو اوسکی وقت پر پیدا کیا ہی) اسطرح کے سب صفات خواہ ذاتیہ خواہ فعلیہ جنمین یعنی ازل سی خدا تعالی اون صفات سی موصوف ہی یہہ نہین کہ پہلی خدا تعالی مین یہہ صفات نہی پہر ہوگئی بلکہ جیسی وہی تب ہی سی اوسکی یہہ صفات بھی ہین کیونکہ اگر ازلمین اوسکی صفات نہون تو لازم آوے کہ وہ ازلمین ان صفاتی حالتی نہا یہہ کمی سبب سی یہہ صفات اوسکو حاصل ہوئی اور یہہ اللہ تعالی کی نسبت محال اور نقصان ہی پس ازلمین جسکو زمین و آسمان کچھہ نہی اوسکو جیاتی بھی نہی اور ارادہ قدرت و علم اور سماعت اور بصارت اور کلام بھی نہا علی ہذا القیاس صفت تکوین سی بھی موصوف نہا

**سوال** صفت تکوین ہی مکونات کی کیونکہ ازل ہوگی حالانکہ کسی مکون کو بھی ازلی نہین کہتی ہین مثلاً صفت تکوین کی ایک قسم رزق دینا ہی پس جب تک کوئی شخص کہ جسکو رزق دیا ازل مین نہ پایا جاوے رزق دینا بھی ازلمین ثابت نہوگا علی ہذا القیاس عالم کا اور اوسکی ہر ہر چیز کا موجود کرنا بھی اوسکی صفت ہی حالانکہ عالم ازلی نہین ہی نہ اوسکی کوئی چیز ازلی ہی **جواب** صفت فعلیہ کا ظہور البتہ غیر سے موقوف ہے کہ جبتک کوئی غیر نہوگا یہہ صفت ظاہر نہوگے اور خود صفت کسی پر موقوف نہین مثلاً ایک شخص کو لکھنا خوب آتا ہے اور یہہ وصف اوسکو ابتدا سی حاصل ہے سو یہہ وصف ظاہر جب ہوگا کہ وہ کچھہ لکھی گا اور خود وصف لکھنی پر موقوف نہین گی تمام عمر نہ لکھی گا جب بھی اوسکو وہ وصف حاصل رہیگا پس اگرچہ کوئی چیز ازل مین موجود نہی اور کسی مکون کی وہان ہستی نہ تھی لیکن اوسکو وہ صفت تکوین ازل مین حاصل تھی پس تو یہہ لازم آیا کہ صفت فعلیہ ازلی نہو اور نہ یہہ کہ مکونات ازلی ہو جاوین بلکہ ہر مکون کی اوسکی وقت پر تکوین کی آسمان و زمین کو بھی ایک وقت خاص مین بنایا علی ہذا القیاس (ازل سی ابتک اوسکی سب صفات بلی تفاوت اوسمین موجود ہین) اوسکی صفات کا ازلی ہونا تو پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے اور ابدی ہونا اسلئی کہ جو قدیم اور ازلی ہوتا ہی وہ کبھی فنا نہین ہوتا ہی پس اوسکی صفات بھی کبھی فنا نہونگی پس ثابت ہوا کہ ابدی ہین کیونکہ ابدی وہ ہے کہ جو کبھی فنا نہو اور ہمیشہ رہی دوسرے یہہ وجہ ہی کہ اگر اوسکی صفات کبھی اوس سی جدا ہو جاوین تو لازم آوے کہ اوسوقت وہ اون صفات سی خالی ہوا ہو

یہہ واجب تعالی کے لئے محال ہی قال اللہ تعالے ھوالاول والاٰخر یعنے وہ اول حقیقی
یعنے ازلی ہی اور آخر حقیقی یعنی ابدی ہے پس جب وہ ابدی اور ازلی ہوا تو اوسکی صفات بھی ابدی
ازلی ہین کیونکہ اوسکا بی صفات ہے کسی وقت مین پایا جانا محال ہے پس تفاوت اور تغیر کا ہے
اوسکی صفات مین محال ہے کیونکہ تغیر یا تو اس مین ہوگا کہ اوسکی کوئی صفت بالکل جاتی رہے سو یہہ محال ہے
اور منافی ابدیت یا کوئی صفت کم یا زیادہ ہوجاوے سو یہہ بھی محال ہی کیونکہ زیادہ ہونا دلالت کرتا ہی کہ پہلے
یہہ صفت ناقص تھی اور نقصان اوسکے لئی منافی وجوب ہی اور کم صفت کا ہونا تو صریح البطلان ہے پس اللہ کے
حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع و بصر و کلام و تکوین ازل سے ابد تک یکسان ہین کبھی اونمین کمی بیشی
نہین ہوی اور نہوگی ہان ممکنات مین تغیر ہوتا ہے مثلاً زید اگر پہلے کافر تھا پھر مومن ہوگیا یا کھڑا تھا بیٹھ گیا
یہہ زید مین تغیر ہوا علم الہی مین کچھہ بھی تغیر نہین آیا علی ہذا القیاس اوسکی صفت تکوین بھی ازل سی
ابد تک یکسان ہی پس جب اوسنے زید کو پیدا کیا یا عمرو کو بیمار کردیا تو اوسکی پیدا کرنیکی اور بیمار کرنیکی
صفت ہمیشہ سی ہے اور کچھہ تفاوت بھی اوسمین نہین ہی لیکن اوسکی تعلقات حادث ہین ف اللہ تعالے
سب عالم کا خالق اور صانع ہے پس جسطرح اوسکی ذات کسی کی ساتھہ مشابہ اور کسیکی مانند نہین ہے
جیسا کہ قرآن مین ہی لیس کمثلہ شئی یعنی اوسکی ذات اور صفات مین کوئی شی اوسکی مثل نہین بلکہ سب سے
الگ ہی اسی طرح اوسکی اوصاف بھی کسیکی اوصاف کی ساتھہ مشابہ اور مانند اور متحد الحقیقت نہین
ہین پس اوسکی زندگی ہماری زندگی کیطرح نہین ہے اور اوسکی قدرت اور اوسکا ارادہ اور علم بھی
ہماری قدرت اور ارادی اور علم سے مشابہ نہین ہی اور اوسکا سننا اور دیکھنا اور کلام کرنا
بھی ہمارے سننے اور دیکھنی اور کلام کرنیکی غیر ہے ہم کانسی سنتی ہین اور آنکھہ سی دیکھتی ہین اور
زبان سی بولتی ہین وہ صاحب الوجود جسکی ہمارے گوشت کی ٹکڑے مین جسکو کان کہتی ہین ایک قوت
سماع رکھدی ہی اور دوسری جاقوت بصر اور تیسرے جاقوت نطق رکھدی ہے بی کان کی
سنتا ہی اور بے آنکھہ کی دیکھتا ہے اور بی زبان کی بولتا ہے وہ ان اعضاء کا محتاج نہین ہے
پس اوسکی اوصاف ہین اور ہمارے اوصاف مین لفظ مین شرکت ہے اور دونون کی حقیقت جدی

ہی تشنا ہمارے لئی ہی ہی اور اسکی لئی ہی ہی لیکن اوسکا سننا ہمارے سنی ہی مفاید ہی فقط
نام ہستی کا دونو کو شامل ہی **فصل** تنزیہات کی بیان مین ٭ **(وہ کسی کا کسی چیز**
**مین محتاج نہین ہے)** اپنی ذات اور صفات اور کسی کا مین وہ کسیکا محتاج نہین
ہی کیونکہ اوسکی ذات اور صفات کے سوا سب عالم مین داخل ہین اور کل عالم اوسکا محتاج اور بنایا ہوا
ہے پس اگر اوسکو کسی چیز مین کسی طرف حاجت ہونے لازم آوے کہ اللہ اپنی محتاج کا محتاج ہوا
اور یہہ محال ہے لہذا اوسکی اسوا سے ہر چیز ممکن ہی اور وہ واجب ہی کما قال تعالی یٰاَیُّهَا النَّاسُ
اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ تینے تم سب لوگ اللہ کے محتاج ہو اور وہ ہر چیز سے
بے پروا یعنی اپنی ذات اور صفات مین غیر محتاج اور سزا گیا ہی **(اور نہ عرض ہے)**
عرض وہ ہی کہ جو کسی اور مین ہیوکر پایا جاوی جیسی سیاہی سفیدی کہ بدون کسی جسم کے ہرگز
نہین پائی جاتی ہے پس اگر اللہ تعالے بہی ایسا ہو تو اوسکو غیر کی طرف احتیاج ثابت
ہو جاوے اور یہہ محال ہی کما مر **(اور نہ جسم ہی)** جسم اوسکو کہتی ہین کہ جسمین
لمبان چوڑان دل ہو جیسا درخت پہر آدمی وغیرہ اور یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر جسم
مین اجزا ہوا کرتے ہین اور کوئی جسم بے اجزا کے نہین ہوتا ہے خواہ وہ ہیولی صورت ہون خواہ
وہ اجزا لایتجزے ہون خواہ اجزا ثانویہ اربع عناصر آب آتش ہوا خاک ہون مثلا پس اگر اللہ
تعالے کی لئی بہی بدن ہو تو اوسکو بہی اپنی اجزا کی طرف احتیاج ہو جاوے اور اجزا کا محتاج کہلاوے
دوسرے جو چیز اجزا سی مرکب ہوتی ہے تو ضرور کسی مرکب کی ترکیب دینی ہی ہوتی ہے کیونکہ
بغیر ترکیب دینی کے اجزا جمع نہین ہو سکتی ہین پس اگر خدا کے لئے بدن ہو تو کسی اور شخص ترکیب دینی والے
طرف حاجت ہو جاوی تیسرے ہر مرکب حادث ہوتا ہے پس اگر خدا کے لئے بدن
ہو تو مرکب ہونے کی سبب سے قدیم نہ ہے گا بلکہ حادث ہو جاوی گا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا
کسیقدر بے عقل ہین کہ اللہ تعالے کو اجزا سے مرکب کہتے ہین اور یہہ وجہ ہے اوسکے
لئے بدن ثابت کرتے ہین **(پس نہ اوسکی لئی کوئی رنگ ہی ہے نہ بوی)** گیونکہ رنگ اور

اور بو خاص جسم مین پیدا ہوا کرتی ہین اور بدون بدن کی رنگ اور بو نہین پائی جاتی ہین پس جب
اللہ تعالی کی لئے بدن نہین تو رنگ اور بو بھی نہین پس وہ سیاہ ہی نہ سفید ہے نہ زرد ہی نہ نیلا
مثلا نہ اوسمین خوشبو ہی نہ بدبو ہی نہ لمبا ہی نہ پست قد نہ دبلا ہی نہ موٹا نہ گرم ہی نہ سرد ہی نہ سخت ہے
نہ نرم ہے (نہ اوسکی لئی مکان ہی) کیونکہ مکان جسم دار چیز کے لئی ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالے
جسم سی پاک ہی پس وہ آسمانون مین رہتا ہی نہ زمین مین نہ مشرق مین ہی نہ مغرب مین بلکہ تمام عالم
اوسکی آگی ایک ذرہ کی برابر ہی پس وہ اوسمین کیونکر سما وی لیکن ہر جگہہ اوسکا ظہور ہے کوئی جا اوس
سے غائب نہین ہی ہر جگہہ اور ہر مکان اوسکی نسبت برابر ہے **سوال** قرآن مجید کی بعض آیات اور
احادیث صحیحہ سی معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے آسمانون پر ہے کما قال الرحمن علی العرش استوی
یعنے اللہ تعالی عرش پر قایم ہوا اور مشکوۃ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ینزل تبارک
وتعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا الحدیث یعنی اللہ تبارک وتعالی ہر شب آسمان دنیا پر اوترتا ہے
**جواب** یہہ آیت وحدیث اور اسی طرح وہ آیات واحادیث کہ جنمین اللہ کی لئی منہ اور ہاتہہ اور پاون
اور انگلیان اور پنڈلی اور آنکہہ اور نفس وغیرہا ثابت ہی ان کو متشابہات کہتی ہین فرقہ قدریہ انکے
ظاہری معنی چہوڑکر تاویلات کرتا ہی مثلا ید سے قبضہ اور وجہ سی اوسکی ذات مراد لیتا ہے اور یہ آیت
پیش کرتا ہی لیس کمثلہ شئی پس اگر اوسکی لئی ہاتہہ اور موہنہ وغیرہ چیزین ثابت ہون تو ممکنات کی مشابہ
ہو جاوے اور مشابہت لازم آوی فرقہ مشبہہ کہ جسکو مجسمہ بھی کہتی ہین اونکا یہہ قول ہی کہ ہاتہہ موہنہ وغیرہ اعضا
جو آیات واحادیث مین آئی ہین وہ اوسکی لئی ثابت ہین اور وہ عرش پر اسطرح بیٹہا ہی کہ جسطرح کوئی
بادشاہ دنیا مین اپنی تخت چوبی پر بیٹہتا ہی دلیل انکی یہہ آیات واحادیث ہین کہ جنمین ان امور کا
ذکر ہے مگر وہ پہلے آیت انکی قول کو بالکل رد کرتے ہے اور فرقہ اہل حق کہ جسکو اہل سنت والجماعت کہتی ہین
اور جسمین تمام صحابہ اور اہل بیت داخل ہین وہ ان دونو فریق کی افراط وتفریط کو ناپسند رکہتی ہین
کیونکہ یہہ دونو فریق ایک آیت کا انکار ایک کا اقرار کرتے ہین مثلا قدریہ کو آیات متشابہات کا انکار
لازم آتا ہی اور مجسمہ کو آیت تنزیہہ لیس کمثلہ شئی کا انکار لازم آتا ہے اور مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ یہہ

صفات خدا کی لئی ثابت ہین تا کہ قدریہ کی مانند ان آیات و احادیث کا کہ جنمین یہہ صفات ہین انکار لازم نہ آوی اور حقیقت ان صفات کی اللہ ہے کو معلوم ہے ہان ہماری ہاتہہ موہنہ کی مانند ہمارے استوی کی مانند بشلا اوسکی لئی ہاتہہ موہنہ اور استوی ہرگز نہین تا کہ مجسمہ کے مانند اس آیت لیس کمثلہ شیء کا انکار نہ لازم آوی کیونکہ وہ کسی ممکن کی مثل اور مانند نہین جمہور سلف اور ائمہ اربعہ کا یہی عقیدہ ہی چنانچہ فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتی ہین فما ذکر اللہ فی القران من ذکر الوجہ الید والنفس والعین فہو لہ صفات ولا یقال ان یدہ قدرتہ او نعمتہ لان فیہ ابطال الصفۃ وہو قول اہل القدر والاعتزال ولکن یدہ صفۃ بلا کیف انتہی کہ قرآن مین جو اللہ تعالی نی وجہہ اور یداور نفس اور عین ذکر کیا ہی سو یہہ سب اوسکی صفات ہین اور معتزلہ اور قدریہ کیطرح یون نکہنا چاہیے کہ ہاتہہ سی مراد اوسکی قدرت اور نعمت ہے کیونکہ اس سی اللہ کے صفات کا باطل کرنا ثابت ہوتا ہی پس ید سی مراد اوسکی ایک صفت ہی کہ ہم اوسکی کیفیت نہین جانتی ہین امام مالک رح سے بہی ایسا ہی منقول ہی اور امام احمد حنبل اور امام شافعی اور جمہور محدثین کا بہی یہی مذہب ہی کذا فی النظامیہ (نہ شکل و صورت ہی) کیونکہ صورت و شکل جسمانی چیزونکے لئے ہوتے ہی اور وہ جسم سے پاک ہی پس وہ آدمی کی صورت پر ہے نہ جن کے نہ حجر و شجر کی نہ کسی اور شی کی پس یہہ جو بعض کم علم کہتی ہین کہ خدا پیر کے شکل مین آتا ہی بلکہ پیر ہے خدا ہو جاتا ہے یا رسول کی صورت مین خدا آیا تہا صاف کفر اور صریح گمراہی ہی (نہ اوسپر زمانہ گذرتا ہی) کیونکہ زمانہ حادث چیزونکے لئے ہوتا ہی کیونکہ متکلمین کے نزدیک زمانہ ایسی متجدد کو کہتی ہین کہ جس سی دوسری متجدد کا اندازہ کیا جاوی اور حکماء کی نزدیک مقدار حرکت فلک کے زمانہ کہتی ہین پہلی صورت مین اوسکا متجدد ہونا دوسری مین ہے ..... احادیث ثابت ہوا جسوہ حادث نہین ہی پس اسکو یون نہ کہین گے کہ سو برس کا ہی یا ہزار برس کی عمر رکہتا ہی یا لاکہہ کی علی ہذا القیاس (نہ بوڑہا ہی نہ جوان ہی) کیونکہ بوڑہا اور جوان ہونا جسمانی اور زمانی چیزون کے لئی مخصوص ہی اور وہ نہ زمانی ہی نہ جسمانی (کہانی پینی پیشاب پاخانے اور صحت و مرض اور خوشی و رنج وغیرہ سی پاک ہے) کیونکہ یہہ سب چیزین

حادث اور زمانی چیزون مین پائی جاتی ہین اور وہ حادث اور زمانی نہین ہی پس وہ ان چیزون سے
بھی پاک ہی علی ہذا القیاس نیند اور اونگھ اور سب لذائذ وغیرہ سی جو حادث اور زمانی چیزون سی خاص
ہین پاک اور مبرا ہے (اور نہ وہ جوہر ہے) متکلمین کے نزدیک جوہر جزلا یتجزے یعنی جسم کے نہایت
چھوٹے ٹکڑے کو کہ پھر اوسکا جزء نہ نکلے کہتے ہین اور جوہر فرد بھی اوسکا نام رکھتی ہین اور حکما کی نزدیک
جو خارج مین کسی اور دوسری چیز مین ہو کر نہ پایا جاوی اوسے جوہر کہتے ہین پس اللہ تعالے جوہر بھی
نہین ہی کیونکہ متکلمین کا جوہر کسی جسم کا جزء ہوتا ہے سو اللہ تعالی کسی چیز کا جزء نہین ہے اور حکما کا
جوہر بھی ممکنات مین داخل ہے سو اللہ تعالے ممکن نہین ہے بلکہ واجب ہی لہذا جوہر نہ کہنا چاہیئے
(اور نہ وہ کسیکا ہم جنس اور نہ کسیکے ساتھ مشابہ نہ کسیکے ساتھ متحد ہے)
کیلئے کہ اگر اوسکی لئی کوئی جنس ہو تو پھر آپسمین تمیز اور فرق کسی فصل سی ہوگا پس اوسکا مرکب
ہونا لازم آویگا اور یہہ محال ہی اور کوئی اوس کی مانند بھی نہین ہے کیونکہ اگر ہو پس یا تو ذات مین
اوس جیسا ہوگا یا صفات مین ذات مین ہونا تو محال ہی کیونکہ پھر توحید نہ رہی گی حالانکہ وہ ثابت
ہوچکی ہے اور صفات مین بھی نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکی سوا جو بھی وہ عالم یعنی مخلوق مین داخل ہی اور
مخلوق مین سی ایسا کوئی نہین کہ اوسکی صفات اوسکی مانند ہون نہ کسیکا علم اوسکی علم کے برابر ہے
کیونکہ اوسکا علم حضوری ہی کہ تمام عالم اوسکے نزدیک حاضر ہے سو وہ سبکو ہر وقت مین یکسان
جانتا ہی مخلوق مین سی یہہ بات کسیکو حاصل نہین خواہ کوئی ولی ہو یا نبی یا فرشتہ علی ہذا القیاس
اوسکی قدرت و ارادہ و حیات وغیرہا صفات سب بی مثل ہین اگر مخلوق مین حیات یا قدرت یا ارادہ ہے
تو اوسکے طرفسی ہی خود نہ کسی مین قدرت ہی نہ حیات نہ ارادہ مثلا آپسمین ولی نبی فرشتہ سب یکسان ہین
اور متحد بھی اوسکی ساتھہ کوئی نہین ہوسکتا کیونکہ اگر کوئی ہوگا تو مخلوق مین سی ہوگا اور مخلوق اور
خالق کا ایک ہوجانا صریح لبطلان ہی پس بعض نادانون کا یہہ قول کہ انسان حجر و شجر جو کچھہ ہی
سب وہی ہی صریح کفر ہے بعض صوفیہ کرام جو وحدت الوجود کی قائل ہین سو اوس سے بھی یہہ نہین ثابت
ہوتا کہ یہہ مخلوقات عین خالق ہی کیلئے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہین جسکے معنے یہہ ہین کہ سبکے

ایک ہستی ہی یعنی اللہ کی ہستی سی خلق موجود ہی اور فی نفسہ کچھ نہین نہ کہ وحدت الموجود کی قائل ہین کہ جس سی صاف کفر لازم آوی مثال اسکی یہہ ہی کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو در و دیوار اور جسقدر شفاف چیزین ہین سب منور ہو جاتی ہین اور جب وہ منزوب ہوتا ہی تو سب مین اندہیرا آجاتا ہی پس کہہ سکتی ہین کہ ان سب منور چیزون مین ایک ہی نور چمکتا ہی یعنی آفتاب کے نور سی منور ہین لیکن منور الگ الگ ہین پس آفتاب اور ہی در اور ہی شفاف چیزین آئینہ وغیرہ اور ہین انکو کوئی عاقل ایک نہ کہیگا پس بعض صوفیہ کرام کا مذہب ہے اور اگر کوئی کہی کہ وحدت الوجود سی خالق اور مخلوق کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے تو ہم کہتی ہین یہہ صاف کفر ہے خواہ یہہ کسیکا مذہب ہو اور کوئی سچا قائل ہو ہم قرآن پر ایمان لائی ہین وہ اسکے مخالف ہی (نہ وہ کسی چیز مین حلول کرتا ہی کوئی اور چیز اوسمین حلول کر سکتے ہے) ایک چیز کے دوسرے چیز مین سما جانے اور پیوست ہو جانیکو حلول کہتی ہین جیسے کپڑے مین سیاہ یا سفید رنگ پیوست ہو جاوے سو اللہ تعالی کی نسبت حلول محال ہی کیونکہ اگر اللہ تعالی کسی چیز مین حلول کری تو حال اپنے محل کا جسطرح محتاج ہوتا ہی وہ بھی ہوا اور یہہ اوس کے لئی محال ہی اور اگر کوئی اور اوسمین حلول کری تو وہ محل اور قابل ہو جاوی اور قبولیت اور استعداد ممکنات کا خاصہ ہی پس اللہ تعالی کسی چیز مین اسطرح سی نہین ہے کہ جیسے برتن مین پانی یا کپڑے پر رنگ ہوتا ہی یا گرم پانی سرد مین ملکر ایک ہو جاتا ہے دونون مین فرق نہین رہتا ہے یا برف پانی مین گھل کر ایک ہے جاتا ہے نہ کوئی اور چیز اوسمین اسطرح سے مل سکتی ہے پس وہ جو کم عقل لوگ کہتی ہین کہ ممکنات خصوص شدہ کامل ولی اوسکی ذات مین اسطرح ملجاتا ہی جیسا برف پانی مین یا قطرہ دریا مین یا اولیا اللہ اور اللہ ایک ہی ہین کیونکہ وہ اونکے ذات مین حلول کرتا ہے اور اونکی اندر سما جاتا ہی سو یہہ بالکل غلط اور صاف کفر ہے (اوسکی ذات اور صفات کو کبھی فنا اور تغیر نہین ہے) دلیل عقلی اسکی پہلے آچکی ہے و قال اللہ تعالی کل شئی ھالک الا وجھہ یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر شئی فانی اور ملاک ہونیوالی ہے پس اوسکی ذات مع صفات ہمیشہ باقی رہیگی

وقال ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ٥ یعنی اللہ جلال اور اکرام والا ہمیشہ باقی رہی گا
(نہ وہ کسی کی اولاد سی ہی نہ کوئی اوسکی اولاد سی ہی) کیونکہ اولاد مین
اور ماں باپ مین ہم جنس ہونا ضروری ہی پس اگر اوسکے لئے اولاد ہوگی تو بالضرور اوسکی ہمجنس
ہوگے اور اگر وہ کسی کی اولاد سی ہوگا تو اوسمین اور اوسکی ماں باپ مین بالضرور مجانست ہوگی
اور یہہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی کوئی چیز ہمجنس نہین ہی جیسا کہ اوسکا بیان گذرا پس نکوی اوسکی
اولاد ہی نہ وہ کسیکے نہ اوسکے ماں ہے نہ باپ نہ کوئی بہائی برادر ہی نہ کوئی اوسکا ہم قوم ہی نہ ہم کفو
ہے نہ اوسکے لئے کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ وہ نر ہے نہ مادہ ہے قال اللہ تعالے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥ کہدی نبی اللہ ایک ہی اور بی نیاز ہے
نہ اوسنی کسیکو جنا نہ کسی نی اوسکو جنا اور نہ کوئی اوسکا کفو ہے نصاری کسقدر دینی امور مین
احمق ہین کہ عیسے علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہین (کوئی چیز اوسپر واجب اور ضرور
نہین ہے) کیونکہ اس سی اوسکا اختیار باطل ہوتا ہے اور جبر ثابت ہوتا ہے اور یہہ
اوسکے لئے عیب ہے معتزلہ کہتی ہین کہ جو چیز بندیکی حق مین خیر اور اصلح ہو اللہ کو اوسکا کرنا ضرور ہی
ورنہ بخل لازم آویگا سو یہہ اونکی نافہمی ہی قال تعالی فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ اگر اللہ چاہتا
تو تم سبکو ہدایت کرتا دیکھو سبکے حق مین ہدایت بہتر تھے لیکن اوسنی سبکو ہدایت ندی ان اللہ
نے آپ اپنی رحمت اور فضل سی بعض چیزونکو اپنی اوپر لازم کرلیا ہے جیسے مومنونکو جنت دینا اور
اوسمین بھی اوسکو اختیار باقی رہتا ہی چاہی کری چاہی نکری (کوئی چیز اوسکی علم اور
قدرت سی باہر نہین ہی) کیونکہ اسمین اوسکی لئی نقصان ثابت ہوتا ہی اور وہ ہر عیب
اور نقصان سی پاک ہی پس وہ ہر چیز پر قادر ہی اور ہر چیز کے اوسکو خبر ہے کما مر سابقا (اوسکی
حکم کو کوئی پھیر نہین سکتا ہے) کیونکہ اگر کوئی اوسکی حکم کو ٹالدی تو اوسکا عاجز ہونا
ثابت ہوجاوی ولا بالغ لحکمہ (سب عیبون سی پاک ہی اور سب کمال اوسکو
حاصل ہین) کیونکہ اوسمین عیب ہونا اور کسی کمال سی خالی ہونا محال ہے

یہہ تنزیہات قرآنکی بہت سی آیات سی ثابت ہین از انجملہ یہہ آیت ہی لیس کمثلہ شئی الایہ یعنی اللہ کے مثل کوئی شی نہین ہی از انجملہ یہہ آیت ہی ہو الغنی الایہ یعنی اللہ تعالی اپنی ذات و صفات مین کسیکا محتاج نہین پس مجسم ہونا اور عرض اور جوہر ہونا اور مکانی زمانی ہونا کہانا پینا سونا بیتاب ہونا بیخانہ پہرنا اولاد جننا علی ہذا القیاس جسقدر تجسم سی اور جوہر سی متعلق ہین اور اسیطرح جو چیزین کہ ممکنات سے مختص ہین اور اوسکی صمدیت اور غنی یعنی وجوب الوجود کو منافی ہین مثل حلول اور اتحاد اور مشابہت اور تغیر و حدوث و احتیاج و جہل و عجز و موت و ضعف وغیرہ چیزین ان سبکے نفی ان آیات سی صراحتاً اور دلالۃً ثابت ہوتی ہے سبحان اللہ عما یصفون ۝ ف اہل حق کی نزدیک صفات باری تعالی کی نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات یعنی نہ یہہ اوصاف خود اللہ تعالی ہین کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ وصف خود موصوف نہین ہوتا ہے اور نہ اوس سی جدا ہین کہ منفصل ہو جاوین سو غیر کے معنے یہان منفصل کے ہین نہ نقیض عین کی پس ارتفاع نقیضین لازم نہ آیا اور یا یون کہی کہ جیسی لال ٹین مین ایک شمع روشن کرنی سی وہ شمع سرخ آئینہ مین سی سرخ اور زرد مین سی زرد اور سبز مین سی سبز نظر آتی ہی حالانکہ یہہ مختلف رنگ کی شمعین نہ تھین اوس اہل شمع کی عین ہین نہ غیر قائل حکماء اور معتزلہ کے نزدیک اوسکی صفات عین ذات ہین اور یہہ مذہب خلاف تحقیق ہے ۞ **فصل ۲ ۞ رسالت عامہ کی اثبات مین** (اللہ تعالی نی خلق کی ہدایت کو کچھ بندی خالص کتابین اور معجزے دیکر بھیجے ہین انکو رسول کہتی ہین) ۞ اوسکی ثبوت کی لئی چند دلیل ہین **دلیل اول** ضرور ہے کہ لوگونکی افعال مختلفہ مین سے بعض کام اللہ کو پسند اور بعض ناپسند ہین مثلاً بعض لوگ بعض کام کو اچہا جانکر کرتی ہین اور بعض برا سمجہکر اوس سی دور رہتی ہین تو لامحالہ یا تو اللہ کے ہان اوسکا کرنا پسند ہوگا یا ناپسند اور رضائے الہی کی دریافت کرنی سی عقلین قاصر ہین اسلئے بعض عقلاء بعض افعال کو بدلیل عقلی اچہا کہتی ہین اور بعض برا پس یہہ تعارض صریح دلیل ہے کہ اصل حال معلوم نہین پس خدا کی

مرضی کماحقہ بی اوسکی تبلانی کی ہرگز معلوم نہین ہوسکتی پس کوئی شخص خدا کی طرفسی آنا چاہیے
کہ وہ مرضی الٰہی سی اطلاع دے تاکہ بے بسے اور بیخبری کی حالت مین اوسکی بندی گرفتار عذاب
الٰہی نہون اور اس اطلاع دینے والیکو رسول الٰہی کہتی ہین پس مدعا ثابت ہوگیا **دلیل دوم**
بندونکو اپنی خالق کیطرف امور دینی اور دنیوی مین نہایت احتیاج ہی جسطرح کہ بادشاہ کیطرف
رعایا کو بہت حاجت ہوتی ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ عدم مماثلت کی سبب سے ہر شخص بیواسطہ خدا
سے ہمکلام نہین ہوسکتا ہے نہ اپنی حاجت کو پورا کرسکتا ہے پس کوئی شخص ایسا واسطہ بیچمین
ہونا چاہیئے کہ طرفین سے اوسکو مناسبت ہو اور وہ ضروریات کو جاری کیا کرے ورنہ انتظام
عالم بگڑ جاوی گا اور حرج عظیم پیش آویگا سو ایسی شخصکو رسول کہتی ہین اور یہی مدعا ہے
**دلیل سوم** تین چیزون کی خبر نہایت ضروری ہے اوّل عذاب و ثواب آخرت کی کہ
جسکے ترغیب و ترہیب سے اچھی افعال کیے جاوین بری افعال سے باز آوین دوم طریق قبولیت
عبادت کے کیونکہ جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ فلان عبادت فلان طور سی اللہ تعالیٰ کی نزدیک
پسند فلان ناپسند ہے تو محنت اوقات ضایع کرنا ہے اور یہہ ہر بندے پر بڑا بھاری فرض ہے
تیسرے تعلیم روحانیکے اعنے اوسکے ذات و صفات کا علم اور ان تینون امور مین گو فی الجملہ عقل کو
لگاؤ ہے مگر کما حقہ ادراک مشکل ہے بلکہ بدون الہام الٰہی کی محال ہے پس ایسی شخصکے طرف حاجت
پڑے کہ جو ان امور سے بالہام الٰہی واقف کرے اور وہ نہین اور کوئی مگر نبی پس یہہ جو بعض ملحد
کہتے ہین کہ عقل کافی ہے محض غلط ہے اور ان تینون ادلہ کو قرآن مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین
ذکر فرمایا ہے رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ یعنے ہمنے پیغمبرونکو خوشی سنانی اور ڈر سنانیکو بہیجا تاکہ لوگونکو اللہ پر رسولونکے
بعد کچہہ الزام کی جائی باقی نرہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے عند التحریر جو وجہ دلمین
گذری بی فکر اوسکو لکہدیا ہی ورنہ اس مدعا کی اثبات کی لئی علماء کرام نے اپنے مطولات مین
اور بہت سی قوی ادلہ بیان کیے ہین ف انبیا علیہم السلام کی ساتہ کتاب ہوا کرتی ہی اوسکی بعد

اور اونکی روبرو اوسیر عمل کیا کرین اور جو چیز اوس کتاب کی مخالف ہو اوسی چھوڑ دیا کرین ف
اور معجزہ بہی اپنی تصدیق کی لئی دکہلایا کرتی ہین معجزہ ایسے سچے اور جہوٹے مین تمیز ہوجایا کرتی ہے
پس جو شخص جہوٹا ہوگا نبوت کا دعوی کرکے کوئے خرق عادت ظاہر نکر سکیگا کیونکہ عادت اللہ
اسطرح جاری ہی کہ سچے سے بعد دعوی نبوت کی منکرونکی تعین کرانی کو کوئی امر خارق عادت
ظاہر کرا دیتا ہے اور جہوٹے سے نبوت کی دعوی کرنیکے بعد ظاہر نہین ہونی دیتا لہذا معجزہ دیکہنے
کے بعد یقین ہوجاتا ہی کیونکہ اگر اسطرح سے عادت جاری نہو تو انتظام عالم بگڑ جاوی دنیا مین
اگر کوئی شخص بادشاہ کے نیابت یا پیغامبری کا جہوٹا دعوی کرکے جعلی سند بناتا ہی تو بادشاہ
خبر پانیکے بعد انتظام ملک کی لئی اوس جہوٹی کو بڑی سزا کو پہونچاتا ہے جب بادشاہان
دنیا کو اسقدر انتظام ملک مقصود ہے تو کیا اللہ تعالی احکم الحاکمین کو اپنی عالم کا انتظام مقصود
نہوگا پس ہرگز جہوٹی شخص سی معجزہ ظاہر نہونی دیگا اور اوس جہوٹی کو دنیا ہی مین رسوا کریگا
چنانچہ مسیلمہ کذاب اور اسود کندی وغیرہ کو رسوا کیا چنانچہ توریت مین اللہ تعالی نے اسمو
خبر دی ہی کہ جو شخص نبوت کا جہوٹا دعوی کریگا اور اپنے طرف سے کچہہ کہیگا تو قتل کیا جاوی گا
اور اپنی سزا پاویگا اور قرآن مجید مین بہی اسکی خبر دی ہی قال تعالی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا
بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ
عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ ف جو امر خارق عادت کہ نبی علیہ السلام سے ظاہر ہو اوسکو معجزہ کہتے
ہین جیسا تہوڑی سی پانی سی لشکر کو سیراب کردینا اور بلا آلہ سی درختون کا چلا آنا اور کلام
کرنا اوسکی نبوت کی شہادت قائم کرنا مردیکو زندہ کردینا چاند کا اشارہ سی شق کردینا
وغیرہ اگر قبل نبوت اوس نبی سی ظاہر ہو تو اوسکو **ارہاص** کہتی ہین اور اگر یہہ خارق عادت
نبی کی پیروسے ظاہر ہو پس اگر ولی سی ظاہر ہو تو اوسکو **کرامت** کہتی ہین اور اگر مومن
صالح سے ظاہر ہو تو اسکو **معونت** کہتی ہین اور یہہ دونون چیزین اونکی نبی کی واسطے
معجزہ شمار کیجاتی ہین کیونکہ پیرو لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی صداقت

**معجزہ اور ارہاص اور کرامت اور معونت**

قضاء حاجات

کی بھی دلیل بیّن ہے اور اگر یہہ خارق عادت کافر سے ظاہر ہو تو اسکو **قضاء حاجت** کہتی ہین کہ اللہ تعالی کافرونکو اونکی مرادین دیکر اور اونکی حاجات حسب دلخواہ عطا فرماکر اور زیادہ گمراہی مین ڈالتا ہی اگی سحر اور استدراج اسکی اقسام ہین پس اگر بلا مباشرت اسباب خفیہ وجلیہ کے جیسا کہ فرعون سی دریای نیل کا جاری ہونا یا دجال کا قرب قیامت مردہ کا زندہ کرنا یا مینہہ برسانا سو اسکو **استدراج** کہتی ہین کہ رفتہ رفتہ خدا اس کافر کو مغرور کرکے ہلاک کریگا لیکن اگر وہ کافر مدعی نبوت ہوکر ظاہر کیا چاہیگا تو اوس سی خارق عادت موافق ظاہر نہونگے بلکہ اوسکی خلاف ظاہر ہونگے جیسا کہ مسیلمہ کذاب سی کسی نے کہا تہا کہ محمد علیہ السلام نی دعا سے فلان شخص کے آنکھہ اندہی درست کردی اگر تو نبی ہی سو تو بہی کر پس اوسنی دعا کی اوسکی دوسری بہی اندہی ہوگئی

امانت

سو اسکو **امانت** کہتی ہین اور اگر بواسطہ اسباب خفیہ ظاہر ہو تو اسکو **سحر** کہتے ہین یعنی جادو استدراج مین تعلیم کو دخل نہین سحر تعلیم سے حاصل ہوسکتا ہے بعض کی نزدیک سحر خوارق عادات سے الگ ہی کیونکہ وہ اسباب پر مبنی ہے جیسا کہ دواؤن سے مریض کا اچہا ہوجانا پس جسطرح دوا سے مرض کی دور ہونیکو خوارق عادات مین داخل نہین کرتے ہین اسیطرح سحر کو بہی داخل نکرینگے لیکن سحر کے اسباب خفی ہوتی ہین اس وجہ سے خارق عادت معلوم ہوتا ہے

**(وہ سب راست باز اور نیکوکار اور کبیرہ صغیرہ گناہ سے پاک تہی)**

تفصیل اسکی یہہ ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام وحی آنی کی بعد یعنی نبی ہونیکے بعد کفر اور شرک اور جمیع کبائر سے خواہ عمداً ہون خواہ سہواً اور عمداً صغائر سے بہی اشاعرہ اور جمہور معتزلہ کے نزدیک معصوم ہتے بعض اہل السنۃ کے نزدیک عمداً صغیرہ ہونا ممکن ہے پس کسی نبی سے بعد نبوت کے نہ کوئی صغیرہ نہ کوئی کبیرہ سرزد ہوا ہے جمہور اہل حق اسکی قائل ہین کہ بعد نبوت کے بہولے سے صغیرہ گناہ ہونا انبیاء سے ممکن ہے بخلاف معتزلہ کے وہ کہتے ہین کہ اونسے سہواً بہی صغیرہ ممکن نہین ہان نبوت سے پہلے زمانہ مین اختلاف ہی مگر کفر اور شرک سے بالاتفاق معصوم ہتے پس کسی نبی سی قبل نبوت کفر اور شرک نہین سرزد ہوا ہے

اب باقی رہی کبائر و صغائر عمداً و سہواً سو اہل حق کی نزدیک قبل نبوت کی یہ امور اولیٰ ممکن الوقوع ہین کیونکہ نبوت کا درجہ عالیہ بیشک یہہ چاہتا ہے کہ اولیٰ یہہ امور سرزد نہون تاکہ تکذیب معجزہ نہ لازم آوی اور اونکا اقتدا کرکے خلقت نہ بگڑ جائے مگر قبل نبوت کی ممکن ہے کہ پہر اونکو خدا تعالےٰ معاف کردی اور اصلاح حال فرماکر نبی بناکر بہیجے اسمین کچہہ کسیطرح کا محال نہین لازم آتا ہی معتزلہ کہتی ہین کہ قبل نبوت کی بہی یہہ امور اولیٰ ممکن الوقوع نہین کیونکہ اس سی خلق کو نفرت پیدا ہوتی ہی جو ہدایت کے مانع ہے مگر جواب یہہ ہے کہ ایکہ ہم باعث نفرت کہ جو مانع ہدایت ہو نہین تسلیم کرتے اور حق یہہ ہے کہ جو چیز باعث نفرت مذکورہ ہو مثل حد الزنا ہونا یا فجور مین مبتلا ہونا یا جو امور زشت پر دلالت کرین اون امور سی انبیاء علیہم السلام بری ہتی معتزلہ اور شیعہ کا اسبات مین ایک ہی عقیدہ ہے مگر تقیہ سے کفر سرزد ہونا انکے نزدیک ممکن ہے اب رہا یہہ اختلاف کہ یہہ عصمت انبیاء علیہم السلام کے ایا دلیل عقلی سی ثابت ہی یا نقلے سے سو اہل حق کے نزدیک ادلہ نقلیہ احادیث و اجماع پر مبنی ہے معتزلہ کے نزدیک عقلیہ پر پس جب یہہ ثابت ہوچکا تو جن روایتون مین کہ انبیاء علیہم السلام کے نسبت گناہ کرنا آیا ہے اگر وہ جزاحاد ہین تو اون روایات کا اعتبار نکیا جاوی گا اور اگر بتواتر منقول ہین تو گناہ سے مراد صغیرہ لیا جاویگا یا قبل نبوت کے اسکا سرزد ہونا قرار دیا جاویگا پس یہہ جو قرآن مجید مین آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نی نافرمانی کے کما قال فَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی یا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ اونہون نے ایک قبطی کی مُکّا مارا سو وہ مرگیا یا یوسف علیہ السلام کے نسبت لکہا ہے کہ اونہون نی اسکا قصد بد کرلیا تہا کما قال وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا الایۃ یا اونکے بہائیون کے نسبت مذکور ہی کہ یوسف کو کوئین مین ڈالا اور پہر بیچکر چند دراہم کو بیچدیا یا داؤد علیہ السلام کے نسبت لکہا ہی کہ اونکے پاس دو فرشتے فتوے پوچہنی کو آئے کہ میرے ایک دنبی اس میرے بہائی نی چہین لی اور اسکی پاس ننانوین دنبیان موجود ہین اور اسکی تفسیر مین مفسرین نی لکہا ہے کہ داؤد نے ایک سپاہی کے بیوی کو دیکہا خوبصورت تہی پسند آئی اوسکی شوہر کو جہاد مین بہیجا تعمداً وہ شہید ہوا پہر داؤد نی

اوس عورت سی نکاح کرلیا سو یہہ فتوی اس رمز کا تہا یا یونس علیہ السلام کی نسبت لکہا ہی کہ بحکم
الہی اپنی قوم سے عذاب آنیکا دن مقرر کردیا تہا جب سمجہی تو گہبرائی کہ اگر روز معین پر عذاب نہ آیا
تو میری رسوائی ہوگے لہذا وہانسی کہین چلدیے کہ راستہ مین دریا مین گرائی گئے مچہلی نے انکو
لقمہ کرلیا پہر وہان استغفار کیا سو باہر آئے یا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت لکہا ہی کہ آفتاب کو دیکہکر
کہا تہا ہذا ربی کہ یہہ میرا رب ہی پس یہہ ظاہر شرک کیصورت ہی یا بعض آیات واحادیث سی
ابراہیم علیہ السلام کا جہوٹ بولنا ثابت ہی ایکبار جب کہ اونکے قوم نے اونکو عید مین لیجانا چاہا
تو ابراہیم نے فرمایا انی سقیم کہ مین بیمار ہون پہر جب وہ لوگ واپس آئی تو دیکہا کہ چہوٹے
بتون کو کسنی توڑ ڈالا اور بڑی کی کاندہی پر کلہاڑی رکہی ہوی ہے ابراہیم سی پوچہا تو کہا
انکی بڑی نی کیا ہے اور ایکبار جب ایک کافر بادشاہ نے انکے بیوی کو حسین جانکر چہین لیا
السنی پوچہا کہ یہہ تمہاری کون ہے کہا میری بہن ہے سو واضح ہو کہ ان سب اشکالون کا
جواب ہماری پہلے بیان سے خوب واضح ہوگیا مگر کچہ یہان بہی صراحت ضروری ہی سو کہتا ہون
کہ بعض تو انمین سی گناہ نہین گو بظاہر گناہ معلوم ہو چنانچہ موسی علیہ السلام کا قبطے ظالم کو
جو ایک بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا تہا اعانت کی لئی مکا مارنا کچہہ گناہ نہا بلکہ واجب تہا مگر قضا
الہی سی مرگیا موسی علیہ السلام کے اولوالعزمی کی نسبت گو موسے محض بیخطا تہی کسی قسم کا نقصان
تہا آخر استغفار کیا خدا نے اس چوک کو معاف کردیا اور اسیطرح داؤد علیہ السلام کا سپاہی کو
جہاد مین بہیجنا کچہہ گناہ نہا اور اوسکے شہید ہونیکے بعد اوسکے بیبی سے نکاح کرنا بہی گناہ
نہا اور اسیطرح اچانک نظر پڑجانیکے بعد حسین عورت کا مرغوب دل ہونا بہی امر بی اختیاری
ہے انمین ہر بشر مجبور ہے یہہ گناہ نہین مگر اونکے اولوالعزمے کے شان سے یہہ بات نازیبا تہی
لہذا عتاب ہوا پہر استغفار کیا معاف ہوگیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ہذا ربی سے تہا اگر کفار کو الزام
دینے کے لئے فرمایا تہا نہ کہ اعتقاداً کما قال تعالی وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ الآیۃ
کہ مین اول عمر سی ابراہیم کو رشد عطا کیا تہا پس رشد کی یہہ منافی ہی کہ آفتاب کو خدا سمجہین اور

تینون جہوٹہ نہین ہتی بلکہ توریہ تہا کیونکہ بیارا ابراہیمؑ یا حقیقۃً بتے ورنہ دل اونکی حرکات سی بیمار تہا
سو یہہ جہوٹہ نہین اور واقعے سب سے بڑے نے جو خدا تعالی ہے جہوٹے بتو کو زخمی کیا تہا کیونکہ بتون کے
کل افعال خدا کی طرف منسوب ہو سکتے ہین لہذا صراحتًا نہ کہا بلکہ ذو معنیین بات کہہ گئی تاکہ دو مطلب حاصل
ہوؤین سو یہہ جہوٹہ نہین گنا جاتا اور اونکے بے بے جیا زادی بہن بتی بس اگر اوس عورتی کے
دفع شر کے لئے بہن کہا تو کچہہ جہوٹہ نہتا لیکن یہہ توریہ بہی اونکی علو شان کو مناسب نہتا
لہذا اپنی حدیہ مین ابراہیم گناہگار ٹہہرے اور یوسف کا بلا امر الہی وعدہ کر دینا گناہ نہتا
کیونکہ اسیکے لئے بہیجے گئے تہے مگر پہر توکل نکرنا اور وہان سے چلا جانا منافی علو شان تہا لہذا
عتاب آیا پہر استغفار کیا معاف کیا گیا ہان آدم علیہ السلام نے بہولکر اوس درخت کو کہایا تہا
سو یہہ سہو اگناہ اون سے سرزد ہوا کما قال تعالے وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا کہ آدم کا ہمے عزم یعنی
ارادہ اوس گناہ مین نہ دیکہا لہذا عتاب ہوا پہر استغفار سے معاف ہو گیا اور یوسف علیہ السلام سے
گناہ صغیرہ سرزد ہوا کیونکہ قصد کرنا گناہ صغیرہ ہے نہ کہ کبیرہ کما قال النبی علیہ السلام والفرج
یصدق ذالک او یکذبہ کہ شرمگاہ تکذیب و تصدیق کرتے ہے یعنے اگر دخول کر لیا تو سب بوس و کنار
و مساس صغیرہ کبائر ہو گئے ورنہ صغیرہ کے صغیرہ رہے پس اب اسکے دو توجیہ ہین یا تو یون
کہو کہ صغیرہ قصدًا لیس اہل السنۃ کے نزدیک بعد نبوت کے سرزد ہونا ممکن ہی یا موافق
جہوکی یون کہا جاوی کہ ہنوز یوسف علیہ السلام نبی نہوی ہتی کما یدل علیہ قصتہ پس قبل
نبوت صغیرہ عمدًا ہونا بالاتفاق جمہور کے نزدیک ممکن ہے۔ اور یوسف علیہ السلام کے
بہائیون کے نبوت مین اختلاف ہے پس جنکی نزدیک وہ نبی نہین تو کچہہ اعتراض نہین
اور جنکی نزدیک وہ نبی ہین تو یہہ افعال اونسی قبل نبوت سرزد ہوی ہتی کما لا یخفی اور
انبیاؑ کی اس لغزش کو زلت کہتی ہین اور جن جن انبیا سے زلات سرزد ہو گئے ہین سب
معاف کر دیے گئے ہین انبیاء علیہم السلام سی زلات صادر ہونیمین چند حکمتین ہین از انجملہ یہہ کہ
وہ ہمیشہ اپنی اوس لغزش کو یاد کر کے بہت رویا کرین اور عبادت زیادہ کیا کرین از انجملہ یہہ ہے

کہ کبھی نفس بشری اونکو اپنی عبادت کی غرور مین نہین ڈالتا ہے بلکہ وہ اپنی عبادت کو اوس مغرش ہی کی مکافی نہین سمجھتی ہین ازانجملہ یہہ ہی کہ وہ اپنی امت کی گناہ دیکھکر اوسی متغفر ہوجاوین بلکہ اونکو بھی اپنی کثرت استغفار مین شامل کرلیا کرین (احکام الٰہی کے پہونچانی مین کمی نکرتی ہے) کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے امین ہوتے ہین اور اسی لئے اللہ اونکو اور خلق سی ممتاز کرلیتا ہی پس امین الہی سی محال ہے کہ وہ کافرونسی ڈرکر احکام الٰہی کی پہونچانی مین کمی کرے اور کافرون سی ڈرکر دین مین مداہنت فرمائی چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو اور اوسکی فوجکو اور موسی نی فرعون کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو باوجود ایذا دینی کی پوری پوری احکام الٰہی پہونچائے اور اونکی تکالیف دینی کو خیال مین نہ لائے قال تعالی یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (کوئی نبی اپنی نبوت سی معزول نہین ہوا ہے) کیونکہ اللہ علیم وحکیم کو ہر چیز کا ابتدا اور انجام معلوم ہے پس وہ کسی ایسی شخص نالیاقت کو یہہ بڑا رتبہ کیون دیگا کہ وہ آخر کسی امر نا ملایم کا مرتکب ہوکر اس مرتبہ عالیہ سے معزول کیا جاوی اور جو خلق اوسکی تابعہ راہ ہدایت پر آئے تھے اوسکے بگڑنے سے گمراہ ہوجاوے (انکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہی انکا موافق مقبول مخالف مردود ہے) کیونکہ رسول کو ماننا بعینہ اوسکو ماننا ہے کہ جسکے طرف سے وہ آیا پس جب یہہ ثابت ہوا کہ وہ اللہ کیطرف سی آئے ہین تو اونکی نافرمانی اللہ کی نافرمانی اور اونکے فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری ہے اور جو بات رسول فرماتی ہین تو اللہ کے حکم سے فرماتے ہین پس جو طریق انکا ہے وہ بعینہ اللہ کا ہے اور اللہ تعالے کا موافق مقبول ہوتا ہے اور مخالف مردود ہوتا ہے علی ہذا القیاس جو خبرین غیب کے رسول نی دین ہین وہ سب سچی ہین کیونکہ اونہون نی اللہ تعالی کی حکم کے مطابق خبرین دین ہین پس جو اونکو مخالف بتلاوی تو وہ گویا اپنی آپکو اللہ تعالی سے زیادہ غیب دان سمجھتا ہے اور اوسکو غلطے پر اور اپنی آپکو حق پر گمان

کرتا ہے وقال تعالی اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کیا وہ نہین جانتا کہ
تمام عالم پیدا کیا اور حالانکہ وہ لطیف اور بہت خبردار ہے وقال تعالے وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جسنے حکم مانا رسول کا اوسنے حکم مانا اللہ کا ❊ **فصل** ❊
**سب رسولون سے افضل اور سب کی بعد محمد بن عبداللہ بن
عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہین صلے اللہ علیہ وسلم**
اس مقام مین تین بحث ہین بحث اول مین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا
اثبات دوسرے مین آپ کا خاتم النبیین ہونا تیسرے مین آپکا افضل الانبیا ہونا
**بحث اول** دو قسم پر ہے **قسم اول مقدمہ** رسول اوس بشر کو کہتے ہین جو
اللہ کیطرف سے لوگونکو اوسکے احکام پہونچا دے اور نبوت کا دعوے کرکے اپنی تصدیق
کے لئے معجزہ دکہا دے پس جس شخص مین یہہ اوصاف ہونگے وہ قطعے اللہ کا رسول ہوگا
کیلئے کہ ایسے ہی شخصکو رسول کہتی ہین سوا اسکے رسول کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ
کہانا نکہایا کرے اور پانی نہ پیا کرے یا اوسکے شکل وصورت کسی اور ہی طرح کے ہوا کرے
پس جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہم کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین
یہہ اوصاف سب موجود تہے سو وہ ہے موجب مقدمہ مذکورہ کے رسول برحق تہے اب رہا
اون اوصاف کا اثبات آپکی ذات بابرکات مین سو وہ سطور زیر ہے کہ آپکے **معجزات**
مین سے ایک معجزہ دائمہ **قرآن مجید** ہی کیلئے کہ معجزہ ایسے خارق عادت کو
کہتے ہین جو نبوت کے دعوے کرنیوالی سے اسطرح ظہور مین آوے کہ منکر اوسکے مثل ظاہر
کرنیمین عاجز ہوجاوین پس معجزہ کو اسی لئے معجزہ کہتے ہین کہ منکر سے وہ ہرگز نہین
ہوسکتا ہے اور وہ اوسکو اوسکی مثل ظاہر کرنے سے عاجز کر دیتا ہے سو معجزے کے سب تعریف قرآن مجید مین
پائی جاتی ہے کیونکہ اوسمین ہزارون قسم کے اعجاز ہین اوسکی فصاحت و بلاغت سے
تمام عرب کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ شاعر عاجز آگئے ہے شب و روز اونکو مار دلا کر کہا تا

تہاکہ اگر قرآن کو تم کلام الہی نہین جانتے بلکہ بشر کا کلام کہتے ہو سو تم بہی تو بشر ہو ایک چہوٹی سی سورۃ ہے کے مثل تم بنالاؤ سو کبہی کسی سی یہہ نہو سکا بلکہ اوسکی مقابلہ کو محال سمجہتے ہے اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو نظر کرکے قرآن کو امر خارق عادت کہتی ہی اور جسطرح انبیاء سابقین کی معجزات کو منکرین خارق عادت سمجہکر سحر کہتے ہے اسیطرح یہہ لوگ بہی قرآن کو اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ کہنے لگے **غیب کی خبرین** قرآن مجید مین کثرت سی بہت سے ظاہر ہو چکے ہین اور بہت سے آیندہ کو اپنے وقت پر ظاہر ہونگے **حکمت نظریہ** قرآن مجید مین ایسی ہے کہ بڑے بڑے حکماء زمان اور عقلاء یونان کے حکمت کے اوس سے آپ جاتی رہی اور جسطرح آفتاب جہانتاب کے نور کے مقابل ذرہ حیرہ ہوتا ہے اسطرح سے اوسکو حیرہ کر دیا خصوصًا الہیات اور مبدء و معاد کا اوسمین نہایت خوبی کے ساتہہ بیان ہی کہ اہل کتاب نے بہی سر مو اوسکو متفاوت نہ پایا بلکہ اوسکی آگے سر تسلیم کو جہکایا **حکمت عملیہ** قرآن مجید مین ایسی خوب ہے کہ جسکے ثنا و صفت ہر شخص کے زبان پر جاری ہے افراط و تفریط سے بالکل خالی ہی کیونکہ **تدبیر المنزل** اوسمین ایسا خوب ہی کہ کہے اوسکے اوپر عمل کرنے سے انتظام مین خلل نہ آوے اور **سیاست ملک** ایسا عمدہ کہ اوسکے عامل کی ہاتہہ سے کبہی ملک نہ جاوے چنانچہ تجربہ سے بہی اس امر کے شاہد ہین اور اکثر اپنے قوانین کو یہان سے مستنبط کرتے ہین جسجا مخالفت کرتے ہین نہایت بدانتظامی دیکہتے ہین اور ہر سال بہت روپیہ صرف کرکے نئے قانون بدلتے ہین چونکہ قرآن کے قوانین آسمانی ہین ہر ملک ہین اور ہر قوم مین روز نزول سے قیامت تک اوپر عمل درآمد سزاوار اور بجا ہے اور انکی قوانین اپنے اپنے محل کے ہین تو ایک قوم کے موافق دوسرے کے مخالف ہین اور چھہ مہینے تک بہی اوپر عمل کرنا روا ہے چنانچہ قرآن کی قوانین پر عمل کرنے سے خلفاء راشدین کے فتوحات کا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کہین نظیر نہ پایا گیا اور **تطہیر باطن** اوسمین نہایت عمدہ ہے یہانتک کہ اوسکے پڑہنے سے باطن کے

سب نجاستین دور ہوجاتی ہین جسقدر اخلاق بد ہین سبکو صحابہ کی طرح دھو ڈالتا ہے
خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین کی اخلاق و عادات کو تعصب
دور کرکے دیکھئے ایک ایک شخصکو نمونہ پائینگے کہین تو بجا ہے اور ولی کامل قرار دین تو روا ہے
اونکے حالات سننے سے اور خلق کے اخلاق درست ہوتے ہین اور اونکے ذکر سے مکارم
اخلاق حاصل ہوتی ہین راستبازی امانت داری صلہ رحمی رحم دلی مروت تواضع
علم حلم سخاوت شجاعت عبادت ریاضت زہد تقوے وغیرہ خوبیان اونکو حاصل
تہین اور اب بھی جو قرآن والے ہین ویسی ہی ہین تطہیر ظاہر بھی اوسمین ایسی خوب ہے
کہ ہر مسلمان پاکے بدن و مکانمین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے بیشاب و پائخانہ کے نجاست سے
دور رہتا ہے بتلاؤ یہہ اور کسی قوم مین کہان ہین اسکی زیادہ تفصیل سے کتاب کی درازی
ہوجانی کا ڈر ہے لہذا مختصر کرتا ہون **الغرض** اور بہت سی خوبیان قرآن مین موجود ہین
گویا ہر علم کا معدن و مخزن قرآن ہے اور ایسی سبب سے وجہ اعجاز کے تعین مین علما کا اختلاف
ہے **پس** ایسی کتاب کا ایسی شخص سے ظاہر ہونا کہ جسنے کبھی کسی اوستاد سے تعلیم نپائی ہو
نہ کبھی کسی مکتب کی دروازہ کو جھانکا ہو بلکہ اُمی محض ہو باوجود اسکی نہ کسی ملک کے سیر کیے ہو
کہ وہان سے کچھ سیکھ آئی ہون نہ کسی ذی علم دانشمند حکیم کے صحبت اوٹھائی ہو کہ اوسکی
صحبت کا اثر کہا جاوی یہانتک کہ ماں باپ کو بھی جسنے اچھی طرحسی نہ دیکھا ہو کہ اونکی تعلیم
و تربیت کا ثمرہ قرار دیا جاوے باوجود ان سب باتون کے پھر ایسے ملک کا رہنی والا ہو
کہ جہان علوم و فنون کا کچھ ذکر بھی نہو اور اکثر لوگ اوس ملک کے جہالت مین وحشی سیرت ہون
البتہ مردہ کے زندہ کرنے سے بھی زیادہ خارق عادت ہے کما لایخفے اب رہی یہہ بات کہ مدعی
نبوت سے اسکا ظہور ہوا سو حضرت چالیس برسکی عمر سے آخر دم تک نبوت کا دعوی کرتی
رہے ایک عالم اسکا بھی شاہد ہے اب رہا یہہ امر کہ مخالف اوسکا مثل بنانی سے عاجز آگئی ہون
سو وہ یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند دم آخر تک کفار سے یہی کہتی رہی کہ اگر کسیکو

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند دم آخر تک کفار سے یہی کہتے رہے کہ اگر کسیکو قرآن میں شک ہو تو وہ اسکی ایک سورۃ کے برابر تو بنا لاوے اور جس سے چاہے اسمیں مدد لیکر دیکھ لے آج تک یہہ نہو سکا حالانکہ وہ لوگ راندن شعر و سخن میں مصروف رہتے تھے اور اپکی ہم قوم اور ہم زبان بھی تھے اور آپ اون کو دعوی کرکے بار بار دلاتے تھے اور خاص دعوی کی وقت اوسکی مقابلہ کرنیکو ہر ایک شخص کے جیمیں آگ بھڑکا کرتی تھی سو آپ اوسی اطمینان قلب سے یہہ دعوی کرتے رہے تمام عرب خصوص قریش کو قرآن کی حروفکی مقابلہ سے سیوف کا مقابلہ آسان معلوم ہوتا تھا برطا

**دوسری** اعجاز قرآن پر یہہ ہے کہ قرآن مجید وہ حال سے خالی نہیں ہی کیونکہ یا اوسکی فصحاء بلغاء کی کلام کے برابر ہے یا اون سی زائد اور بالا تھی وہ حال سے خالی نہیں کیونکہ یا تو اسقدر زائد ہے کہ عادتاً ایک کلام دوسرے اسقدر زائد ہوتا ہے یا اسقدر زائد کہ عادت کی خلاف اور خارق ہی پس پہلی دونوں قسمیں باطل ہیں کیونکہ اگر قرآن اور فصحاء بلغاء کی کلام کے برابر یا زائد بقدر متعاد ہوتا تو بیشک ایک ایک یا مجتمع ہو کر قرآن کی سی ایک آیت کے برابر بنا لاتی کیونکہ وہ لوگ قواعد فصاحت و بلاغت و لغات کو نہایت عمدہ طرح سے جانتی تھی اور بدرجہ غایت اسکی ماہر تھے اور حضرت علیہ السلام کی قول کے ابطال میں نہایت سرگرم ہوتی تھے اور اسکی بڑی حرص رکھتی تھے یہانتک کہ جان و مال صرف کر ڈالا اور صدہا شقتیں اوٹھائیں باوجود اسکی اونکو شب و روز عار دلاکر کہا جاتا تھا کہ اسکی مثل لاؤ لیکن نہ لا سکی اور حضرت اوسی اطمینان سے اخیر تک یہی دعوی کرتے رہے اگر کوئی یون کہی کہ شاید اس نظر سے وہ قرآن کی مثل بنانیکا ارادہ نہیں کرتے تھی کہ کوئی اون کے کلام کو قبول نکریگا اور نزاع ہوگی تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ ایسی سخت ضرورت کیوقت بالخصوص دینی مقابلہ میں ہر ایک فصیح و بلیغ کے رگ غیرت جوش میں آکر حرکت کیا کرتے ہی سو ایسی مواقع پر ایسے امور کیطرف نظر نہیں کیا کرتے بلکہ خواہ مخواہ اوسکی مثل بنانیکا قصد کیا کرتے ہیں اور عدم قبولیت کے خوف سے طرفین میں حکم مقرر ہو جایا کرتے ہیں بلکہ وہ حضرت سی پہلے حکم مقرر کرنیکی درخواست کرکے پھر بناتے لیکن اونکو کبھی اسکا حوصلہ بھی نہوا کیونکہ وہ جانتے تھی کہ اسقدر حسن و خوبی کا

کلام طاقت بشریہ سے خارج ہے جسے ہرگز نہونیکی کا صفت حکمونکی مماثلت ہوگی اگر کوئی یون کہے کہ شاید حضرت کی رعب سنی یہہ قصد نکرتے ہون تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر ایسا رعب ہزار وہ جنگ وجدل سے پیش نہ آتی پس جب وہ تو تین اپر برابر یا زائد بقدر معتاد ہوا طل ہوئین تو تیسرے قسم ثابت ہوئی کہ قرآن حسن وخوبی مین اور فصحاء وبلغاء کے کلام سے زائد خلاف عادت ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن خارق عادت ہی پس قرآن معجزہ ہے اور یہی مدعا ہی **تیسری برہان اعجاز** قرآن پر یہہ ہی کہ قرآن فصاحت وبلاغت مین حد اعجاز کو پہنچگیا ہے یا نہین اگر کہو ان تو مدعا ثابت ہے اور اگر کہو نہین تب بہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود قرآن کے معجز نہونیکی پہر اوسکا معارضہ ممکن نہوا خارق عادت ہی اور اگر کہو کہ ممکن ہے تب بہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود امکان معارضہ اور تمام فرد دعوی کی اس امر پر یعنی معارضہ کا وقوع مین نہ آنا خارق عادت ہے پس ثابت ہوا کہ جمیع وجوہ سے قرآن معجز ہے اور ہر طرح سے خارق عادت **واضح** ہو کہ قرآن مجید مین چند اوصاف خاص ہین اور چند امور ہین کہ وہ اگر کسی اور کلام مین ہوتے تو اوسکلام کو فصاحت سے دور کر دیتے لیکن باوجود ان امور کے پھر قرآن غایت درجہ کا بلیغ ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن معجزہ ہے اور وہ امور محل فصاحت یہہ ہین اول یہہ کہ عرب کی فصاحت وبلاغت اکثر مشاہدات کی تعریف ونعت مین ہوتی ہے جیسا کہ اونٹ یا گھوڑے کے تعریف یا کسی معشوق کی حسن وجمال کی مدح یا کسی شجاعکی جنگ وجدال کا ذکر یا کسی بزم کی عیش وسامان کا باندہنا لیکن قرآن ان امور سے خالی ہی باوجود اسکی پہر فصاحت مین عالی ہے دوم یہہ کہ ہر جگہہ قرآن مین صدق کی رعایت ہی حالانکہ فصیح وبلیغ اس امر کا التزام کرتا ہے اور اسکا شعر پیکا پڑھا جاتا ہے چنانچہ لبید بن ربیعہ اور حسان بن ثابت کی جو شعار زمانہ جاہلیت کے ہین زمانہ اسلام کی اشعار سے نہایت بلیغ ہین سوم یہہ کہ ہر شاعر کے تمام قصیدہ یا غزل مین کل دو تین شعر اچھے ہوتے ہین باقی بہرتے لیکن قرآن مجید اول سی آخر تک یکسان اعلی درجہ کا بلیغ وفصیح ہے چہارم یہہ کہ جب کوئی شاعر کسیکے وصف مین کچھہ اشعار کہتا ہے پہر جب وہ اوسکا رصف کرتا ہے تو دونون کلامون مین مساوات نہین ہوتی اور کلام ثانی ہیچ معلوم ہوتا ہے

بخلاف قرآن مجید کے کہ اوسمین بہت سے مضامین کو بار بار ذکر کیا ہے لیکن سب جگہہ اعجاز بیان
برابر ہین اور ہر جگہہ جدا گانہ لطف ہے تجم یہہ کہ قرآنمین ایجاب عبادات و تحریم قبایح و ترغیب مکارم اخلاق اور ترک دنیا
و اختیار آخرت وغیرہ امور پر اقتصار ہے حالانکہ جن اشعار مین اس قسم کی مضامین ہوتی ہین وہ اشعار
کم درجہ کی بلیغ ہوتی ہین لیکن قرآن اعلے درجہ کا بلیغ ہے ششم یہہ مشہور ہی کہ ہر ایک شاعر کا کلام
ایک خاص بیان مین عمدہ ہوتا ہی دوسرے مین ضعیف پس کوئی رزم مین کوئی بزم مین زیادہ ہوتا ہے
چنانچہ امرالقیس عورتون اور گھوڑون کی مدح مین عمدہ اشعار کہتا ہے اور نابغہ کے اشعار بیان
خوف مین اچھی ہوتے ہین اور اعشی کی اشعار حسن الطلب مین اور وصف شراب مین بی نظیر ہین اور
زہیر کے اشعار رغبت اور رجا مین اپنا مانند نہین رکھتے لیکن قرآن مجید مین صدہا فنون اور ہر
بیان ہین مگر سب جگہہ نہایت درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کسے مین کمی نہین چنانچہ ترغیب مین
یہہ آیت کس درجہ کی بلیغ ہے قال تعالے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا
یعملون وقال فیھا ما تشتھیہ انفسکم و تلذ الاعین وقال ولھم فیھا ما یشاؤن اور ترہیب مین یہہ آیات نہایت درجہ کے
بلیغ ہین قال تعالی افامنتم ان یخسف بکم جانب البر الآیات وقال امنتم
من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور امنتم الآیۃ وقال وخاب کل جبار عنید الی قولہ
و یاتیہ الموت من کل مکان اور رجز مین یہہ آیات اسقدر بلیغ ہین کہ خیال بشر سے باہر ہین قال
تعالی فکلا اخذنا بذنبہ الی قولہ وھم من عزقنا الآیۃ اور تہذیب النفس مین یہہ بڑے بلیغ آیات ہین
قال تعالی قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا وقال فاما من طغی و اثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی المآوی
و اما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی المآوی استقام پر اسکی
تفصیل کی گنجایش نہین لہذا دو تین مضامین کی چند آیات بطور نمونہ کے لکھدین اور جسکی تفصیل
مطلوب ہو وہ قرآن کی تفاسیر دیکھے ہفتم یہہ ہے کہ قرآن مین سب علوم کے اصول موجود ہین علم
فقہ و علم کلام و تہذیب اخلاق و الٰہیات وغیرہا سب علوم قرآن مین مذکور ہین پس یہہ امر ایسا ہی کہ
آج تک کسی بلیغ نے اسکا التزام نہین کیا اور اگر کیا تو اسکا کلام بے لطف ہو گیا ہشتم باوجود اسکی کہ

قرآن عظیم کتاب ہے کہ بسبب بلاغت کی اسکا حفظ کرنا نہایت آسان ہی ہر گاؤں اور شہر مین
سو دو آدمی اسکی حافظ ہین اور بعض کو تو تمام عمر بھی پڑھنے کا اتفاق نہوا ہوگا مگر پھر بار بار پڑھنے سے
کتاب مین وصف نہین کوئی اپنے مذہب کی کتاب کی دس بیس حافظ تو دکھلا دے آجتک کوئے
پادری انجیل کا حافظ بھی نہ سنا گیا کوئے یہودی توریت کا حافظ دکھلا نہ کوئی پنڈت بید کا حافظ
نظر آیا ہم ایک اور خاص اسکی یہہ ہی کہ جب کوئی سمجھکر اسی بکثرت پڑھتا ہے نہایت رقیق قلب اور
زاہد و متقی ہو جاتا ہی اور امراض نفسانی زائل ہو جاتی ہین یہہ کسی کلام مین تاثیر نہین سو ان وجوہ
اور یہی وجہ اعجاز قرآن مین موجود ہین اسکی تعین وجہ مین اختلاف ہے بعض نے کوئی وجہ
بعض نے کوئی وجہ اعجاز کی قرار دے لیکن بلاغت و فصاحت کی وجہ غالب ہی لہذا اسب کا
اسپر اتفاق ہے واضح ہو کہ قرآن کا معجزہ جمیع انبیاء کے معجزات سے افضل ہی چند وجوہ سے
اول یہہ کہ یہہ معجزہ جب سے ظاہر ہوا قیامت تک باقی رہیگا لہذا اور انبیاء کو بار بار معجزات
دکھلانیکی ضرورت پڑتے تھے اور ہمارے حضرت سے جب کفار بار بار معجزات طلب کرتے تھے
تو من اللہ یہہ جواب آتا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان معجزہ کہ جسکو یہہ ہر وقت دیکھتے ہین موجود ہی
پس جب اسکو نہ مانا تو اور کوئی مانینگے بھی کافی ہے لہذا لوگونکی خواہش کی بموجب کم
معجزات آپ ظاہر فرماتے تھے کیونکہ مقصود نبی کے آنے سے ہدایت ہے اور اوسکے تصدیق کی لئے
کسی معجزہ کے ضرورت پڑتے ہی اور یہہ مقصود نہین کہ یہان یونان کی طرح انبیاء علیہم السلام
ہر وقت معجزات دکھلایا کرین اور لوگ تماشا سمجھین دوم اور معجزات حفظ رہنے کی تصدیق کافی
دیتی ہین لیکن قرآن مین مزید وصف حاصل ہین تصدیق بھی ہو اور مقصود کی رہنمائی بھی سوم اور
معجزات مین اگر معاذ اللہ کمی بیشی کی جاوے تو ہو سکتا ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنیمین کہہ سکتا ہی کہ یہہ
طبیب ہی اور یہہ شخص از تہا بلکہ بیمار تہا اسنے تندرست کر دیا یا یون کہین کہ کوئی جن اور
شیطان اوسکے صورت مین ظاہر ہو گیا ہی علی ہذا القیاس خلاف قرآن کے کہ اسمین اس گفتگو
کو مجال نہین جسی زیادہ اسکی تشریح مطلوب ہو وہ امام رازی کے دلائل الاعجاز کو دیکھی پس

جب سب اوصاف معجزہ ہونیکے قرآن مین پائی گئی تو قرآن قطعی معجزہ ہے گو جاہل معاند اسے
تسلیم نکرے قرآن کے سوا اور بہت سے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئی ہین
جیسے چاند کا اشارہ سے شق کرنا درختون کا آپکے بلانے سے حاضر ہونا پہر آپکے رسول ہونیکی بیشمار
شہادتین گواہی دینا آپکے انگلیون سے اسقدر پانی نکلنا کہ لشکر نے مشکم سیر ہوکر پیا مردہ زندہ کرنا علی ہذا
القیاس اور صدہا معجزے ہین کہ ان کے تفصیل مطولات مین موجود ہے پھر آپکی بعد آپکے
امت سے آجتک اسقدر خوارق عادات ظاہر ہوئے ہین کہ معاند اور مکابر کے سوای کوئی شخص انکا
انکار نہین کرسکتا ہی سو یہہ خوارق بہی آپ ہی کے معجزات ہین آپ رہا آپکا خلق کو ہدایت کرنا اور
احکام الہی پہنچانا سو وہ اظہر من الشمس ہا بین من اللمس ہی آپ نے ایک عالم کو بت پرستی سے چھوڑکر
اللہ پرست بنا دیا زمین کو ایمان و خیر سے بہر دیا خصوص ملک عرب کو دیکھو کہ آپ سے پہلی تمام
ملک جہالت آباد اور پر از شر و فساد تہا ذلت دینی و دنیوی مین بہی یہہ ملک سب ملکون سے
زیادہ تہا پہر آپکی برکت سے شرافت دینی اور دنیوی مین تمام جہان سے فوقیت لیگیا معدن علم
و فنون ہوگیا یہان کا ہر شخص مکارم اخلاق سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہوا کہ اور لوگ اوسکی افعال
و اقوال کو اپنے تہذیب کے لئے سند بنانی لگے اور اوسکی حالات کو اپنی ہان لکھ لکھکر
لیجانی لگے چنانچہ سب اہل تاریخ اس امر کے شاہد ہین پس جب سب اوصاف نبوت کے
آپکی ذات بابرکات مین اسطرح پائی گئی کہ کبہی کسی نبی مین نہ پائی گئے تو آپ کی سید المرسلین
ہونیمین کیا شک ہے اور امام النبیین ہونیمین کون سا شبہ ہی پس اب جو کوئی شبہ کرے اوسکے
مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہت کے سب مراتب سکندر مین تسلیم کرکے اوسکے
بادشاہت مین شک کرے سو ایسے معاند کے انکار کا جواب نار جہنم ہی ایسا معاند اگر ٹہیک
دوپہر مین آفتاب کا انکار کر بیٹہے تو اس سے کچہ بعید نہین۔ فقیر عبد الحق
تو آپ کے رسالت کے گواہی دیتا ہے اور خواہ کسے بدبخت کو شبہ ہو پر یہہ تو
بآواز بلند کہتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابدا ابدا

**دلیل دوسری** حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کرکے لوگونکو معجزات دکھائی اور تمام عالم کو اپنی دین کیطرف بلایا اور لاکھون آدمیون نے آپکی روبرو آپکا دین قبول کیا اور روز بروز ترقی دین کی ہوتی گئے یہانتک کہ چند روز مین زمین کے کنارون تک اسلام پہیل گیا اور بڑے بڑے شان وشوکت کی سلطنتین اہل اسلام کی قبضہ مین آئین اور دم آخر تک حضرت کی شان وشوکت زیادہ ہوتی گئی پس معلوم ہوا کہ آنحضرت اللہ کے بھیجے ہوی سچی رسول تھی کیونکہ اگر جھوٹی ہوتی تو موجب وعدہ الہی کے شان وشوکت کی عیوض ذلت اٹھاتی اور آخر بہت رسوائی سے قتل کئی جاتی چنانچہ مسیلمہ کذاب وغیرہ قتل کیئے گئی کیونکہ اللہ تعالے جھوٹی کے دین کو جو اوسکی ان ناپسند ہو اسطرح سے ہرگز ترقی نہین دیتا چنانچہ اسکا بیان پہلے ہوچکا ہے

**دلیل تیسری** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اخلاق عظیمہ اور اوصاف جزیلہ اور کمالات علیہ اور علیہ سب مجتمع تھے یہانتک کہ کفار قریش کو باوجود اسکے کہ بسبب عداوت مذہبی کے شب وروز آپکی عیب جوئی مین مصروف رہتے تھی کبھی کوئی عیب ونقصان حضرت کے سیرت وصورت مین نظر نہ آیا کہ اوس سے حضرت پر طعن کرتی اور آپکی دین مین خلل انداز ہوتے پس کبھی کسی معاملہ مین حضرت کا جھوٹ معلوم ہوا نہ کبھی آپکو بدذاتی تکبر بدخلقی ایذارسانی تراب خواری زنا وفسق وشعار دیکھا نہ کبھی جاہ ومال عزوجلال کی طرف آپکی رغبت دیکھی بلکہ شب وروز دنیا ومافیہا سے نفور اور ہمہ وقت زہد وتقوے وعبادت خدا مین مصروف دیکھتی تھی یہانتک کہ تمام قریش نبوت ظاہر کرنیسے پہلے آپکو نہایت محبوب رکھتی تھی اور یہہ کہتی تھی کہ آج تک ایسا دانا اور ایسا نیک کردار شخص ہمنے کبھی دیکھا نہ سنا چنانچہ آجتک یہود ونصاریٰ یہہ اسبات پر متفق ہین پس عقل سلیم کی نزدیک محال ہے کہ ایسا عقلمند اور ایسا سچا اور ایسا عابد وزاہد جاہ ومال سے دور بھاگنی والا شخص جھوٹ سی ایک ایسی نئی چیز کا دعوی کرے کہ جسکو نہ کبھی کسینی سنا تھا نہ دیکھا تھا اور ایسا خداشناس دین کی معاملہ مین خدا پر جھوٹ باندھکر نبی ہونیکا دعوے کرے کہ جس سی نہ کچھ دینی فائدہ سوچے

ظہور مین آوے بلکہ تمام فوائد دینوی فوت ہوجاوین صدہا اذیت سر پر آوین خرید و فروخت
بند ہوجاوے شہر سے نکالا جاوی آپس کے بیاہ شادی موقوف کیجاوی ہر شخص ہر دم خون کا
پیاسا پھرنے لگی اور زدوکوب و سب و شتم پر آمادہ ہوجاوی ہرگز ہرگز عقل سلیم کبھی تسلیم کریگے
کہ ایسا عاقل دنیا کے معاملات کا سچا بی فائدہ تمام قوم کو دشمن بنالیوے اور بے غرض ہر ایک
قسم کی ایذا اور تباہی اپنے دینی امین اللہ پر جھوٹہ باندہ لیوے **دلیل چوتھی** اپکی شریعت غرا کے
دیکھنے سی عاقل کو فوراً یقین کامل ہوجاتا ہے کہ یہہ شریعت آسمانی ہی اور جو شخص شریعت آسمانی
اور دین رحمانی لیکر آتا ہی وہ قطعی نبی ہوتا ہے پس آپ یہہ شریعت لائی ہین تو معلوم ہوا کہ آپ ہی
اللہ کے رسول ہین اور یہی مدعا ہے - دوسرا مقدمہ تو ظاہر ہے کہ جو آسمانی شریعت لاتا ہے
وہ نبی ہوتا ہے اب رہا پہلے مقدمہ کا ثبوت کہ آپکی شریعت آسمانی ہی سو وہ بہت بتفصیل چاہتا ہے
مطولات مین اوسکو خوب تفصیل سے ثابت کردیا ہی لیکن مجملاً یہان بہی ذکر کرتا ہون - شریعت
آسمانی کے یہہ چند اصول ضروری ہین اول اصل الاصول توحید ہے کہ بڑا مطلب رسول کے
بھیجنے سی یہی ہے پس توحید تمام و کمال جیسی شریعت احمدیہ علی صاحبہا السلام مین ہی آجتک
کسیکے ہان پائی نہین گئی مشرق سے مغرب تک جس مسلمان کو دیکھیگا وہ ایک بڑا موحد ہوگا ہنود
نصاری کیطرح کبھی کسی غیر کو نہ خدا کہیگا نہ خدا کا بیٹا بنا دے گا المختصر تمام صفات کمالی
موصوف اور سب عیبون سے پاک جسطرح اللہ کو اہل اسلام مانتا ہے کسی نہین جانتا
یہہ امر یہی اظہر من الشمس ہے - دوم تہذیب اخلاق و طہارت جسمانی و روحانی سو وہ بھی
اس شریعت مین اسدرجہ پر ہے کہ آجتک کہین اوسکا مثل نہین دکہلائی دیتا ہی - سوم
معاشرت کی طریقے سو وہ بھی ایسے عمدہ ہین کہ جہانکی بڑے بڑی عقلاء اور حکماء کو سوا ہی تسلیم کے
چارہ نہوا اور پہلے شریعتون کا اوسکو ناسخ ماننا پڑا - چہارم خدا کے احکام کو سیاست ہی
جاری کیا جانا اور خاص خدا کا خزانہ کہ جسکا بادشاہ مالک نہو سکے جمع ہونا اور فوج کا بی تنخواہ
سے لڑنا اور ہر ایک کا پابند کتاب الہی کا ہونا اور بے غرض دینوی جنگ و قتال ہونا یہہ شریعت

محمدیہ مین ہے اور کسی مین نہین الغرض یہہ سب اصول اوس مین ایسے عمدہ ہین جسسے
اُنکی مثل ایجاد کرنا محال ہے اور خصوص ایسے شخص سے جو جاہلون کی ملک کا رہنے والا ہو جسکے
اوسنے کچھہ پڑھا ہو نہ لکھا ہو نہ حکما کی صحبت اُٹھائی ہو نہ جہان کی سیر کی ہو **دلیل پانچوین**
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین ظاہر ہوے
کہ اوسوقت مین بنی کے نہایت ضرورت تہی کیونکہ تمام عالم مین نہایت کفر و شرک جور و جفا
تہا چنانچہ عرب کے لوگ لڑکیون کو مارتے تہے اور راہ لوٹتے تہے اور کفر و شرک مین راندن
مصروف تہی اور فارسی لوگ دو خدا ہونے کا اعتقاد رکہتے تہی اور ماں بہن بیٹے کے
ساتہہ جماع کرنے کو درست سمجہتے تہے اور ترک لوگ لوٹ مار مین مصروف تہے اور ہندو گاے
بیل درخت و پتہر کے عبادت مین مشغول تہے اور یہود و مین تشبیہ اور تحریف کتب مین
سرگرم تہی اور نصاری پرستش صلیب و تصویرات مین مصروف تہے علی ہذا القیاس سب
فرقون مین گمراہیان اور بدکاریان اور کفر و شرک کا ظہور تہا پس اللہ کے انعام عام اور
اور حکمت تام کا یہہ مقتضے نہین کہ ایسی ضرورت کی وقت مین اپنا رسول نہ بہیجی اور اوسوقت
مین سوا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص ظاہر نہین ہوا پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہین اور یہی مدعا ہے **ف** منصف مزاج کے لئی یہہ چند دلیل
کافی ہین اور شقی نا انصاف کے لئے ہزار دلیل بہی وافی نہین ہین۔ منکر دہری ہم یہہ سوال کرتے
ہین کہ تمہارے نزدیک بہی کوئی بہی مسلم ہی یا نہین اگر کہین ہان تو ہم اُن سے اوسکے نبوت کی دلیل
طلب کرینگے پس جس دلیل سی وہ اوسکی نبوت ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالی اوسی دلیل سی
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرینگے اور اگر کہین ہماری نزدیک
لازم آوی گا کہ خدا نے کوئی نبی نہین بہیجا حالانکہ اسکا ثبوت ہمارے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دی ہے اور اب تک اہل کتاب کی
ان وہ بشارتین پائی جاتی ہین اگر
ریہ اونہون نے اکثر خبرون کو بدل ڈالا اور کچہہ اپنے

کتابون مین سی نکالڈالا لیکن علمار یہود اور علمار نصارے عوام کو غلطی مین ڈالتی ہین اور ان بقیہ
خبرون کی تاویلات کرتے ہین پس اولی یہہ ہے کہ چند امور جنسے اون کی خیانت ظاہر ہوجاوے
اور کوئی مسلمان پھر نہ ہو کہ نہ کہا وی ذکر کرون اھر اول انبیار بنی اسرائیل مین سے
اکثر نبیون نے مثل اشعیا و آرمیا و دانیال و حزقیال و عیسے علی نبینا و علیہم السلام کے
آیندہ کے حالات کی خبر دی ہے جیسے تخت نصر و سکندر و قورش کا ظاہر ہونا اور زمین
اودم اور نینوے اور مصر پر حوادث کا گزرنا پس عقل سلیم کے نزدیک نہایت بعید ہے کہ
انبیا علیہم السلام ایسی چھوٹی چھوٹی حوادث کے خبر دین اور اون مین سے کوئی بھی جناب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہونیکا حال نہ بیان کرے حالانکہ آپ کی امت مین ہزارہا
بادشاہ اور لاکھون بڑے بڑے حکیم و دانشمند پیدا ہوی ہین مشرق سی مغرب تک آپکا دین
پھیل گیا ہے اہل کتاب کی حکومتین آپ کی امت کی ماتحت آگئی ہین لاکھون یہود و نصارے
جنہون نی مقابلہ کیا قتل کیے گئے ہین اور ہزارہا اہل کتاب آپکی دین مین داخل ہوی ہین
الغرض عقل نہایت بعید جانتے ہی کہ انبیار بنی اسرائیل ارض اودم و نینوی وغیرہ کے حادثات
کے خبر دین اور ایسے حادثہ عظیمہ کے کوئی نبی خبر نہ دیوے پس اس سی صاف ظاہر ہوگیا کہ اہل
کتاب نے عداوت سی وہ خبرین جنمین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہونیکا ذکر تہا اور
آپکی نبوت کی بشارت تہی نکالڈالین یا بدل دین اھر دوم پہلے انبیار اگر کسیے پچھلی نبی کی ظاہر
ہونیکی خبر دیوین تو اوس مین یہہ شرط نہین کہ پچھلے نبی کے باپ مان شہر و محلہ قوم سن سال صورت
و سیرت کی خوب صراحت کیا کرین کہ کسیکو شبہ باقی نہ رہے اور ہر شخص جان لیا کرے کہ یہ
وہی نبی ہے بلکہ اکثر خبرین مجمل ہوتی ہین کہ ان کو عوام لوگ نبی موعود کی کہنی سے جان لیتے
ہین اور اون اوصاف کو اوسپر مطابق کر لیتے ہین اور خواص لوگ کیسے قرائن سی
معلوم کر لیتی ہین کہ یہہ وہی نبی ہے کہ جن کے خبر فلان فلان انبیار نے
دی تہے اور کبھی خواص بھی نہین معلوم کر سکتے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس

نبی کی خبر دی گئی ہے وہ خود نہیں جانتا کہ فلان خبر کا مصداق میں ہی ہون اور یہہ امر خود
انجیل سے ثابت ہی چنانچہ یوحنا اپنی انجیل کی باب اول انیس ۱۹ آیت سی لیکر بچیس آیت تک
لکھتا ہے کہ یہودیون نے حضرت یوحنا پیغمبر کے پاس کاہنون اور لاویون کو دریافت کرنیکے
بھیجا کہ تم کون ہو پیغمبر ہو یا الیاس ہو یا مسیح ہو یا وہ نبی حضرت یوحنا نے جواب دیا کہ ان تینون میں
سے کوئی نہین ہون بلکہ سوا اسکی اور ایک نبی ہون جسکی خبر اشعیا نبی نے دی ہے یہان
معلوم ہوا کہ کاہن اور لاوی جو علمار یہود تہے اور توریت کو خوب جانتے تہے حضرت یوحنا یعنی
یحییٰ پیغمبر کو پہچان نسکے پس معلوم ہوا کہ خاص تفصیل سے ایسی علامات مذکورہ نہ تہے جنسی وہ
اگر پہچان لیتے کہ یہہ الیاس ہین یا یحییٰ علیہ السلام کو خود بہی معلوم نہ ہوا کہ مین ہی الیاس ہون حالانکہ حضرت
عیسے کے قول سی ثابت ہے کہ یہی الیاس ہین چنانچہ انجیل متی کے گیارہوین باب مین مندرج
ہے حالانکہ حضرت یحییٰ کو الیاس ہونیسے انکار ہی اس سی صاف ظاہر ہوا کہ حضرت یحییٰ کو
اپنی الیاس ہونیکے خبر نہوئی پس اگر ہم اہل کتاب کی اس بات کو تسلیم کرلین کہ اونہون نے
تورات و انجیل وغیرہ کتابون سی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی وہ خبرین جنمین تفصیل سے
سب علامتین حضرت کی مذکور تہین انہین دیکہی ہین تو بہی ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
کیواسطی جو خبرین باقیماندہ تورات انجیل کی مجملاً ہین کافی ہین اور سوم یہہ دعوے کہ اہل کتاب
سوای مسیح اور الیاس علیہما السلام کی اور کسیکا انتظار کرتے تہے بالکل غلط ہی کیونکہ اور کا بہی اونکو
انتظار تہا چنانچہ امر دوم مین معلوم ہوچکا ہے کہ علمار یہود نے جو عیسے علیہ السلام سی اگر پوچہا کیا
تم مسیح ہو پہر جب اونہون نے اسکا انکار کیا تو پوچہا کیا تم الیاس ہو پہر جب اونہون نے اسکا بہی انکار
کیا تو پوچہا کیا تم وہ نبی ہو جسکی موسے علیہ السلام نی خبر دی ہے پس یہان سی معلوم ہوا کہ اس سے
معہود کا اونہین انتظار الیاس اور مسیح کی انتظار کے برابر تہا اور یہہ نبی معہود ایسا مشہور تہا کہ اسکے
نام ذکر کرنیکے حاجت نہ تہی بلکہ اسکی طرف اشارہ ہی کافی تہا انجیل یوحنا کی ساتوین باب مین عیسی
علیہ السلام کا قول نقل کرکے یہہ لکہا ہی ۴۰ تب اون لوگون مین سی بہتیرون نے سنکر کہا کہ حقیقت مین یہ

سے کوئی نہین ہون بلکہ سوا اسکی اور ایک نبی ہون جسکی خبر اشعیا نبی نے دی ہے یہان
معلوم ہوا کہ کاہن اور لاوی جو علمار یہود تہے اور توریت کو خوب جانتے تہے حضرت یوحنا یعنی
یحییٰ پیغمبر کو پہچان نسکے پس معلوم ہوا کہ خاص تفصیل سے ایسی علامات مذکورہ نہ تہے جنسی وہ
اگر پہچان لیتے کہ یہہ الیاس ہین یا یحییٰ علیہ السلام کو خود بہی معلوم نہ ہوا کہ مین ہی الیاس ہون حالانکہ حضرت
عیسے کے قول سی ثابت ہے کہ یہی الیاس ہین چنانچہ انجیل متی کے گیارہوین باب مین مندرج
ہے حالانکہ حضرت یحییٰ کو الیاس ہونیسے انکار ہی اس سی صاف ظاہر ہوا کہ حضرت یحییٰ کو
اپنی الیاس ہونیکے خبر نہوئی پس اگر ہم اہل کتاب کی اس بات کو تسلیم کرلین کہ اونہون نے
تورات و انجیل وغیرہ کتابون سی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی وہ خبرین جنمین تفصیل سے
سب علامتین حضرت کی مذکور تہین انہین دیکہی ہین تو بہی ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
کیواسطی جو خبرین باقیماندہ تورات انجیل کی مجملاً ہین کافی ہین اور سوم یہہ دعوے کہ اہل کتاب
سوای مسیح اور الیاس علیہما السلام کی اور کسیکا انتظار کرتے تہے بالکل غلط ہی کیونکہ اور کا بہی اونکو
انتظار تہا چنانچہ امر دوم مین معلوم ہوچکا ہے کہ علمار یہود نے جو عیسے علیہ السلام سی اگر پوچہا کیا
تم مسیح ہو پہر جب اونہون نے اسکا انکار کیا تو پوچہا کیا تم الیاس ہو پہر جب اونہون نے اسکا بہی انکار
کیا تو پوچہا کیا تم وہ نبی ہو جسکی موسے علیہ السلام نی خبر دی ہے پس یہان سی معلوم ہوا کہ اس سے
معہود کا اونہین انتظار الیاس اور مسیح کی انتظار کے برابر تہا اور یہہ نبی معہود ایسا مشہور تہا کہ اسکے
نام ذکر کرنیکے حاجت نہ تہی بلکہ اسکی طرف اشارہ ہی کافی تہا انجیل یوحنا کی ساتوین باب مین عیسی
علیہ السلام کا قول نقل کرکے یہہ لکہا ہی ۴۰ تب اون لوگون مین سی بہتیرون نے سنکر کہا کہ حقیقت مین یہ

وہ نبی ہے ۱۰ ۱۴ اور اون نی کہا یہہ مسیح ہی + یہان سی ظاہر ہوا کہ نبی معہود اونکی نزدیک مسیح کے
سوا کوئی اور شخص ہے کیونکہ اوسکو مسیح کے مقابلہ مین ذکر کیا پس وہ نبی ہی ہماری حضرت مراد ہین
اور آپکے وہ لوگ منتظر تہی اب چہارم شماری کا یہہ دعوی کہ عیسی علیہ السلام خاتم النبیین ہین کہ
انکی بعد اور کوئی نبی نہ آویگا بالکل غلط ہے کیونکہ امر سوم مین معلوم ہو چکا ہی کہ وہ لوگ نبی معہود کا جو
عیسی اور الیاء علیہم السلام کی سوا کوئی اور شخص ہی انتظار کرتے تہی اور یہہ جانتی تہی کہ سوائے
عیسی اور الیاء کے اور تیسرا نبی جسکی موسے نی خبر دی تہی ظاہر ہوگا پس جب نبی معہود کا عیسی علیہ
السلام کی پہلی ظاہر ہونا کسی دلیل قولی سی معلوم نہوا تو ضرور وہ نبی عیسی کی بعد ظاہر ہوگا پس عیسی علیہ
السلام کا خاتم النبیین سمجہنا غلط ہوگیا دوسرے نصاری پولوس اور حواریون کی نبوت کی قائل ہین
حالانکہ یہہ سب عیسی کی بعد ہین تیسرے کتاب اعمال کی گیارہوین باب مین یہہ لکہا ہی ۲۸ —
اور اونہین دنون مین کئی ایک نبی اور شلیم سی انطاکیہ مین آئے ۱۰ اونمین سی ایک نی جسکا نام اگبس تہا
اوسنی روح کی باعث سی بتلایا کہ سارے جہان مین عنقریب بڑا کال پڑیگا جیسا قلادیوس قیصر کی
عہد مین پڑا تہا انتہی + یہانسی صاف ظاہر ہوا کہ اور شلیم سی انطاکیہ مین نبی لوگ آئی تہی اونمین
سی ایک کا نام اگبس تہا اور یہہ بیہے ظاہر ہی کہ قصہ عیسی علیہ السلام کی بعد کا ہے اور اون کی بعد
بہی نبی ثابت ہوی پس عیسی علیہ السلام کا خاتم النبیین کہنا بالکل غلط و مخالف ہی جو نہی نصرانیو کی
پاس کوئی دلیل نہین ہے کہ جسسی یہہ ثابت ہو کہ عیسی علیہ السلام کی بعد کوئی نبی نہوگا پس اس
قول سی ہمارے حضرت کی نبوت کا باطل کرنا باطل ہوگیا اب پنجم عیسائیون نے جو خبرین
عیسی کی نبوت کی لئی نقل کی ہین سو وہ خبرین یہود کی تفسیر و تاویل کی مطابق عیسی پر ہرگز صادق نہین آتی
یہود سخت انکار کرتے ہین لیکن عیسائی لوگ اپنی سینہ زوری سی یہودی تاویلات اور جہٹلائے
پر کچہہ التفات نہین کرتے ہین اور اپنی طور پر اونکی ایسی تاویلات کرتے ہین جو حضرت عیسی پر صادق
آتی ہین پس جسطرح آیات مذکورہ مین یہود کی تاویلین عیسائیون کی نزدیک مردود اور نامقبول ہین
اسیطرح جن خبرون سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے اونمین عیسائیون کی

واہیات تاویلین ہمارے نزدیک مردود اور نامقبول ہین جیسے کہ یہود کی تاویلات کسطرف التفات نہین کرتے ہین ایسی طرح ہم اون کی تاویلات کو لغو اور بیجا سمجھتے ہین باوجود اسکی جو خبرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہین عیسائیون کے خبرون سے نہایت قوی ہین +

اور ششم سے اہل کتاب کی سلف اور خلف مین ہمیشہ سے یہ عادت جاری ہی کہ نام کا ترجمہ کرتے ہین اور کبھی کلام اسلیے مین بطور تفسیر کے کچھ بڑہا دیا کرتے ہین اور اصل کلام مین اور تفسیر مین کوئی علامت امتیاز کے نہین رکہتے ہین پس اس سبب سے خبط ہوجاتا ہی اور مطلب اصلی بے ربط ہوجاتا ہے انکی مختلف زبانون کی ترجمون کی دیکہنے سے یہہ امر صاف ظاہر ہوجاتا ہی لیکن بطریق نمونہ کی کچھ ذکر کرتا ہون کہ وہی اہل کتاب یہہ چالاکی کرتے ہین از انجملہ یہہ ہی سفر تکوین کے ترجمہ عربی مین جو سنہ ۱۶۲۵ اور سنہ ۱۸۴۴ مین چہپا تہا باب ۴۹ آیت ۱۰ - یہہ ہی - فلا یزال القضیب من یہوذا والمشرع من فخذہ حتی یجی الذی لہ الکل وایاہ تنتظر الامم + پس الذی لہ الکل لفظ شیلوہ کا ترجمہ ہے اور یہہ ترجمہ یونانی ترجمہ کی موافق ہے اور ایک عربی ترجمہ مین جو سنہ ۱۸۱۱ مین چہپا ہی اوسمین یون ہی (فلا یزال القضیب من یہوذا والرسم من تحت امرہ الی ان یجی الذی ہو لہ والیہ یجتمع الشعوب +) اور اردو کے ترجمہ مین جو سنہ ۱۸۳۵ مین چہپا تہا لفظ شیلا ہی پس اصل مین لفظ شیلوہ ایک شخص مشہور کا نام تہا مترجمون نے اوسکا اپنی اپنی رای کی موافق ترجمہ کردیا از انجملہ یہہ ہے ترجمہ عربی سفر خروج مطبوعہ سنہ ۱۶۲۵ و سنہ ۱۸۴۴ کے تیسرے باب کی چودہوین آیت مین یون ہی (فقال اللہ لموسی اہیہ اشر اہیہ +) اور دوسرے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ مین یون ہی (فقال لہ الاول الذی لا یزال) + پس لفظ اہیہ اشر اہیہ بمنزلہ اسم ذات کی ہے اوسکا ترجمہ الاول الذی لا یزال کردیا از انجملہ یہہ ہی ترجمہ عربی سفر خروج مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ کے آٹہوین باب کی گیارہوین آیت مین اسطرح ہے + فتبقی فی النہر فقط + اور دوسرے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ مین اسطرح پر ہی + (تبقی فی النیل) + دیکہیے نیل ایک دریا کا نام ہے جو مصر کے بیچ بہتا ہی اوسکا ترجمہ نہر کیا حالانکہ نہر کا لفظ سب دریاؤن کو شامل ہی از انجملہ یہہ ہے ترجمہ عربی کتاب یوشع مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ کے دسوین باب کے

تیرھوین آیت مین اسطرح سے ہی ۔ (الیس ھذا مکتوبا فی سفر الابرار) ۔ اور دوسرے ترجمہ عربی
مطبوعہ ۱۸۱۱ء مین سفر الابرار کی جا سفر المستقیم ہی اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۹ء مین لفظ ابرار
اور مستقیم کی جا لفظ یاصار ہے اور دوسرے ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء مین لفظ یاشر کی
اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۸۲۵ء مین لفظ باشاہی پس اصل مین باشیا یاصار یا یاشر کتاب
کے مصنف کا نام ہے مترجمون نے اوسکو اپنی اپنی رای سے ابرار اور مستقیم کے ساتھ
ترجمہ کر دیا اور انجملہ یہہ ہے کہ باب اول انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۴۴ء مین یون ہے (فقد وجدنا
مسیا الذی نادیہ المسیح) اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۱۶ء مین اس طرح پر ہے (یا مسیح را کہ
ترجمہ آنرا کرستوس میباشد یافتیم) اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۸۳۹ء مین اصل لفظ خرستہ اور مسیح
اوسکا ترجمہ قرار دیا ہے ۔ اب یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اصل نام مسیا ہی یا مسیح ہے یا خرستہ
ہے عربی ترجمہ سے اصل مسیا معلوم ہوتا ہے اور مسیح اوسکا ترجمہ اور ترجمہ فارسی سے اصل
مسیح اور کرستوس ترجمہ ظاہر ہوتا ہے اور اردو سے اصل خرستہ اور ترجمہ مسیح سمجھا جاتا ہی
دیکھو نام کا اسطرح پر ترجمہ کیا کہ معلوم نہین کہ اصل کیا ہے اور ترجمہ کونسا ہے پس اگر اہل کتاب
نے اسیطرح جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا یہی ترجمہ کر دیا اور اوسکو متبین اور
دلیل سے بدلدیا ہو تو کچھہ بعید نہین کیونکہ بعض اہل کتاب زمانہ سابق مین حضرت کا نام انجیل و
توراۃ مین لکھا دیکھکر ایمان لائے تھی اخر مفتھم پولس نصاری کی نزدیک اگرچہ حواریون کے
مرتبہ مین ہے اور اہل تشیع اوسکو اپنا بزرگ اور پیشوا سمجھتے ہین لیکن حقیقت مین وہ عیسی علیہ
السلام کا دشمن اور دین عیسائی کا خراب کرنیوالا تھا اوسنی حرام چیزون کو حلال کر دیا
اوسنی خنزیر اور شراب نصارے کی لئے مباح کر دی اول مین وہ دین عیسائی کا
نہایت دشمن تھا بہت عیسائیون کو اوسنی قتل کیا آخر اس فریب سی مارا کہ ظاہر مین اپنی انکو عیسائے
مشہور کیا سو اوسکی موت مین نصارے آگئی لہذا انکے نزدیک اوسکی اقوالکا کچھہ اعتبار نہین ہی اور اوسکے
تاویلات واجب الرد ہین جب یہہ امور ثابت ہو چکی تو ہم کہتی ہین کہ باوجود تحریف اور تبدیل کی انمین

توراۃ و انجیل مین بہت سی ایسی خبرین ہین کہ جنسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے
سو اونمین سی چند خبرین نقل کرتا ہون بشارت پہلی توراۃ کی باب استثنا مین اللہ تعالے کا کلام اسطرح
منقول ہی + مین ان کی لئی اُنکی بہائیون مین سی تجہسا ایک نبی برپا کرونگا + اور اپنا کلام اوس کی مین مین
ڈالونگا + اور جو کچہہ مین اوسی فرماؤنگا وہ سب اونسی کہیگا + اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو
جنہین وہ میرا نام لیکی کہیگا نہ سنی گا تو مین اوسکا حساب اوس سی لونگا + لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی
کری کہ کوئی بات میری نام سی کہی جس کی کہنیکا مینی اوسکو حکم نہین دیا یا اور معبودون کی نام سی کہی تو
وہ نبی قتل کیا جاویگا + پس یہہ بشارت نہ تو عیسی علیہ السلام کی لئے ہے جیسا کہ نصاری کہتی ہین نہ
یوشع علیہ السلام کی لئے ہی جیسا کہ یہود کہتی ہین بلکہ یہہ خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہی چند وجہہ
سی **وجہہ اول** امر ذیل مین ثابت ہوجیگا ہے کہ حضرت یحیی اور عیسی علیہما السلام کی زمانہ مین ہی جو
آخر زمانہ تہا اس نبی کا کہ جسکی یہہ بشارت ہی انتظار رہتا اور اوسوقت کی علماء یہود اس نبی کے
منتظر تہے پس نہ اس سی عیسی مراد ہین نہ یوشع علیہما السلام کیونکہ یہہ اونسی بہی پہلی تہی **وجہہ دوم** اس
بشارت مین اللہ تعالے موسی علیہ السلام سی فرماتا ہے کہ تیری مانند نبی برپا کرونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ حضرت
موسی کی مانند نہ تو یوشع ہین نہ عیسی ہین کیونکہ یہہ دونو نبی اسرائیل مین سی ہین اور توراۃ کی باب استثنا
مین یہہ لکہا ہی کہ بنی اسرائیل مین کوئی نبی موسی کی مثل نہین ہوا دوسرے موسی علیہ السلام کو شریعت
جدید عطا ہوئی تہی وہ کسی اور نبی کی شریعت کی تابع نہ تہی اور یوشع علیہ السلام حضرت موسی کی شریعت
کے تابع تہی نہ اُنکی اوپر کوئی نئی کتاب نازل ہوئی تہی نہ اونکی شریعت جدید تہی پس وہ موسی کی مانند
ہرگز نہین ہو سکتے اور عیسی علیہ السلام نصاری کی اعتقاد کے موجب خدا کی بیٹی اور خود خدا ہی اور
آدمی نہی پس خدا کی بیٹی مین اور آدمی مین ہرگز مماثلت نہین پائی جاتی تیسرے عیسی بقول نصاری
ملعون ہوی اور پہانسی دیئے گئی اور بعد مرنیکی دوزخ مین بہی داخل ہوی چنانچہ اہل تثلیث کے
عقائد مین اسکی تصریح ہے اور موسی مین یہہ اوصاف ہرگز نہین پائی گئی چوتہی موسی کو ایسی شریعت
ملی تہی کہ جس مین تعزیرات اور حدود اور غسل اور طہارت اور کہانی چیزون کی حرام

بشارت پہلی

وجہہ دوم

حلال ہونیکی احکام سے تھے اور عیسے علیہ السلام کی شریعت مین یہہ بات ہرگز نہین پائی جاتی ہے جیسا کہ اونکی انجیل متداول سے صاف ظاہر ہی اور موسی علیہ السلام احکام جاری کرنی پر قادر تھی بخلاف عیسی علیہ السلام کے کہ اونکو یہہ قدرت نہ تھی پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین اور موسے علیہ السلام مین خوب مماثلت تامہ پائی جاتی ہی جسطرح حضرت موسی کی شریعت مین حرام وحلال کے احکام ہین وہی ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مین ہین جسطرح موسی نی بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت سی نکالکر عزت دی اور راہ راست دکھائی اسیطرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو فارس اور روم کی قید سی نکالکر موحد بنایا اور مہذب اور شائستہ کردیا اور جسطرح موسی علیہ السلام ان تھی بیوی بچی رکھتی تھی ان باپ سی پیدا ہوئی ہی اسیطرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی علی ہذا القیاس ہر امر مین ان دونون پیغمبرون مین جیسی مماثلت پائی جاتی ہی کسی مین نہین پائی جاتی جو شخص دونون کی شریعت اور حالت سی واقف ہی وہ اس امر کو خوب جانتا ہی اور اسی لئی قرآن مین اللہ تعالے فرماتا ہی انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

وجہہ سوم اس بشارت مین سب بنی اسرائیل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انکی بہائیون مین تجھا نبی برپا کرونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل کی بہائے بنی اسرائیل کے غیر ہونی چاہئین جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین داخل ہون کیونکہ عرف مین جب کوئی شخص کسی قوم سی خطاب کرکے مثلاً یون کہی کہ تمہارے بہائی آئی ہین تو اوسقوم مخاطب کے غیر لوگ سمجھی جایا کرتے ہین بنابرعلیہ بنی اسرائیل کی غیر لوگون مین یہہ نبی ہونا چاہیی جو ابراہیم علیہ السلام کے اولاد مین داخل ہو کیونکہ تورات مین اسحاق علیہ السلام کی سوا اور کسی بیٹی کو ابراہیم کی اولاد مین سی نہین اسماعیل علیہ السلام کی برکت کا وعدہ نہین کیا ہے تورات کی باب پیدائش مین یون ہی۔ اور اسمٰعیل کی حق مین یہنی تیری سنی ۔ دیکھہ مین اوسی برکت دونگا اور اوسی برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑھاؤنگا اور اوس سی بارہ سردار پیدا ہونگی ۔ پس ضرور ہے کہ یہہ شخص اسمٰعیل کے اولاد سی ہو اور بنی اسرائیل کی بہائیون سی وہان بنی اسماعیل ہی مراد ہون اور یہہ ظاہر ہی کہ بنی اسمٰعیل

مین سے سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور کوئی ایسا نبی نہین ہوا ہی وجہ چہارم اس
بشارت مین یون فرمایا ہے کہ اپنا کلام اوسکی منہ مین ڈالونگا یعنے توریت وزبور وغیرہ کتاب
کے مانند لکھی ہوئی کتاب اوسکی اوپر نہ اتریگی بلکہ فرشتہ اگر اوسکی روبرو پڑہے گا وہ نبی
امی ہوگا اوس سے سنکر یاد کریگا اور لوگون کو اپنی منہ سے پڑہکر سنائیگا پس یہہ بات
بہی سوائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی نبی مین نہین پائی جاتی خصوص یوشع
علیہ السلام پڑہے ہوئی تہے سو وہ کسی طرح اس خبر سے مراد نہین ہوسکتی ہین وجہ پنجم
اس بشارت مین اس نبی کے اعزاز واکرام کے لئی یون فرمایا کہ جو شخص اوس نبی کے
سخن کو نہ مانیگا تو مین اوسی سزا دونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ سزا اسی خاص عذاب آخرت ہے
مراد نہین کیونکہ اسمین کسی نبی کی خصوصیت نہین بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب
اخروی ہوگا بلکہ اس سے مراد دنیا کی سزا ہے کہ اس نبی کے منکرون کو جہاد و
قتال سے زیر کرونگا اور محکوم وذلیل بنا دون گا سو یہہ بات نہ یوشع علیہ السلام کو حاصل
تہی نہ عیسی علیہ السلام کو البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہی پس اس بشارت سی وہی
مراد ہین **وجہ ششم** اس بشارت مین تصریح ہے کہ یہہ نبی اگر کوئی بات
اپنے طرف سے کہے گا تو قتل کیا جاوی گا اور یہہ ظاہر ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بعد دعوے نبوت کے قتل نہین کئے گئے بلکہ ہر روز ان کے شان وشوکت زیادہ ہوتے
گئی پس اگر حضرت وہ نبی نہ ہوتے تو موجب وعدہ خدا کے قتل کئے جاتی عیسے علیہ
السلام نصاری کے اعتقاد مین قتل کئے گئے ہین پس اگر یہہ بشارت اون کے لئے
قرار دیجاوے تو اون کا جہوٹا نبی ہونا لازم آوے جیسا کہ یہود کہتے ہین والعیاذ باللہ تعالے

**بشارت دوسری** توراۃ کے کتاب استثنا مین یون ہے ۔ اونہون
نے اس کے سبب سے جو غیرت نہین مجہے غیرت دلائے اور اپنی واہیات باتون سے
مجہے غصہ دلایا + سو مین بہی اونہین اوس سے جو گروہ نہین غیرت مین ڈالونگا

اور ایک بی عقل قوم سے انہین خفا کرونگا + پس گروہ بی عقل اور جاہل سے مراد عرب ہین کیون کہ شام جہانسے جاہل یہی لوگ تہے انکے ہان نہ علوم عقلیہ تہی نہ نقلیہ لکہنا پڑہنا بہی نہ جانتی تہی اور بتون کے عبادت کے سوا اور کچہ نہ پہچانتی تہے خصوص یہود کے نزدیک نہایت حقیر اور ذلیل تہی کہ وہ اون کو ہاجرہ لونڈی کے اولاد سمجہتی تہے پس مطلب اس آیت کا یہہ ہے کہ بنی اسرائیل نے جہوٹے معبودون اور حقیر چیزون کی عبادت کرکے جسطرح مجہی خفا کیا اور غیرت دلائی ہے اسیطرح مین بہی ایک نہایت حقیر اور جاہل قوم کو کہ وہ عرب ہین عزت اور شرف دونگا اور علم و معرفت دیکر بنے اسرائیل کو جلاؤن گا اور غیرت دلاون گا سو اللہ تعالے نے وہ وعدہ پورا کیا کہ عرب مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے بہیجا پہر اونہون نے عزت دین و دنیا عرب کو بخشی یہود کو اون کے ہاتہہ سے قتل کرایا روم و شام پر ان کمزور اور کمبل پوش عربون کا قبضہ کرادیا کما قال اللہ تعالے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ عیسے علیہ السلام اور یشوع علیہ السلام کی قوم جاہل اور حقیر نہ تہے اور نہ اون سے بنی اسرائیل کو غیرت دلائی گئی ہے پس سوائے قوم عرب کے اور کسے پر یہہ خبر صادق نہین آتی ہے **بشارت تیسرے** توراۃ کی باب استثنا مین یہہ ہی — اور اوس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اونپر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ساتہہ ہزارون پاک لوگ ہون گی اور اوسکے داہنے ہاتہہ آتشی شریعت ہوگے + پہاڑ سیناسی آنا رب کا یہہ تہا کہ اوسنے وہان موسے کو توراۃ دی اور کوہ شعیر پر طلوع ہونیسی مراد ہے عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کو انجیل دینا کہ اس پہاڑ پر اون کو یہہ کتاب ملی اور فاران مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے کہ وہان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تنہائی مین عبادت کیا کرتے تہی اور وہان ہی حضرت پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا تہا

پس کوہ فاران سے خدا کی جلوہ گر ہونے سے قرآن نازل ہونا مراد ہے کہ حضرت پر وان اوتارا اور مواقق دعدہ کے ہزارون صحابہ باک اور قدوس حضرت کی ساتھ تھی اور آتشی شریعت بھی حضرت کے ہاتھہ پر تھی آتشی شریعت سی مراد سختی احکام ہی سو شرکون اور رہزنون اور حرام کارون اور چور بدمعاشون کی لئی اس شریعت مین نہایت سخت احکام ہین بخلاف شریعت عیسی علیہ السلام کی کہ اونکی شریعت مین ایسے احکام نہین ہین نہ زناکار کی لئی رجم ہے نہ چور کے لئی ہاتھہ کاٹنا ہے نہ قزاق کی لئی قتل اور قطع اعضا ہے علی ہذا القیاس اور یہہ بات کہ فاران مکہ کے پہاڑ کا نام ہین توریت کی باب تکوین سے ثابت ہی کہ اسماعیل علیہ السلام کی نسبت یون فرمایا ہی - اور وہ فاران کے بیابان مین رہا + اور یہہ متفق علیہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام مکہ کی بیابان مین رہا کرتی تھے اور وہان ہی اونہون نے پرورش پائی تھی اب اگر کوئی منکر اس بشارت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرار نہ دے تو وہ بتلائی کہ مکہ کی بیابان سی خدا کبونکر جلوہ گر ہوا اور کسکی ساتھہ ہزارہا لوگ تھی اور کسکی ہاتھہ پر سخت شریعت تھی **بشارت چوتھی** توریت کی باب تکوین مین یہہ ہے یہود اسی ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حکم اوسکی پاؤن کی درمیان سی جاتا رہیگا جب تک کہ شیلا نہ آوی اور قومین اوسکی پاس اکٹھی ہون + پس شیلا سی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اگرچہ اسکی ترجمہ مین اہل کتاب کا بہت اختلاف ہے جیسا کہ امر ششم مین بیان ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک یہود مین نبوت و حکومت رہی بعد اسکی آجتک جہان کہین یہود ہین غیر لوگون کی زیر حکومت ہین اکثر یہود اہل اسلام کی رعیت ہین کچھہ اور لوگون کی ہین لیکن کہین اپنی حکومت سی نہین پائی جاتی ہین پس یہہ بشارت سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق ہی نہین آتی نہ یوشع پر نہ عیسے پر کیونکہ انکی عہد تک اور بعد انکی یہود اپنی نبوت اور حکومت سے تھی کسیکی رعیت نہ تھی اور دوسرے یہہ عبارت کہ اوسکے پاس قومین اکٹھی ہون گی صاف دلالت کرتے ہے کہ اس سی مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ قومین اور مختلف لوگ حضرت ہی کی دین مین آتی ہین اور حضرت ہی کی پاس مجتمع ہوی ہین **بشارت پانچوین** ۵ ہم زبور مین یون ہے - میرے دلمین اچھا مضمون

جوشش مارتا ہے + مین اُن چیزون کو جو مینی بادشاہ کی حق مین بنایا ہی بیان کرتا ہون + میرے
زبان ماہر لکھنی والیکا قلم ہے + تو حسن مین بنی آدم سی کہین زیادہ ہے + تیرے ہونٹون مین
لطف ڈالا گیا ہے + اسی لئی خدا نے تجھکو ابتک مبارک کیا + اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت
اور بزرگی ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا + اور اپنی بزرگواری سی سوار ہو اور سچائی اور
ملائمت اور صداقت کیواسطی اقبالمندی سے آگی بڑھ + تیرا داہنا ہاتھ تجھکو بہت مہیب کام
سکھلا دیگا + تیرے تیر تیز ہین + لوگ تیری نیچی گرتے پڑتے ہین وہ بادشاہ کی دشمنون کے
دل مین لگ جاتی ہین + تیرا تخت اے خدا ونما ابدالآباد ہے + تیرا سلطنت کا عصا راستی
کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے + اس سبب خدا نی تجھکو
خوشی کی تیل سی تیرے مصاحبون سی زیادہ مسح کیا + تیرے ساری لباس سی مُر اور
عود اور سلیخہ کے خوشبو آتی ہی کہ جنکی ہاتھی دانت کی محلون کی درمیان اونہین تجھکو خوش
کیا ہے + ۹ بادشاہونکی بیٹیان تیرے عزت والیون مین ہین ملکہ اوفیر کے سونی سی اراستہ
ہوکے تیری داہنی ہاتھہ کھڑے ہی + ۱۰ آیت ہین ہے - تیرے بیٹی ..... باپ دادونکے
قائمقام ہون گے تو انہین تمام زمین کے سردار مقرر کریگا + ۱۷ مین تیرے نیشون کو تیرا نام
یاد دلاونگا پس سارے لوگ ابدالآباد تیرے ستایش کرینگی انہی تمام اہل کتاب کی نزدیک یہہ
بات مسلم ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسی نبی کی بشارت دیتی ہین جو اونکی بعد ان صفاتے
موصوف ہوکر ظاہر ہوگا پس یہود کی نزدیک تو ابتک کوئی نبی ان صفات کا بعد داؤد کے
ظاہر نہین ہوا ہے اور نصاری کی نزدیک اس بشارت سی عیسی علیہ السلام مراد ہین اور
اہل اسلام کی نزدیک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور حق یہی ہی کہ یہہ
بشارت حضرت ہی کیواسطے ہی کیونکہ اس بشارت مین اوس نبی کی لئی چند اوصاف بیان
کئے ہین سو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سب پائی جاتے ہین اور عیسے علیہ السلام مین ہرگز
نہین پائی جاتی ہین سو بالضرور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصداق ہین اور وہ اوصاف

یہہ ہین - حسین ہونا - قوی ہونا - افصل البشر ہونا - فصیح ہونا - تلوار بند ہونا - مبارک الی الدہر ہونا - تیر انداز ہونا - خلق کا آپکی تابع ہونا - کپڑون سے خوشبو کا آنا - بادشاہون کے بیٹیون کا اُن کے گہرانے مین آنا - اُسکے اولاد کا بجائی اپنی باپ کی رئیس اور حاکم ہونا ہر جگہہ اُسکا نام مذکور ہونا - ہدایا کا آنا - ابدالآباد اُس کا ذکر خیر جاری رہنا - سو حسن صورت حضرت کا ایسا تہا کہ ابیرہ رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چہرۂ مبارک سی کوئی چیز خوب صورت نہین دیکہی گویا آفتاب آپ کی چہرۂ مبارک مین پہرتا ہے اور جب ہنستی تہے تو دیوار تک آپکی دانتونسی روشن ہوجاتی تہی اور بہت سے صحابہ سے ایسا ہی منقول ہے - اور آپکی قوت کا یہہ حال تہا کہ ایک شخص رُکانہ نام قوت مین اپنا نظیر نرکہتا تہا ایکروز حضرت سے جنگل مین ملا اور کہنی لگا اگر تو مجھے کشتی مین مغلوب کردی تو جانون کہ تم نے برحق ہو سو حضرت نے اُسکو پچہاڑ دیا دوبارہ پہر لڑا پہر پچہاڑا رُکانہ نے تعجب کیا حضرت نی فرمایا یہہ کیا تعجب کی بات ہے اگر تو اللہ پر ایمان لاوے اور مجھی سچا رسول سمجہے تو مین درخت کو بلاؤن سو حضرت نے ایک درخت کو بلایا اور وہ آپکے سامنی کہڑا ہوکر آپکی رسالت کی گواہی دینی لگا پہر کہا کہ اے درخت پہر جا وہ وہین چلا گیا افضل البشر ہونی پر آپکی نبوت عامہ دلیل ہے اور فصاحت آپکی اظہر من الشمس دابین من الامس ہے اور تلوار باندہنا اور جہاد کرنا یہہ آپکا مسلم الثبوت ہے اور مبارک ہونا بہی آپ کا ظاہر ہے کہ مشرق اور مغرب مین لاکہون مسلمان پنج وقتا نماز مین اور نماز کے بعد حضرت پر درود بہیجتے ہین اور آپکے لئے برکت مانگتی ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ تیر اندازی کل بنی اسمعیل کا شیوہ ہے خصوص ہماری حضرت کا کہ ہر جنگ مین آپکی پاس تیر و کمان رہتی تہے اور اکثر معرکون مین تیر سے حضرت کو فتح حاصل ہوئی ہے اور خلق بہی آپکی تابع ہوگئی تہی چنانچہ گروہ کی گروہ آتی تہی اور اسلام لاتی تہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ

الناس یلوذون بی یبرکۃ اللہ تعالیٰ اور آپکے کپڑون سے خوشبو بہی آیا کرتی تہی یہانتک کہ حضرت کا پسینہ
ایک عورت نی جمع کرکے ایک دولہن کو ملا تہا کئی پشتون تک اسکی اولاد سی خوشبو آتی رہی اور
قرن اول مین بادشاہونکی بیٹیون نی آپکی ذریات کی خدمت کی ہے چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ
عنہ کی گہر مین شہر بانو بنت یزدجرد کسری فارس کی بیٹی تہی اور ہدایا بہی آپکی پاس آیا کرتی تہی چنانچہ منوچہر
شاہ قبط نی حضرت کی خدمت مین تین لونڈیان اور ایک غلام بہیجا اور ایک خچر شہبا اور ایک گدہا شہب اور ایک
گہوڑا اور کچہہ کپڑی ہدیہ بہیجی تہی اور آپکی بعد آپکی اولاد مین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوی ہین اور بعد اونکے
ایران و ہین و ہند و سندہ وغیرہ ملکون مین تا تک حضرت کی ذریت مین سی حاکم اور فرمانروا ہی ہین اور اونکے
بعد آپکی اولاد مین سی سردار ہوی ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کی قریب امام مہدی رضی اللہ عنہ جو حضرت کے
اولاد مین سی ہونگی تمام روی زمین کی حاکم ہونگی اور ذکر خیر بہی آپکا ابدالآباد جاری رہیگا چنانچہ ہر ملک
مین پانچ وقت موذن آواز بلند اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتا ہی اور اوقات غیر محصورہ مین
مصلے حضرت پر درود بہیجتے ہین اور علماء و فضلاء مجالس وعظ مین آپکی محامد بیان کیا کرتے ہین اور
سلاطین اور بڑے بڑے بادشاہ آپکی روضہ مبارک کی خاک پر سر رگڑتے ہین لیکن یہہ بشارت عیسی
علیہ السلام پر ہرگز ہرگز صادق نہین آتی کیونکہ کتاب اشعیاہ کے ترپنویں باب کو نصاریٰ عیسے علیہ السلام کے بشارت
قرار دیتی ہین حالانکہ اوس کتاب مین اونکی نسبت یون لکہا ہی کہ وہ نہایت بدشکل تہی اور وہ آدمیون غیز
بہی نہایت ذلیل و حقیر تہی + سو یہہ اوصاف اون اوصاف کی جو زبور مین نبی عشر کی لئی مذکور ہین برخلاف
اور ضد ہین کیونکہ عیسی علیہ السلام نہ تو ایسے تہی کبہی اونہون نی تیر اندازی کی ہی نہ اونکی لئی جورو تہی کہ اوسکو
کسے بادشاہ کی بیٹی قرار دیتی نہ اونکی اولاد ہوئی کہ وہ باپ اونکی قائمقام ہوکر حکومت کرتے عیسی علیہ السلام کے
پاس ہدایا کا آنا خلق کا اونکی تابعدار ہونا تو درکنار بقول نصاریٰ اونکو سیری کچہہ عزت ہی نہ تہی بلکہ یہودی اونکو
بڑی ذلت سی پہانسی دیا بشارت چہٹی انجیل متی کی تیسرے باب مین یون لکہا ہی اون دنونمین یوحنا
بپتسمہ دینی والا یہودیہ کے بیابان مین ظاہر ہوکے منادی کرنے اور یہہ کہتی لگا + توبہ کرو کیونکہ آسمان کے
بادشاہت نزدیک ہی + اور اسی انجیل کے چوتہی باب مین یون ہی + جب یسوع نی سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا

ت جلیل کو جلا گیا + ۱۷ اور اسی وقت سے عیسیٰ نے منادی کرنی اور یہہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ
آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی + ۲۳ اور عیسیٰ جلیل کی عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور آسمانی بادشاہت
کی خوشخبری سناتا پھرتا + اور اسی انجیل کے دسویں باب میں یوں ہی کہ عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو
یہہ تعلیم کی + ۷ - اور جاتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی +
پس ظاہر ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور انکی حواریین و شاگرد سب کے سب آسمانی
بادشاہت کی آمد کی خبر دیتے تھے اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ یہہ بادشاہت جسطرح کہ یحییٰ علیہ السلام کے
عہد تک ظاہر نہ ہوئی تھی اسیطرح سے عیسیٰ علیہ السلام اور انکی حواریوں کے عہد میں بھی ظاہر نہ ہوئی
تھی سو اب ہم کہتے ہیں کہ اس آسمانی بادشاہت سے کہ جسکی عیسیٰ علیہ السلام اور انکی حواری
منتظر تھے ہماری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مراد ہے کیونکہ آسمانی بادشاہت کے
یہی معنی ہیں کہ کسی نبی پر آسمان سے کتاب کہ جس میں سب قسم کے احکام ہوں بڑی زور اور شوکت
سے نازل ہو کہ وہ نبی بزور شمشیر سرکشوں کو ان احکام پر چلاوے اور جو انہیں نہ مانے اوسے
سزا دیوے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ یہہ کہ فقط بادشاہت و نبوی ہو جیسا کہ
سلاطین کو حاصل ہوتی ہے اور نہ یہہ کہ فقط احکام آسمانی مکنت اور عاجزی کی طور پر کسی
نبی پر اوتاری جاویں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھے بلکہ دونوں چیزیں مجتمع ہوں
کہ احکام آسمانی بھی ہوں اور بادشاہت اور حکومت کی طور سے بھی ہوں اور اسی لیے
یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام لوگوں کو اس بادشاہت سے ڈراتے اور توبہ کراتے تھے کہ اب وقت
ہے راستی اختیار کر لو بدی چھوڑ دو ورنہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم عنقریب ظاہر ہونیوالے ہیں وہ
تمکو خوب سزا دینگے سو ایسا ہی ہوا بعض نصاریٰ بے انصافی سے آسمانی بادشاہت کے
معنی عیسیٰ کی شریعت کا شائع ہونا مراد لیتے ہیں سو یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسی انجیل کی کتابوں میں عیسیٰ اس
کے نسبت ایکقوم سے یوں فرماتے ہیں کہ یہہ سلطنت تم سے لیجاوے گی اور ایک قوم کو جو اسکا میوہ لاوے دیجاوے گی
اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت سے خود طریقہ آسمانی مراد ہے نہ اسکا شائع ہونا اور ظاہر ہونا کیونکہ شیوع اور ظہور اسکا

ایک قوم سی لیکر دوسرے کو دے جانے کے کچھ معنی نہین تو دوم تمہاری سلطنت کی کوئی بات
شریعت عیسوی مین نہین پائی جاتی ہے تاکہ اسکا ظہور قرار دیا جاوی کیونکہ اول تو اس شریعت
مین احکام سیاست اور حلت وحرمت نہین ہین جیسا کہ اناجیل متداولہ کی مطالعہ سی خوب ظاہر
ہوتا ہے بلکہ تورات کی احکام کو بھی پولوس نے کہ جو بزعم نصاریٰ رکن شریعت عیسوی تھا
منسوخ کردالا تو دوم اگر یہہ بھی تسلیم کرلیا جاوی کہ اونکی ہان احکام سیاست اور حلت وحرمت
ہین تو وہ آج تک عیسی علیہ السلام کے عہد سے کبھی جاری نہ کی گئی نہ حواریون کی عہد مین نہ خود عیسے
علیہ السلام کی زمانہ مین کبھی کسی زانی کو یا چور کو یا قزاق کو سزا دی گئی پھر اوسکا شروع کب ہوگا
اگر نصاریٰ کی حکومت اور شوکت کو شیوع شریعت عیسوی قرار دیا جاوی تو اس زمانہ سی تا
کبھی نصاریٰ کو شوکت وحکومت حاصل نہین ہوی پس اب بھی احکام آسمانی کہین جاری ہوے
نہین دکھلائی دئی ہان پارلیمنٹ اور کمیٹیون کے احکام جاری ہین البتہ شریعت محمدیہ علے
صاحبہا السلام مین یہہ سب باتین پائی جاتی ہین صاحب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد
مین اور اونکی بعد اونکی صحابہ کی زمانہ مین پھر تابعین وتبع تابعین کے دور مین بلکہ زمانہ حال تک
خوب آسمانی احکام جاری رہے خدا کی دشمنون کو کہ وہ کافر اور مشرک ہین خوب سزائین دی گئین
اور اونکی لئی سزا کے قوانین نازل ہوکر اونپر خوب عمل ہوا کہ اونکو غلام بنایا گیا اور اونکے مال و
اسباب کو ضبط کرکے خدای خزانہ مین جسکو بیت المال کہتی ہین جمع کردیا گیا خاص بلا غرض جبکے
فوجین طیار ہوکر خدا کے دشمنون سی مقابل ہوئین پھر اونکی توبہ سے اونکو حسب قانون
آسمانی معاف کردیا گیا چور اور قزاقون کو سزائین ملین ہاتھ کاٹے گئے گردنین ماری گئین زناکار پتھر
رجم ہوا درے ماری گئی خزانہ الہی یعنی بیت المال مین سے خدا کی بیکسون کی اور یتیمون اور
فرومانده ون کی دستگیری کی گئی منصف آنکھ کھول کر دیکھ لے کہ آسمانی بادشاہت کا مصداق
شریعت محمدیہ کی سوا اور نہین ہوسکتی + بشارت ساتوین اسی انجیل کے اکیسوین باب
مین یون لکھا ہے - ۴۳ - یسوع نے انہین کہا کیا تمنے نوشتون مین کبھی نہین پڑھا کہ جس پتھر

کو رد اج گیرون نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا ہے۔ خداوند کیطرف سی ہی ہمارے
اور تمہاری نظرون مین عجیب + اسی لئے مین تمسی کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تمسے
لیجاوینگی اور ایک قوم کو جو اس کا میوہ لاوی دیجاوینگی + جو اس پتہر پر گریگا چورا ہوجاویگا
پر جسپر وہ پتہر گریگا اوسی پیس ڈالیگا انتہے آسمانی سلطنت کا ایک میوہ لانیوالی قوم کو دیا جانا
سب پر صادق آتا ہی اور اوسکی بعد صاحب سلطنت کی مثال نا پسند پتہر کے ساتھہ دینا اور انجام کا
کونیکا سرا ہونا اور لوگونکی نظرون مین اسکا عجیب معلوم ہونا پتہر مین یہ وصف ہونا کہ جو اوسپر گریگا چورا ہوجاویگا
اور جسپر وہ پڑیگا چورا کر ڈالیگا خاص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ
قوم عرب تمام قومون کے نزدیک ذلیل و خوار تہی علوم و فنون کا انمین نام و نشان نہ تہا یہود و
نصارے بسبب اپنی علم و ہنر کے اور یہی اہل عرب کو حقیر اور ذلیل جانتی تہے اور عرب مین
بالخصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی لوگون کی نزدیک ناپسند تہی کیونکہ نہ اون کی پاس
مال و اسباب دنیوی تہا نہ کبہی اون کا کوئی باپ دادا بادشاہ ہوا تہا نہ حضرت کے والدین
حیات تہی پس گویا حضرت ناپسند پتہر کے مانند تہی اور لوگونکی نزدیک آپکا تمام جہان کے لئی
رسول ہونا عجیب تہا پہر آپ کو اللہ نے کونیکا سرا بنایا یعنی خاتم النبیین کر دیا پہر آپ پر جو گرا چورا
ہوگیا بدر کے دن قریش کہ آپ پر گرے سب کو حضرت نی چورا کر دیا علے ہذا القیاس اور جسپر
حضرت جا گرے اوسکو بہی چورا کر ڈالا فتح مکہ مین اہل مکہ کو اور اوس سی پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور
اپکی بعد صحابہ ایران و روم وغیرہ بڑے بڑی ملکون پر گرے سب کو اونہون نی چورا کر دیا چند روز
مین اقطار الارض مین دین پہیل گیا پس یہہ بشارت بجز حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کسی پر صادق نہین آتی خاص کر عیسے علیہ السلام پر تو کسی طرح صادق نہین آتی کیون کہ
اول تو عیسے علیہ السلام کسی اور کی نسبت یہہ فرماتے ہین جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے
دوسرے نہ تو حضرت عیسی علیہ السلام ناپسند پتہر کے مانند تہے اسلئی کہ بنی اسرائیل مین سے
خاص داؤد علیہ السلام کے نسل مین سی تہی کہ جو تمام بنی اسرائیل مین معظم و مکرم سمجہے

اور نہ عیسی علیہ السلام کو نیکا سر اہوے کہ جس سی مراد خاتم النبیین ہونا ہی کیونکہ یہ پہلی ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خاتم النبیین نہ تھے اور نہ عیسی علیہ السلام پر گر کے کوئی چور ہوا چنانچہ یہود نے جیسی کیا کچھ کیا اور کسطرح سے آپ گرے کہ آپکو بقول نصاری چور اکر دیا لیکن اُنکا کچھ بھی ضرر نہوا اور نہ عیسی علیہ السلام نی کسیکو گر کے چور کیا **بشارت آٹھوین** یہہ بشارت انجیل یوحنا کے چودھوین باب مین ہے عربی ترجمہ سی کہ ۱۸۳۱ء اور ۱۸۲۱ء اور ۱۸۴۴ء عیسوی مین شہر لندن مین چھپا تہا نقل کرتا ہون ۔ عیسے علی نبینا وعلیہ السلام اپنی حواریون سی یون فرماتے ہین ۔ اگر تم مجھے دوست رکھتی ہو تو میرے وصیتون کو یاد رکھو ۔ اور مین باپ سی مانگتا ہون وہ تمہین **فارقلیط** دیگا کہ ابتک تمہاری ساتھ رہے ۔ ۲۶ ۔ اور فارقلیط (یعنی روح القدس) جسے باپ میرے نام سی بہیجیگا وہی تمہین سب چیزین سکہلاوی گا ۔ اور سب باتین جو کچھہ کہ مینی تمہین کہین ہین یاد دلائے گا ۔ ۲۹ ۔ اور اب میںنے تمکو اسکے آنی سے پہلے خبر کردی تاکہ جب وہ آوے تب تم ایمان لاؤ ۔ بعد اسکے مین تم سے بہت کلام نکرونگا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہی اور مجھہ مین اسکے کوئی چیز نہین ہی ۔ ۱۵ باب انجیل یوحنا ۔ ۲۶ ۔ جب کہ وہ **فارقلیط** جسے مین تمہاری لئی باپ کی طرف سے بہیجون گا آوے گا تو وہ میرے لئی گواہی دے گا اور تم بہی گواہی دو گے ۔ ۱۶ باب ۸ آیت ۔ لیکن مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تمہارے لئی میرا جانا ہے بہتر ہے کیونکہ اگر مین نہ جاؤن گا تو **فارقلیط** تمہارے پاس نہ آوے گا پر اگر مین جاؤن گا تو مین اوسکو تم پاس بہیجدون گا اور وہ آنکر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دے گا ۔ ۹ ۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھہ پر ایمان نہین لائے ۔ ۱۲ ۔ میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر اب تم اُن کے برداشت نہین کر سکتی ۔ ۱۳ ۔ لیکن جب وہ **فارقلیط** آوے گا تو تمہین راہ حق بتلاوے گا کیونکہ وہ اپنے طرف سی نہ کہیگا بلکہ جو سنیگا سو کہیگا اور تمہین آیندہ کی خبرین دیگا ۔ ۱۴ ۔ اور وہ میری بزرگی

بیان کرے گا اسلئے کہ وہ میرے چیزین بآکو خبر کریگا + ۱۵ جو چیز یا بیان کی ہے سو وہ میرے
ہی اسی مین تسی ہے کہا کہ وہ میری چیزین بآکر تمہین خبر کرے گا انتہی + مقصد سی پہلی دو مقدمہ
بیان کرنا ہون تا کہ مقصد ظاہر ہو جاوے مقدمہ اولی پہلی ہم ثابت کر چکی ہین کہ اہل کتاب سلف سی خلف تک
تحریف کرتے چلی آئی ہین اور نام کا ترجمہ کیا کرتے ہین جیسا کہ اوپر بیان اسکا ہوا پس اصل عبرے
انجیل مین کہ جو عیسی علیہ السلام پر نازل ہوی تہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکہا
ہوا تہا اور خاص احمد کے نام سی بشارت مذکور تہی لیکن جب اوس کا اول ترجمہ یونانی زبان مین
ہوا تو حضرت کی اسم مبارک کا ترجمہ پیرکلوطوس کیا جسکے معنی احمد ہین کر دیا پھر جب یونانی زبان
سے عربی مین ترجمہ کیا تو اوسکا معرب فارقلیط بنایا چنانچہ ایک پادری صاحب اپنی ایک رسالہ مین
جو لفظ فارقلیط کے تحقیق مین اہون نی لکہا ہی اور ۱۲۶۳ ہجری مین کلکتہ مین چہپا ہنا لکہتے ہین
کہ یہہ لفظ فارقلیط یونانی لفظ سے معرب کیا گیا ہے پس اگر اسکی یونانی مین پارا کلی طوس اصل
قرار دیجاوی تو اسکے معنی معین اور وکیل کے ہین اور اگر کہین اصل پیرکلوطوس ہی تو اسکی معنی
محمد یا احمد کے قریب ہین پس جس عالم اہل اسلام نی اس بشارت سی استدلال کیا تو وہ اصل
پیرکلوطوس سمجہا کیونکہ اسکے معنی محمد یا احمد کے قریب ہین پس اوسنی دعوی کیا کہ عیسی علیہ السلام نے
محمد یا احمد کے خبر دی لیکن اصل پارا کلی طوس سے لفظ ہم کہتے ہین کہ اصل پیرکلوطوس ہے
یونانی خط مین بہت تشابہ ہی اوسکو پارا کلی طوس غلطی سی پڑہ لیا اور اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو ہم
اول انکی اکابر کے تحریف و تبدیل ثابت کر چکے ہین پس ایسی دیانت دار دشمنی یہہ کیا بعید ہی کہ پیرکلوطوس
کا پارا کلی طوس بنا دیوین اور قطع نظر اسکی یون بہی مدعا حاصل ہے کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر معین
اور وکیل ہونا بہی صادق ہے **مقدمہ دوم** ہمارے نبے صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ تک اہل کتاب
فارقلیط کے منتظر تہی چنانچہ بعض لوگون نے فارقلیط ہونیکا دعوی بہی کیا تہا اور بعض لوگون نے
اوسی انا بہی کہا چنانچہ **منٹس مسیحی** نے قرن ثانی مین دعوی کیا تہا کہ مین وہ فارقلیط نبی ہون
کہ جسکی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہی پس بہت سی عیسائی لوگ اوسپر ایمان لائے اور اوسکی تابع ہو گئے

چنانچہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کی تیسرے باب مین اوسکا اور اوسکی متبعین کا
حال لکھا ہے اور یہہ کتاب ۱۸۴۸ عیسوے مین چھپی ہی اور لب التواریخ کا مصنف کہ وہ بھی
عیسائی ہے لکھتا ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی یہود و نصاریٰ ایک نبی کی منتظر تھے
اسیوجہہ سی ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنکر ایمان
لایا اور کہا بلاشک یہہ وہی نبی ہین کہ جنکی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہے انجیل مین حالانکہ نجاشی عیسائی تھا
اور تورات و انجیل خوب جانتا تھا باوجود اسکے بادشاہ بھی تھا اوسکو اوسوقت آنحضرت علیہ السلام کا کچھہ
خوف و خطر نہ تھا اور ایسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے حضرت کی نبوت کا اقرار کیا اور بہت سی ہدایا کے
حضور مین روانہ کیے اور یہہ بادشاہ عیسائے تورات و انجیل کا بڑا عالم تھا اور جابر و بن العلار جو اپنے
قوم نصاریٰ مین بڑا عالم تھا حضرت پر ایمان لایا اور کہا کہ بیشک تمہاری خبر انجیل مین عیسی علیہ السلام نے
دی ہے اور ہرقل بادشاہ روم نے بھی اقرار کیا تھا علی ہذا القیاس اور بہت سے ذی شوکت نصاریٰ کے عالم انجیل کے خبر کے موافق حضرت
پر ایمان لائی حالانکہ اونکو اوسوقت نہ کچھہ حضرت کا خوف تھا نہ کچھہ طمع اور لالچ کسلئی کہ حضرت کے
اوس زمانہ تک شوکت ظاہری ایسی ظاہر نہوئی تھی کہ جس سی یون کہین کہ وہ لوگ ڈر کر ایمان
لائی اور نہ اونکی پاس مال متاع تھا کہ اوسکے لالچ مین آگئی پس ثابت ہوا کہ انجیل مین ہماری حضرت علیہ
السلام کا نام لکھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھکر منصف مزاج حضرت پر ایمان لاتی تھی اور اسی پہلے اونکی منتظر
تھی پس جب یہہ مقدمے بیان ہو چکے تو ہم کہتی ہین کہ عیسے علیہ السلام نے انجیل مین محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبی ہونیکی خبر دی ہے جیسا کہ قرآن مجید مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ
مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا
بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اور جب کہا عیسے بن مریم نے ای بنی اسرائیل مین تمہارے
پاس اللہ کا رسول ہوکر آیا ہون سچا تا ہوا اپنی سے پہلے چیزون کو کہ وہ تورات ہی اور خوشی سناتا
ایک رسول کی کہ میرے پیچھے آتا ہی جسکا نام احمد ہے اور احمد کے نام سی بشارت دی ہے
کہ جسکا ترجمہ یونانی پیرکلوطوس ہے اور معرب اسکا فارقلیط ہوا جو اب تک انجیل مین موجود ہی

پس اس بشارت کی موجب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین اور اگر کوئی یون کہی
کہ فارقلیط کی اصل بعض نصاری کی نزدیک بارکلی طوس ہے کہ جسکی معنی معین اور وکیل
کی ہین - احمد کے توہم اوسکا یہہ جواب دین گی کہ اگر یہہ بھی تسلیم کیا جائی تب بھی ہمارا مطلب
ثابت ہی کیونکہ اس وکیل اور معین سی بھی ہماری نبی مراد ہین نہ روح جیسا کہ عیسائی دعوے
کرتی ہین کیونکہ عیسی علیہ السلام نی اس بشارت مین اُس نبی فارقلیط کی کئی چند باتین بیان
فرمائی ہین سو وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہین نہ روح پر کہ جو عیسی علیہ السلام
کی شاگرد و پیرو نازل ہوئی تھی از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ نی اول فرمایا کہ اگر تم مجھسے محبت رکھتے ہو
تو میری وصیت کو یاد رکھنا پس یہہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اسکی بعد جو کچھہ فرماوینگی بڑی ضرورت
چیز ہوگی کہ جسکا انکار ان لوگون سی کچھہ بعید نہین پھر اوسکی بعد فارقلیط کے آنیکی خبر دی پس
اگر فارقلیط سی مراد روح ہوتی تو اسقدر اہتمام کی عیسی علیہ السلام کو حاجت نہ ہوتی کیونکہ روح کا نازل
ہونا حواریون پر کسی جسم اور شکل مین نہ تھا بلکہ دلپر اونکی اوس کا ظہور ہوا سو ایسی حالت کا انکار صاحب
حالت سی مستبعد بلکہ ناممکن ہی اور دوسرے روح اونپر پہلی بھی عیسیٰ کی رو برو اترا کرتے تھی پھر اوسکے
انکار کی کیا معنی پس عیسی علیہ السلام نی اپنی نور نبوت سی دریافت کیا کہ بعد مت اکثر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا انکار کرینگی تو اول ہی سی اہتمام کیا اور پھر حضرت کی آنیکی خبر دی از انجملہ یہہ ہے
کہ روح اب سی جسطرح متحد ہی اوسیطرح اوسکو ابن سی اتحاد ہی جیسا کہ نصاری کہتی ہین پس
روح کو عیسی علیہ السلام کی ساتھہ غیریت ناممکن ہی بخلاف محمد علیہ السلام کے کہ اون سے
بالکل غیریت ہی پس اور فارقلیط کا لفظ ہماری دعوی پر دلیل ہے کیونکہ اور کا لفظ
غیریت چاہتا ہے اور عیسی اور روح مین غیریت نہین از انجملہ یہہ ہی کہ وکالت اور شفاعت
نبوت کی خواص مین سی ہی نہ روح کی کہ جو اوسی متحد اور عین ہی پس وکیل اور شفیع ہونا جو
فارقلیط کی نسبت اس بشارت مین مذکور ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پایا جاتا ہی نہ روح مین از انجملہ
یہہ ہی کہ اس بشارت مین عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ فارقلیط نہین وہ چیز ہین جو بلخی کر

کہین ہین یاد دلائیگا حالانکہ کسی رسالہ عہد جدید سی یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عیسی علیہ
السلام کی فرمائی ہوئی احکام کو حواری بہول گئی تہے پہر روح نی آکر اونہین یاد دلائی تہی
ہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی البتہ اونکو عیسی علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بہت سی احکام یاد دلائے
از انجملہ توحید و رد تثلیث ہے جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہی قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ الآیہ کہہ ای محمدؐ ای اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف
کہ وہ ہمین اور تمہین برابر ہے وہ یہہ ہے کہ سوای اللہ کے ہم کسیکو نہ پوجین اور نہ شریک کرین
اور ہم مین سی کوئی کسیکو خدا کے سوائے پروردگار نبادی از انجملہ یہہ ہی کہ عیسی علیہ
السلام فرماتی ہین کہ مینی اوسکی آنیسی پہلے تمکو خبر کردی تاکہ تم جب وہ آوی ایمان لاؤ اہس سی ظاہر
ہوا کہ روح مراد نہین کیونکہ روح پر تو وہ پہلی ہی سے ایمان رکہتی تہی اور اس بشارت مین
حضرت عیسی فرماتی ہین تاکہ جب وہ آوی تم اوسپر ایمان لاؤ از انجملہ یہہ ہی کہ عیسی علیہ السلام
اس بشارت مین فرماتی ہین کہ جہانکا سردار آتا ہی اور مجہہ مین اوسکی کوئی چیز نہین پس یہہ
صاف دلالت کرتا ہی کہ جہانکی سردار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین کیونکہ حضرت کی نبوت
تمام جہان کی لئی ہے اور آپ تمام عالم کی نبی ہین اور نبی اپنی قومکا سردار ہوتا ہی پس آپ ہی
تمام جہانکی سردار ہین اور حضرت عیسی مین یہہ وصف نہین کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کے
نبی تہی پس اسوجہہ سی کہہ سکتی ہین کہ عیسیؑ مین یہہ بات نہین جیسا کہ آپ عیسیؑ نی فرمایا ہی کہ مجہہ
مین کوئی بات نہین بخلاف روحکی کہ وہ اور عیسی علیہ السلام ایک ہین پس جو اوصاف اوسمین
ہونگی وہ بعینہ عیسیؑ علیہ السلام مین ہون گے پس عیسی علیہ السلام کا یہہ قول (کہ مجہہ مین اوسکی کوئی
نہین) صادق نہ آئیگا از انجملہ یہہ ہی کہ عیسیؑ فرماتی ہین فارقلیط اگر میرے لئی گواہی
دیگا پس یہہ گواہی دنیا محمد صلے اللہ علیہ مین پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت نے عیسی کی رسول
ہونیکی گواہی دی ہی چنانچہ قرآن مین موجود ہی بخلاف روحکی کہ وہ عیسی علیہ السلام کے شاگرد پیرو نہ تہے

ہوئی تہی سو وہ حضرت عیسیٰ کو پہلے ہی سے رسول جانتی تہی اونکو روح کی گواہی کی حاجت نہ تہی
ہان مخالفون کو حاجت تہی سو انکی روبرو روح نے ہرگز گواہی نہ دے دوسرے یہہ کہ روح
بقول نصاریٰ خدا حقیقی ہے جو نزول اور صعود اور حلول سے پاک ہے پس روح نازل نہین
ہوسکتی باوجود اسکی روح اتر ہوا کے مانند آتی ہے اور جسطرح کسی پر کچہہ جن وغیرہ کا اثر
ہوجاتا ہی اسیطرح عیسےٰ علیہ السلام کی شاگردون پر اوسکا اثر ہوا تہا جیسا کہ نصاریٰ کہتی ہین کچہہ
کے صورت مین آکر اونسے گفتگو نہین کی تہی پس جسطرح جن کا کلام بعینہ اوسکا ہوتا ہے کہ جسپر کے
وہ جن بولتا ہے اسی طرح اوس روح کی شہادت بعینہ شاگردونکی شہادت تہی پس یہہ گواہی روح
کا جداگانہ شہادت نہوئی بلکہ وے شاگردونکی شہادت ہوئی حالانکہ شاگرد عیسیٰ علیہ السلام کے
پہلے سے عیسیٰ کے رسول ہونیکی گواہی دیتی تہی از انجملہ یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام فرماتی ہین کہ اگر میں
یہان سے نجاؤن تو فارقلیط تمہاری پاس نآوی پس فارقلیط کا آنا عیسےٰ علیہ السلام کی جانی پر موقوف تہا
تو یہہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت ظاہر ہے کیونکہ دو رسول صاحب شریعت اور خصوص اونمین سے
ایک رسول کی رسالت تمام عالم کی لئی ہو ہرگز ایک زمانہ مین جمع نہین ہوسکتی پس جب تک عیسیٰ علیہ
السلام نجاوین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نآوین بخلاف روح کے کہ اوسکا آنا عیسیٰ علیہ السلام کی جانی
کسیطرح موقوف نہین از انجملہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بشارت مین فرماتی ہین کہ فارقلیط جہانکو
اس گناہ پر کہ وہ مجھپر ایمان نہ لائے سزا دیگا چنانچہ توبیخ کا لفظ جن تراجم کا ہمنے حوالہ دیا ہے اور اسکا
ترجمہ عربی مین کہ جو ۱۸۳۱ عیسوی مین روسیہ مین چہپا تہا موجود ہے اور بیروت مین جو ترجمہ عربی
کا ۱۸۶۶ عیسوی مین چہپا تہا اوسمین یہہ عبارت موجود ہے وَيُبَكِّتُ الْعَالَمَ عَلَى خَطِيَّةٍ پس
اس سے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہین کیونکہ حضرت نبی یہود کو کہ جو عیسےٰ
پر ایمان نہ لائی تہی موافق بشارت عیسیٰ کے خوب سزا دی ہے کہ مخالف لوگ بہی اسکا انکار نہین
کرسکتے بخلاف روح کے کہ اوس کا سزا دینا عیسےٰ کی منکرون کو کہین ثابت نہین نصاریٰ کے
بہی کسی معتبر کتاب مین موجود نہین اور نہ حواریون سے کسی منکر کو سزا دی کیونکہ وہ نہایت عاجز اور

مسکین تھی پھر فارقلیط سے کہ جو اس بشارت مین مذکور ہے روح کیونکر مراد ہو سکتی ہے کیون کہ
فارقلیط کی نسبت عیسی علیہ السلام فرماتی ہین کہ وہ میرے منکرون کو سزا دے گا اور روح نے سزا نہین دی
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے سب رسولونکی بعد مین جب دیکھا کہ پہلے رسولون کو لوگون نے
نہین مانا اور زبانی وعظ و پند کو خیال مین نلائی اور بدون زجر و توبیخ کے کلام الٰہی کو نہین مانتی اور
اپنی شرک و کفر سے باز نہین آتی سلطنت آسمانی اور قوت روحانی و جسمانی کے ساتھہ بڑے رعب
ہیبت سے دنیا مین رسول بناکر بھیجا تھا سو آپ نی اول اون شریرون کو کہ جو اللہ کا شریک بنانے مین
پوجتی تھے اور خدا کے پہلے رسولونکا انکار کرتے تھے اور اونہین جادوگر کہتی تھی نہایت نرمی اور
ملائمت سی سمجھایا اور ایک عرصہ تک وعظ و پند فرمایا پس جب نہ مانا بلکہ اولٹی اور سرچڑھے تب عصی حمائی
اور تلوار آسمانی سے سب کو موحد بنا دیا یونون کو سرنگون گرا دیا اور بآواز بلند سنا دیا کہ مین نبی الصفحہ ہون
کہ جسکی خبر پہلے انبیا نے دی ہی خصوص عیسی اور یحیی علیہما السلام نی بیابانون اور بستیون مین
میرے نام کی منادی کی ہے اور خبر دی ہے کہ جلد توبہ کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا عہد قریب آیا
اور احمد علیہ السلام آخر نقیب آیا پس جو اب دین حق مین نہ آوے گا اول تو میری ہاتھہ سی دنیا مین سزا
پاویگا پھر آخرت مین جہنم مین جاویگا۔ تبلیغ از جانب ابو محمد عبد الحق مصنف کتاب
اے بھائیو اے بہنو اے ہمنوا اے عزیزو مین دلسوزی اور ہمدردی سے تمہاری خدمت مین التجا
کرتا ہون کہ دنیا فانی ہے ہر چیز یہانکی آنی جانی ہے ہر عیش یہانکا قصہ کہانی ہے اس زندگی چند روزہ
کو غنیمت جانو جس خداوند نے کہ تمہین اور ہمین ہاتھہ پاؤن کان ناک مال و اولاد صحت و عافیت جیسی
نعمتین مفت عطا کی ہین اور لاکھون نعمتین بن مانگین دے ہین اوسکی و اطلی اوس طریق پر چلو کہ جس سے
وہ راضی ہو اور دار آخرت مین اس سی زیادہ عنایت فرماوے اور وہ طریق حق یہ ہے کہ اوسکی سچی رسول
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانو دیکھو منصفی کرو اور دل مین سوچو سچے رسول کی یہ علامت ہی کہ وہ خود آراستہ
بازینکو کار تقوے شعار ہو اور لوگونکو توحید و صلہ رحمی نیکوکاری راست بازی اور سب بھلائیکے
باتین بتلاوے اور اللہ کے حرام و حلال چیزون کے خبر دیوے اور اوسکی خاص عبادت کے

طریقے سکھادی سو یہہ سب چیزین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم مین خوب پائے جاتی ہین حضرت کی راستبازی نیکو کاری صابر حلمی مروت ۔ سخاوت شجاعت حلم وعلم زہد و تقوے سب پر اظہر من الشمس ہی پھر آپ کا خلق خدا کو ہدایت کرنا اور مکارم اخلاق مین کامل بنانا اور برے باتون سے باز رکھنا کہ جو سب اہل عقل کے نزدیک بری ہین ظاہر اور باہر بلکہ ہین من الامس ہی باوجود ان باتون کے پھر آپ کی نبوت کی خبر توراۃ و انجیل و زبور وغیرہ کتب سماویہ مین باوجود یہود و نصاری کے تحریف و تبدیل کی ابتک موجود ہے دیکھو جس شخص نے کچھہ اچھی طرح سے لکھہ کر دکھادیا ہو یا کسی کاریگر نے کہ وہ جس چیز کے بنانے کا دعوی کرتا تھا اوسکو بنادیا ہو پھر جو کوئی شخص اوسکی کاتب اور اوسکی کاریگری ہونیکا انکار کرے اور اپنے ہٹ دھرمی پر اصرار کرے اب وہ شخص بے انصاف نہین تو اور کیا ہے اب ہم اوسکو متعصب اور عناد کہین تو بجا ہے اسیطرح جس نبی یا رسول نے ایک جہان کو موحد اور راست باز اور نیکو کار بنادیا ہو اور ایک خلق خدا کو اپنی رسالت کا کارنمایان کرکے دکھادیا ہو پس اوسکی رسول ہونیکا جو کوئی انکار کئے چلا جائی اور دین حق مین نہ آئے تو بیشک وہ دشمن خدا ہے اور مردود درگاہ کبریا ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۔ الآن جس نبی کا دین نہ پھیلا ہو اور سوای چند کس کی اوسپر ایمان نہ لائی ہون پس اگر کوئی کافر اوسکی دین کا انکار کرے تو چنداں بعید نہین **خطاب باہل کتاب** اے یہود اور اے نصاری اللہ سے ڈرو وقت قریب آگیا ہے اپنی تعصب کو جانی دو وہ نبی کہ جس کے خبر موسے علیہ السلام نے توراۃ مین اور عیسی علیہ السلام نے انجیل مین دے ہے اوسکا دین تمہارے پاس آچکا ہی اب اوسکو مانو اور حضرت پر کہ عیسی و موسی و جمیع انبیاء علیہم السلام کو منوا نے ہین اور اوسپر ایمان لانیکی تاکید فرماتی ہین ایمان لاؤ تاکہ عذاب ابدی سے نجات پاؤ چاند پر خاک نہ ڈالو اور شمع عالم افروز کو منہ سے نہ بجھاؤ یعنی حضرت کی نبوت جو توراۃ و انجیل مین جو کچھہ تمہارے تحریفات سی باقی رہگئی ہے چھپاؤ نہین پس اگر تم اب بھی ایمان نلائی تو کب لاؤگی اور اللہ تعالی کو کیا منہ دکھاؤ گے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ

یقولون اب اپنی دعا رو درود پر ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون فیارب صل
وسلم علی امام المرسلین وخاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

## بحث دوسری حضرت کی خاتم النبیین ہونی میں

واضح ہو کہ جب ہمنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الہی ہونا ثابت کردیا تو اب ہمکو ہر دعوے کی ثبوت کی واسطے قرآن کی آیت یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کافی ہے اور دلیل عقلی کے کچھہ ضرورت نہین کیونکہ اللہ اور اوسکی رسول سے زیادہ کسیکا قول معتبر نہین ہی پس جو اللہ اور اوسکی رسول کی قول کو نمانی سو وہ سوائی دو ہونیکی احمق بھی ہے کیونکہ دلیل سے کہ جسکی اکثر مقدمات کی بنا وہمیات اور مظنونات اور مشہورات بلکہ کاذبات پر ہوتی ہے مدعا کو بنظور نظر کے کہ جسمین اکثر سبب ظلمت ہیولات کے غلطیان واقع ہوتی ہین حاصل کیا کرتے ہین اور اللہ تعالی کو ہر چیز کے کہنہ حقیقت معلوم ہے اور رسول کو اللہ نے بذریعہ وحی یا الہام کی اطلاع دی ہے پس اسمین کسی طرحی غلطے کا احتمال نہین پس اب ہم مدعا ثابت کرتے ہین قال تعالی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی مرد کی باپ نہین لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیون کی مہر ہین بعض قرار نے خاتم کو بکسر تا بھی پڑہا ہے پس اس تقدیر پر یہہ معنی ہوئے کہ محمد سب نبیون کے پچھلی ہی ہین کہ آپکی بعد اور کوئی نبی نہوگا پہلی تقدیر پر یہہ معنی ہین کہ حضرت سب نبیون کی مہر ہین کہ آپکی بعد کوئی نبی نہوگا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوچکا جس طرح کسے چیز کا منہ بند کرکے اوسپر مہر لگادیتی ہین اسیطرح حضرت نبوت کے سلسلہ پر مہر ہین کہ اب بعد آپکی اوس سلسلہ مین کوئی داخل نہوگا بہر تقدیر مدعا حاصل ہے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ختم بی الرسل یعنے رسالت مجھپر تمام ہوگئی ترمذی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور بہت سے صحیح احادیث اسباب مین وارد ہین اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی پس جو

اسکا انکار کرے گا کافر شمار کیا جاویگا اور پس عقلی ہیں سے لہذا انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں
اونکی امتوں کی مزاجوں کے موافق افراط و تفریط سے خالی تھی مثلاً موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اونکی
امت کی سخت خو ہونیکی وجہ سے احکام بھی سخت تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی وقت میں بہت سے
نبی پس اونکی لئی ویسی ہے نرم احکام تھی پس ویسی شریعتوں کی ہمیشہ جاری رکھنی میں بڑا حرج
اور لوگوں کی واسطے بڑی دقت اور دشواری تھی اور یہہ مقتضای رحمت کاملہ سی بعید تھا
پس اوس رحیم نی اپنی رحمت کاملہ سے معتدل زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شریعت
دیکر بھیجا کہ افراط و تفریط سے خالی تھی اور اس نعمت کو آپ پر تمام کر دیا جیسا کہ قرآن میں
اللہ تعالے فرماتا ہی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الآیہ یعنی آج ہمنی تمہیں کامل دین
دیا کہ افراط و تفریط سے خالی ہے اور یہہ نعمت تمپر تمام کر دی پس اس کامل دین کو ہمیشہ
جاری رکھنا عین رحمت اور لوگوں کے لئے بڑے آسانی ہی پس جسطرح کامل چیز کے تکمیل ناممکن
ہے اسیطرح آپکی بعد کسی اور نبی کا تکمیل کے لئے آنا بھی ناممکن ہی البتہ آپکی بعد آپکی امت میں
سے ہر صدی کی بعد مجدد پیدا ہوا کرینگے کہ وہ دین میں جو خلل و فتور لوگوں کی کمی زیادتی
پڑ گئے ہیں اونکو دفع کیا کرینگے پس وہ مجددین میں نہیں سوال احادیث صحاح سے ثابت
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں قریب قیامت کی تشریف لائینگے پس آپکی بعد نبی کا آنا ثابت
ہوا جواب بطور نیابت کی آوینگی لہذا اور خلفاء کے مانند شمار کئے جاوینگی اور یہہ آپکی نظیر
کرینگی امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھینگے **سبحث تیسری آپکے**
**سب انبیاء سے افضل ہونیمیں** قال اللہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تحقیق تم اسی امت محمدیہ سب لوگوں سے افضل ہو اور یہہ ظاہر ہے کہ امت کا افضل ہونا سبب
کمال دینی کے ہے اور یہہ کمال دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال کی تابع ہی پس جب
امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل ہوئی تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ جنکی کمال سی امت کے
امت کو یہہ فضیلت حاصل ہوئی اور سب انبیاء علیہم السلام سی افضل ہیں صحیحین میں ہی کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فضلت علی الانبیاء بستہ الحدیث کہ اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء پر مجھکو
چھ چیزوں کے سبب فضیلت دی ہے صحیح ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
انا کان یوم القیامۃ فکنت امام النبیین الحدیث کہ قیامت کی روز میں تمام نبیوں کا پیشوا ہوں گا ترمذی
اور دارمی نے روایت کیا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے میں پچھلوں اور پہلوں میں سب سے
زیادہ اللہ کے نزدیک مکرم ہوں اور فخر نہیں یعنی فخر کی راہ سی نہیں کہتا اور بہت سے
احادیث صحاح اس مضمون کے وارد ہیں اور دلیل عقلی یہ ہے کہ آپکی شریعت سب
شریعتوں سی کامل ہے جیسا کہ اسکا ثبوت ابھی ہوچکا ہے اور کامل ہونا شریعت کا نبوت کے
کمال کی دلیل ہے پس آپ سب اہل شرائع سی کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں کامل ہیں اور
سب سی افضل ہیں دوم وجہ یہ ہی کہ مشتق کا کمال اور اوسکی زیادتی من حیث
ہو مشتق اوسکی مبدء کی کمال اور زیادتی سے ہوتی ہی اور نبی کا لفظ نبوت سی مشتق ہی اور
حضرت کی نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت سی بہت زیادہ اور کامل ہے چند وجہ سے
وجہ اول یہ ہی کہ آپکی نبوت خلق کے لئی تا قیامت باقی ہے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے
کہ اونکی نبوت ایک زمانہ معین تک تھی پس کسی کی نبوت سو برس تک کسیکی اور زیادہ کم رہی اور
حضرت کی قیامت تک رہیگی وجہ دوم یہ ہی کہ حضرت تمام خلق کی لئی جن سی انس تک
سب کی نبی ہیں بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کی کہ اونکی نبوت خاص کر ہی قوم کی لئی تھی پس کوئی
ہزار آدمیوں کا کوئی سو کا اور کوئی کم کوئی زیادہ کا نبی تھا علی ہذا القیاس وجہ سوم یہ ہے
کہ جسقدر حضرت کی نبوت کا اثر ظاہر ہوا اوسکی نبی کی نبوت کا اثر اسقدر ظاہر نہوا کیونکہ لاکھوں
آدمی حضرت ہی کی حیات میں اور کروڑہا آدمی حضرت کی بعد اپنی اور بیگانی ہر قوم کے
حضرت کی دین میں آئی اور ہر عصر میں حضرت کا اتباع اونہوں نی کیا اور حضرت کی حرام و
حلال کو عمل میں لائے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے کہ اونکی متبعین بہت ہی کم ہیں مثلاً
عیسے علیہ السلام اور اوسکی بعد موسے علیہ السلام کے متبعین بھی کچھ کم نہیں بلکہ عیسائی تو آج کل

جواب

کسیقدر مسلمانونسی زیادہ ہین جواب جب ہم یہہ ثابت کرچکی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور سب پہلی انبیاء کی شرائع اور ادیان کی ناسخ پس اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کا زمانہ معین اور محصور ہوا مثلاً موسیٰ کی اتباعکا زمانہ عیسے علیہ السلام تک اور عیسی علیہ السلام کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک پس اسقدر زمانہ کی لوگ انکی متبعین کہلاوینگی اور بعد کی حقیقت مین متبع نہونگی بلکہ مخالفین کیونکہ جسے علیہ السلام کی بعد جو یہود نے انکی پیروی نکیہ یگا حقیقت مین موسی علیہ السلام کا متبع نہوگا اب خیال کرو کہ حضرت کے اتباع کا زمانہ حضرت سی قیامت تک ہیشا ہی اور انکا زمانہ محصور پس انکی متبعین کسیطرح حضرت کی متبعین سی زیادہ نہین ہوسکتی علاوہ اسکی اس زمانہ بے شمار مین حضرت تمام عالم کے لئی اتباع ہی اور انکا خاص بنی اسرائیل کیواسطی جواب دوم اتباع مذکور ہے ایک حقیقی کہ کل یا جمیع احکام مین متبع ہون دوسرا غیر حقیقی یعنی رسمی کہ اکثر یا قلیل احکام کا اتباع اور اکثر کا انکار یا ترک لیفلت پس اگر ہم اول جواب سی قطع نظر کرین تو یہہ کہنے ہین کہ ہمارا کلام اتباع حقیقی مین ہے نہ رسمی مین جیساکہ مداریہ سالاریہ حضرت شاہ مدار شاہ سالار کے اتباعکا دعوی کرتے ہین اور حقیقت مین انکی متبع نہین پس اسیطرح عیسائے لوگ حضرت عیسی کی حقیقت مین متبع نہین کیونکہ عیسی علیہ السلام فرماتی ہین کہ مین توراۃ کو منسوخ نہین آیا بلکہ اوسکو پورا کرنے آیا ہون حالانکہ توریت مین خنزیر و زنا وغیرہ صدہا اشیاء حرام ہین اور عیسائی اونکو مباح جانکر کرتی ہین پس عیسائی سوای دو ایک بات کی اور کسی احکام مین عیسی کے متبع نہین علاوہ اسکی یہہ کہ کثرت عیسائیون کی اخیر قرن مین ہوئی ہی اس زمان اولی یا ثانی مین کچھہ لوگ عیسی علیہ السلام کے متبع تہی سو وہ اصل عیسائی بہت کم تہی اور یہود کیطرح مسلمانون سی زیادہ ہو ہی نہین سکتی پس جب یہ ثابت ہوا کہ حضرت کی نبوت بہ نسبت اور انبیاء علیہم السلام کی زیادہ کامل ہوئی تو بموجب قاعدہ مذکورہ کی آپ سب انبیاء سی زیادہ کامل نبی ہین فائدہ انبیاء علیہم السلام کا تبین ایک دوسری فضل ہر ثابت ہے قال تعالی ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض الآیہ یعنی بعض انبیاء کو ہمنی بعض پر فضیلت دی ہے

اور تفضیل نبی خاص کے ظنی ہے کذافی شرح فقہ اکبر لیکن حضرت کی فضیلت دلیل قرآن اور احادیث صحاح اور اجماع امت سی ثابت ہی کذافی الشفا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کے نبی ہین اور آپ کا تمام جہانکی لئی نبی ہونا قرآن و احادیث سی بدلالۃ قطعیہ ثابت ہے اور انجملہ یہہ آیت ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ یعنے ہمنے تجھکو سب لوگونکی طرف رسول بناکر بھیجا ہی اور انجملہ یہہ آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الآیۃ کہہ اے نبی کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول تم سبکے طرف آیا ہون اور انجملہ یہہ آیت ہی تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا بڑی برکت ہی اوسکو کہ جسنی اپنی بندی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا تاکہ تمام جہان کو ڈر سنادی صحیحین مین ہی وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ کہ پہلی نبی اپنی قوم خاص کا ہوتا تہا اور مین تمام لوگونکا نبی ہون پس حضرت تمام جہانکی نبی ہین کچھہ عرب کی خصوصیت نہین اور قیامت تک تمام عالم مین مقبول دین آپکا رہیگا اور کوئی نبی نہ آئیگا پس جبتک کوئی شخص حضرت کی دین مین نہ آئیگا خواہ کیسی ہی عبادت و ریاضت کرے کسی عذاب دائمی سی نجات نہ پائیگا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالے نے خبر دیتا ہی رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنے دین اسلام سی خوش ہون اور یہہ تمہاری لئی پسند کرتا ہون پس اس سی معلوم ہوا کہ سوای اسلام کی اللہ کی نزدیک اور کوئی دین قبول نہین وقال اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کہ دین مقبول اللہ کے نزدیک ایک اسلام ہی وقال ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخٰسرین یعنے جسنی سوای اسلام کی اور دین اختیار کیا تو وہ قبول نہوگا اور وہ شخص آخرت مین بہت ہی نقصان پانیوالونمین سی ہوگا کیونکہ اوسنی تو بہلا جانکر اور دین اختیار کیا تہا اور راہ نجات بہت سعی کی تہی انجام کار وہ سعی اوسکی حقمین مضر پڑی پس ان آیات سی صاف معلوم ہوا کہ انسان کے نجات بدون دین اسلام کی اختیار کئی نہین ہوگی اور دین اسلام مین بڑا رکن یہہ ہی کہ اللہ کو ایک اور محمد علیہ السلام کو خدا کا رسول برحق سمجھی پس اگر کسینی اللہ کو ایک جانا اور محمد علیہ السلام کو نمانا تو اوسکی بہی نجات نہوگی کیونکہ اوسکو دین اسلام بسبب فوت ہونی ایک رکن اعظم کی حاصل نہوا اور اسیوجہہ سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم کہ مجھی قسم ہی اوسکی کہ جسکی دستہ مین میری جان ہی کہ اس تمام عالم مین سے کہ جسکی طرف مین رسول ہوکر آیا ہون جو شخص کہ اوسکو میری خبر پہنچی خواہ وہ یہودی خواہ نصرانی ہو اور پھر مجھپر ایمان نلاوے اور اسی حالت مین مرجاوی تو وہ بلاشک ہمیشہ عذاب نار مین رہیگا ف حضرت نے فرمایا کہ جسکو میرے خبر پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگونکو حضرت کی خبر نہ پہنچے جیسے کہ پہاڑون اور ٹاپون کے بعض لوگ تو اون کو فقط اللہ کا ایک جاننا ہے کفایت کرتا ہی کیونکہ اسکو عقل مین دریافت کرسکتے ہے اور حضرت پر ایمان لانیمین وہ بیخبر لوگ معذور ہین وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ الحدیث رواہ المسلم والبخاری حضرت نے فرمایا ہے کہ مجھی حکم الہی ہوا کہ مین تمام عالم سے جہاد کیے جاون جبتک کہ وہ اللہ کے ایک ہونیکی اور محمد کے رسول ہونیکی گواہی نہ دین - اور اس سے احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ اس مطلب پر شاہد ہین پس وہ جو بعض کم عقل یہہ کہتے ہین کہ اپنی دین پر مضبوط رہنا چاہیے سب دین اوسکی ہین سب کو خدا بخشیگا محض غلط ہے اور یہہ بھی غلط ہی کہ جو بعض نادان کہتے ہین کہ فقط اللہ کو ایک جاننا نجات کی لئی کافی ہے اور دلیل یہہ لاتی ہین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا حالانکہ یہان حضرت کی رسالت کا ذکر نہین اس کا جواب یہہ ہی کہ حضرت نے اختصار کی واسطے اول جزو کو ذکر فرمایا ہے ورنہ لا الہ الا اللہ تو یہود بھی کہتی تھی حالانکہ اونکو نجات کی واسطے محمد کی رسالت کا اقرار کرنا شرط ہی اور بدون اسکے وہ اہل نار ہین چنانچہ قرآن و احادیث مین اہل نار ہونیکی تصریح ہے ۔ حضرتکو معراج ہوئی کہ جاگتی مین رات کو براق پر سوار ہوکر مکہ سی بیت المقدس پہر وہانسی آسمانونپر گئے پہر آپی جہانتک اللہ نے چاہا اور اس رات مین جنت و دوزخکی بھی سیر لے آئے نماز پانچ وقتکی ہمپر فرض ہوئے

رات کو حضرت کا مکہ سے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرنا اس آیت سے ثابت ہی سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الآیہ یعنی پاک ہی وہ جسنی سیر کرائی اپنی بندے (محمد علیہ السلام) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات مین الآیہ اور باقی تفصیل احادیث صحاح مین مذکور ہے کہ قدر مشترک اون کا حد تواتر کو پہنچ گیا ہے گرچہ بالخصوص ہر ایک ایک روایت جداجدا ہے پس منکر کے لئے خوف کفر ہے ف بعض لوگ بالجملہ معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین اور جسم سے فقط بیت المقدس تک جانا مانتے ہین آگے آسمانونپر روح کے ساتھہ جانا ثابت کرتے ہین اور یہہ دلیل لاتے ہین کہ معاویہ معراج کی نسبت یون فرماتے ہین کان رویا صالحۃ کہ ایک خواب سچا تہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہی یون منقول ہے ما فقد جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج کہ معراج کی رات آنحضرت کا جسم مبارک گم نہوا اور قرآن مین بہی اللہ فرماتا ہی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ الآیہ یعنے جو خواب کہ ہمنے تجھکو ہی دکہلایا تہا اوسکو لوگون کے حق مین فتنہ بنادیا جواب انکی دلیل کا یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایتین کہ جو عائشہ اور معاویہ سے معراج کے بارہ مین منقول ہین اون احادیث صحاح کے مقابلہ کے کہ جن مین صاف جسم کے ساتہہ آسمانونپر جانا مذکور ہے صلاحیت نہین رکہتین پس شاذ قرار دیجاوینگی دوم اگر انکو بہہ وجہ تسلیم بہی کیا جاوی تب بہی مخالف کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت کو سوائے معراج جسمانی کے خواب مین بہی کئی بار معراج ہوئی تہے تو ہم کہتے ہین کہ تمہارے ان روایتونسے یہہ ثابت ہے کہ حضرت کو خواب مین معراج ہوئی پس اس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ کبہی بیداری مین معراج جسم کے ساتہہ نہین ہوئی سو ہم معاویہ فتح مکہ مین ایک مدت کی بعد ایمان لائے ہین اور حضرت کو معراج کئے برس پہلی ہوئی سو اونکی روایت اس معاملہ مین اون صحابہ کے مقابلہ مین کہ جو اوسوقت موجود تہے معتبر نہین علے ہذا القیاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت کے نکاح مین آئین سو یہہ بہی اوسوقت نہ تہین چہارم عائشہ رضی اللہ عنہ کے قول سے مخالف کا مدعا نہین ثابت ہوتا کیونکہ ہم کہتے ہین کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ جسم روح سے

بیدار ہوا بلکہ مع جسم کے روح اوپر گئی اور قرآن کے آیت کا یہہ جواب ہی کہ خود یہی آیت
ہماری مدعا کی لئے دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالی اس آیت مین اس معراج کی نسبت فتنہ فرماتا ہے
اور یہہ ظاہر ہے کہ حضرت کا خواب مین آسمانونپر تشریف لیجانا فتنہ نہین ہوسکتا کس لئی کہ خوابکی
بات کو لوگ ایسا مستبعد اور عجیب نہین سمجھتے کہ اوسکی تکذیب کرکے کافر اور مرتد ہوجاتی اور شور
وغل مچاتی بان اگر کوئی جسم کی ساتھہ حالت بیداری مین افلاک پر جانا بیان کری تو اوسکو بیسبب
عوام العباد عجیب جانا کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ حضرت کی جسم کی ساتھہ حالت بیداری مین
افلاک پر جانا بیان فرمایا تہا سو وہ لوگونکی حق مین کہ جو ضعیف الایمان تہی فتنہ ہوگیا پس ضرر ہوا
کہ رویا کی معنی اس آیت مین خواب کی نکہی جاوین بلکہ رویت بصری مراد لیجاوی کیونکہ لفظ رویا
کچھہ خواب ہی کیواسطی مخصوص نہین علحدہ لوگ حضرت کی جسم طہر کا افلاک پر جانا اس دلیل سے
محال سمجھتے ہین کہ آسمان مین نہ دروازہ ہے کہ حضرت اوسمین سی اوپر گئی ہون کیونکہ تمام آسمانونکا
مقتضی طبعی ایکسا ہی اور ایک خاصیت ہی پہر ملایم جسم کیونکر دروازہ ہوسکی اور نہ آسمان ٹوٹ
پہوٹ سکتی ہین کہ آپ تو رہپوٹکر اوپر تشریف لیگئی ہون کیونکہ فلکیات مین یہہ محال ثابت ہوچکا ہے
جواب یہہ ہے کہ اول تو وحی کے مقابلہ مین کسیکی عقل کا اعتبار نہین ہی چنانچہ اسکا بیان پہلے
گزرا دوم آسمان مین دروازہ ہونا تمہاری نزدیک اس پر مبنی ہی کہ اللہ کے ارادی اور اختیار
سے آسمان پیدا نہین ہوئی بلکہ باوجاب ہی اضطرار پیدا ہوئی ہین سو یہہ بالکل غلط ہے
جیسا کہ اسکا ذکر پہلے گزرا پس ممکن ہی کہ اوس قادر مختار نے آسمانون مین دروازی رکہی ہون
اور اونسی حضرت اوپر تشریف لیگئی ہون اور جو شخص در کا آسمان مین ہونا محال کہی اوسکو
لازم ہے کہ ثابت کری سو ہم اسبات کی تم بہی قائل ہو کہ آسمان مین طبقہ کیجاہی بہت تیز رفتار ہے
اور قطبین کی جاہی بالکل ساکن ہی اور اسکی بہی قائل ہو کہ آسمانونمین نہ در ہین اور نہ کوئی جاہے
اور نہ کوئی محوی ہی اور کہین بہت دور اور کہین سے نہایت چکلا ہے کہ اوسکو سطح جہری
کہین تو بیجا ہے اور ایک جسم آسمان مین سے نہایت سوشن ہوگیا ہے کہ اوسکو بسبب زیادہ

نورانیت کی آفتاب اور اوس سے کم کو ماہتاب اور اُس سے کم کو ستارہ کہتی ہو علی ہذا القیاس اور بہت سی اختلافات آسمانون مین تمہارے نزدیک بھی مسلم ہین پس اگر کوئی قادر مختار صانع تہا اور سب افلاک کا مقتضے طبعی ایک تہا تو یہہ اختلافات بعیدہ کیون ہوتی ہر جگہہ ایک کیون نہوا پس جو جواب تم اسکا دوگی وہی ہم دروازی ہونگا دینگے **چہارم** جن مقدمات سی حکمارنی آسمانون کا لوٹنا پہٹنا محال ثابت کیا ہی وہ مقدمات ہی بالکل بی اصل ہین جنکے کسی سی اونکا ثبوت کامل نہین **پنجم** اگر یہہ بھی تسلیم کیا جاوی تو حکمار کی دلیل سی فقط نو آسمان کا لوٹنا پہٹنا محال ثابت ہوا نہ کہ آسمانون کا پس یہہ ہماری مدعا مین خلل انداز نہین کیونکہ ہم حضرت کی معراج نو آسمان سے باہر نہین کہتی بلکہ آٹھوین یا نوین تک کہتی ہین **فائدہ** شب معراج جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کو آنکہہ سی دیکہنا صحابہ رض کے نزدیک مختلف فیہ ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بہت سی صحابہ رض اسکی قائل ہین عائشہ صدیقہ رض اور چند صحابہ رض اسکا انکار کرتے ہین اور کہتی ہین کہ دل کی آنکہہ سے دیکہا تہا ۞

**اسیطرح حضرتکے امت سب امتونسی افضل ہی** ۞ قال اللہ تعالے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا الآیہ اور دوسری جاہی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بعنی اسیطرح ہمنی تمکو اچہی امت بنایا تاکہ قیامت کو تم اور سب لوگون پر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ ہوگا اور یہہ ظاہر ہے کہ جسپر کوئی گواہ آتا ہی تو وہ اوس سی اولی اور بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر گواہ بھی ویسا ہی ہو تو اوسکی گواہی کا کیا اعتبار ہی پس امت محمدیہ کو اللہ نے سب لوگون پر گواہ بنایا پس بموجب بیان سابق یہہ سب سے اولی اور بہتر ہوئی اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ جب ہمارے سردار محمد علیہ السلام سب اور امتون کی سردار سے افضل ہین تو ہم اونکی متبعین سے افضل ہین اور تیسری وجہ یہہ ہی کہ اس امت کو دین پورا اور کامل ملا جیسا کہ پہلے ثابت ہوا بخلاف اور امتون کے کہ اونکو ناقص ملا تہا لہذا منسوخ ہوگیا چوتہی وجہ یہہ ہے کہ یہہ امت تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننی ہی بخلاف اور امتونکی کہ کوئے

موسی کو نہین مانتی کوئی عیسے کو کوئی محمد علیہ السلام کو نہین مانتی اور سزا اسکا یہہ ہی کہ اور امتونکی واسطی بحسب وقت محنتین بہت تہین اور اجر کم اور اس امت کی واسطی محنت کم اور اجر بہت چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ میری امت کی اور یہود و نصاری کی یہہ مثال ہے کہ جیسا ایک شخص نے کسے کو مزدوری پر مقرر کیا کہ آدہی دن تک ایک قیراط دون گا پس وہ یہود ہین کہ نصف النہار تک ایک قیراط پر کام کیا پہر اوسنی کہا کہ نصف نہار سی جو کوئی عصر تک میرا یہہ کام کریگا تو اوسی ایک قیراط دونگا سو وہ نصاری ہین کہ ایک قیراط پر آدہی دنسی عصر تک وہی کام کیا پہر اوسنی کہا کہ جو شخص عصر سے آفتاب کی غروب تک میرا یہہ کام کریگا تو ہین اوسی دو قیراط دونگا پس وہ تم ہو کہ تمنی عصر سی غروب تک دو قیراط پر کام کیا بیشک تمہاری لئی دو چند اجر ہے پس یہود و نصاری ناراض ہوئی کہ ہمنی کام بڑے دیر تک کیا اور تمنی کم مزدوری پائی اللہ تعالے نی فرمایا کیا میں تمہارا حق دبا رکہا اونہون نی کہا نہین اللہ تعالی نی فرمایا کہ یہہ میرا فضل ہی جسی چاہون دون سو اہ البخاری اور بہت سی احادیث صحیحہ اسباب مین وارد ہین (جس مسئلہ مین امت متفق ہو وہ حق ہے اور اونکا مخالف مردود ہی) ترمذی نی ابی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہی پر متفق نہوگی ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی کہ اللہ کا ہاتہہ جماعت پر ہی اور جو شخص جماعت سی نکلا اکیلا جہنم مین گیا واتبعوا السواد الاعظم رواہ ابن ماجہ کہ تابعداری کرو بڑے گروہ کی یعنی میرے امت مین جس مسئلہ مین بہت سی لوگ ایک طرف ہون اونکی پیروی کرو کیونکہ جماعت کثیر گمراہ نہوگی کیونکہ للاکثر حکم الکل پس اگر گمراہ ہون تو غالبا سب گمراہ کہلاوین اور سب کا گمراہ ہونا باطل ہے کیونکہ اگر تمام امت گمراہ ہو تو قرآن کی تکذیب لازم آوی اور امت وسط اور خیر ہونا غلط ہو جاوے پس یہہ محال ہے تو امت کا گمراہ ہونا بہی محال ہی اور بہت سے احادیث صحیحہ اسباب مین وارد ہین **سوال** جب ایک ایک شخص کا حق پر ہونا ممکن ہے

تو ہو سکتا ہی کہ اونکا مجموعہ یعنے جماعت بہی گمراہ ہو جاوی جواب اجتماع سے ایک کو دوسرے کی رائی کو اللہ تعالی قوت عطا فرماتا ہے اور جماعت کو اپنا وعدہ سچا کرنیکے واسطے برکت دیتا ہے دیکہو ایک ایک بال کو ہر شخص توڑ سکتا ہے پس جب بہت سی بال جمع کی جاوین تو اون کو ہر شخص نہین توڑ سکتا پس حکم مجموعہ کا احاد کے حکم سے غیر ہی (پہر امت مین صحابہ افضل ہین اور صحابہ مین سب سے افضل ابوبکر صدیق پہر عمر بن الخطاب پہر عثمان بن عفان پہر علے بن ابی طالب علی ترتیب خلافت رضی اللہ عنہم اجمعین) گرچہ چارون صحابیون کے بہت سی فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہین لیکن صحابہ رض نے حضرت ابوبکر اور عمر رض کے فضائل کو بکثرت پایا اور اونمین سے خاص ابوبکر رض کے فضائل اور زیادہ ثابت ہوئی تو سب انصار و مہاجرین نی کہ جنکو ثنا و صفت قرآن مجید مین موجود ہے ابوبکر صدیق کی افضلیت پر اتفاق کیا اسی وجہ سے اونکو نبی علیہ السلام کی بعد خلیفہ بنایا پہر اونکی بعد عمر رض کی افضلیت پر اتفاق ہوا البتہ بعض علمار نے علی کو عثمان پر فضیلت دی ہے لیکن اکثر متقدمین عثمان کو علی پر فضیلت دیتے چلے آئے ہین پس کوئی وجہ وجیہہ ضرور اونکی پاس ہو گی لہذا جمہور کے مخالفت کرنا اچہا نہین کچہہ فضائل ان صحابہ کے آگے آوینگی انشا اللہ تعالی (پہر وہ جو بدر کی لڑائی مین حضرت کی ساتہہ تہی) جب نبی صلی علیہ وسلم کافرونکے تکلیف سے مکہ چہوڑکر مدینہ مین تشریف لائے تو اوسکے دوسری سال سنا کہ ابوسفیان شام کی ملک سی قافلہ کے ساتہہ آتا ہے حضرت یہہ خبر پاکر تین سو تیرہ صحابہ کے ساتہہ کہ اونمین سے ستر مہاجرین اور باقی انصار تہے قافلہ کی پیچہے لگے ابوسفیان یہہ خبر پاکر قافلہ لیکر بہاگ گیا اور مکہ مین جب یہہ خبر پہنچے تو ابوجہل قریب ایک ہزار آدمی کے لیکر حضرت کی مقابلہ کو نکلا مکہ کے قریب ایک میدان مین بدر ایک کنوان تہا وہان اگر مقابلہ ہوا اللہ نے اوسروز مسلمانون کے مدد کو آسمان سے ملائکہ بہیجے بہت کافر قتل ہوے ابوجہل بہی مارا گیا اور بہت سی گرفتار

جواب

جواب اربعہ

صحابہ افضل

ہین

فضیلت

ہیں

آئی چند صحابہ بھی شہید ہوئی آخر کفار کو شکست ہوئی سو ان صحابہ کی بہت سی فضائل
قرآن و احادیث مین آئی ہین اور انکی واسطی جنت کا وعدہ کیا گیا خلفاء اربعہ بھی انمین
شریک ہین ۔ پھر وہ جو احد کی لڑائی اور بیعت رضوان مین شریک ہے

مدینہ کی قریب ایک پہاڑ احد اوسکا نام ہے بدر کی لڑائی کے بعد مکہ کی کافر حضرت پر چڑھ آئے
حضرت مع صحابہ کے مدینہ سی نکلکر احد کے پاس اونسی مقابل ہوئی اول کفار کو شکست ہوئی
حضرت نی چند شخصون کو ایک گھاٹی پر تیر اندازی کے لئے محافظ ٹہہلا رکھا تہا جب کفار بہاگے
تو وہ لوگ بھی لوٹ کی واسطی اونکے پیچھے دوڑے کفار گہاٹی کو خالی پاکر پیچھے سے مسلمانون پر تیر برسانے
لگے اسوجہ سے حضرت حمزہ رضہ وغیرہ قریب ستر صحابہ کی شہید ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بھی سر مبارک پر چوٹ آئے اور ایک دانت کا کنارہ ایک کافر کے تیر پھینک مارنسی ٹوٹ گیا
پھر صحابہ نی جمع ہوکر حملہ کیا آخر معاملہ برابر سر برابر رہا سو ان صحابہ کی بھی قرآن و احادیث مین
بہت سے فضائل مذکور ہین پھر بعد اس لڑائی کی حضرت مکہ کو عمرہ کی نیت سے جبکہ مکہ کی قریب
ایک کوان حدیبیہ ہے جب حضرت وہان پہنچے تو اہل مکہ مانع آئی حضرت نی عثمانؓ کو صلح کی
مکہ مین بہیجا بہیجہی کسینی مشہور کردیا کہ عثمانؓ کو اہل مکہ نی شہید کرڈالا جب حضرت نی یہہ سنا تو
بقصد اسکی کہ اہل مکہ پر حملہ کرین سب صحابہ کو جو قریب تیرہ سو کی تہی بلایا اور راہتہ مین ہاتہہ لیکر بیعت
اقرار کرایا کہ اللہ کے راہ مین جان دینگے ہرگز نہ بہاگینگے اور عثمان کیطرف سے آپنی آپ بیعت
کئے اور وہ کیکر کا درخت کہ جسکی نیچے بیعت ہوئی تہی عربی مین اوسکو سمرہ کہتی ہین سو اس سبب سے
ان صحابہ کو اصحاب السمرہ کہتی ہین اور اس بیعت کو اللہ نے قبول کیا اور اس سی راضی ہوا
تو اوسکو اصحاب بیعت الرضوان بھی کہتی ہین سو اس احد کے معرکہ مین اور اس بیعت مین ابوبکر
عمر عثمان ۔ علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شریک تہی ان دونو معرکونکے صحابہ کے
حق مین بھی قرآن و احادیث مین بہت فضائل اور مجاہدے آئی ہین ۔ الغرض اول
نبیون کی آدم علیہ السلام اور سب سے آخر محمد علیہ السلام ہین اور درمیان

اونکی بہت انبیا ہوئی ہین بی گنتی کے سب پر ایمان لانا چاہیی صلوات
اللہ علیہم اجمعین) اگرچہ بعض احادیث سی انبیا علیہم السلام کے تعداد ثابت ہی چنانچہ
امام احمد نے ابوذر رضہ سی روایت کیا ہے کہ کسینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی انبیا علیہم السلام کے
تعداد پوچھے پس آپنی فرمایا ایک لاکھہ چوبیس ہزار ۱۲۴۰۰۰ ہین کہ اونمین سی تین سو تیرہ رسول ہین
اور بعض روایتون مین دو لاکھہ چوبیس ہزار آئی ہین بہرکیف مجملاً سب کو برحق جانے اور
تعداد معین نہ کرے کیونکہ روایتونکا اختلاف کہ ایک مین دو لاکھہ چوبیس ہزار دوسرے
مین ایک لاکھہ چوبیس ہزار صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت نی حصر نہین کیا پس اگر ایک لاکھہ
چوبیس ہزار ہی پر ایمان لاوین تو باقی انبیا کا انکار لازم آوے گا اور اگر دو لاکھہ چوبیس
ہزار پر ایمان لاوین تو دو مشکلین پیش آوین اول یہہ کہ پہلی روایت کی موجب غیر انبیا
کو انبیا کہنا پڑے دوم یہہ کہ احتمال ہے کہ کوئی اور روایت ہو کہ اوس مین اس
سے بہی زیادہ تعداد ہو تو اوسکا انکار لازم آوے پس بے تعداد مجملاً سب پر ایمان
لاوے اور سب کی محبت دل سے رکہی اور جب کسیکا نام سنے تو علیہ السلام کہے
اور جب صحابہ کا نام آوے تو رضی اللہ تعالے عنہ کہے اور اکابر دین کا نام آوے
رحمہ اللہ کہے **فائدہ** اکثر جاہل نبی اور رسول کے ایک ہی معنی مراد لی جاتے
ہین لیکن کہتے نبی اور رسول مین فرق کرتے ہین پس جس نبی کو کتاب اور دین
جدید اللہ کے طرف سے ملے جیسا کہ موسے اور عیسی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو اونکو
رسول کہتی ہین اور جس کو کتاب اور دین جدید نہ ملا تو وہ فقط نبی ہے اوسکو رسول نہ
کہین گے پس ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہین اللہ اعلم **فائدہ** سب نبی
مرد آزاد و ذی نسب معصوم تہے اور کسی مین کوئی ایسا عیب نہ تہا کہ عوام اوسکی سبب
اوسکو حقیر جانین اور احکام الہی کو نہ مانین ✤ **فصل** ۶ اللہ تعالے نے
اپنی رسولون پر کتابین اتاری ہین جو کچہہ اونمین ہی سب حق ہے

رسول کو جسطرح معجزہ اوسکی سچائی کے لیئے ملتا ہی اسیطرح کتاب بہی دی جاتی ہی کہ اوسپر
لوگ ایمان لاوین اور عمل کرین جن جن چیزون سی اللہ نے اوس مین منع کردیا ہے اوس سی باز
رہین اور جس کا حکم دیا ہے اوسپر عمل کرین اور پہلی لوگونکا ثواب و عذاب سنکر عبرت پکڑین
اور جو غیب کے خبرین اوسمین ہون اونکو سچ جانین اور جو صفات الہی اوسمین مذکور ہون
اونپر ایمان لاوین کتاب الہی مین اثبات توحید و رد شرک و کفر جزا و آخرت کا ذکر بہی ہوتا ہے
علی ہذا القیاس اور یہہ کتاب اوس رسول کی امت کی لئی بمنزلہ قانون کی ہوتی ہے

**ف** شرح عمدہ مین لکہا ہی کہ کل آسمانی کتابین اکیسو ہین اون مین سی چہوٹے
چہوٹی پچاس صحیفے حضرت شیث پر اور تیس حضرت ادریس پر اور دس حضرت ابراہیم پر اور
دس حضرت آدم علیہم السلام پر اوترے اور چار بڑی بڑی کتابین ان چار انبیا علیہم السلام پر نازل
ہوئین کہ تفصیل اونکی آگی آتی ہے انشا اللہ تعالی لیکن یہان بہی مجملا بی تعداد کے سب کو جان جانے

**لاوین مین سی توراۃ موسی پر اور زبور داؤد پر اور انجیل عیسی علیہم السلام**
**پر نازل ہوئے** بنی اسرائیل کی ہدایت کو اول توراۃ موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے
اوسکی بعد داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئے لیکن توراۃ کی احکام کو بدستور قائم رکہا بعد اوسکے
عیسے علیہ السلام پر انجیل اوتری اوسمین توراۃ کی سخت و دشوار احکام کو منسوخ کردیا گیا جن بنی
اسرائیل نے عیسی علیہ السلام کو نمانا اور اپنی زعم مین وہ موسی علیہ السلام کی متبع ہین سو وہ
یہود کہلاتے ہین اور جنہون نے عیسے علیہ السلام کو مانا لیکن محمد علیہ السلام کو یہود کی طرح
سو وہ نصاری کہلاتی ہین ان کتابون مین ہمارے نبی علیہ السلام کی پیدا ہونیکی خبرین اور
اونکی ہجرت کی جائے اور اونکی صحابہ خصوص خلفاء اربعہ کا حال بہی مندرج تہا چنانچہ جب
حضرت سید المرسلین صلعم مدینہ منورہ تشریف لیگئی اہل کتاب نے پہچان لیا کہ یہہ وہی ہین کہ جنکی خبر
ہماری کتابون مین لکہی ہے اور شہر کے دروازی کہولدیے جیسا کہ کچہہ کچہہ نشان اب بہی پائے
جاتے ہین لیکن یہود و نصاری کے ان اول صدیون مین بڑے بڑی سخت حادثی پڑے کہ جسکے

باعث سے تورات و انجیل مین تغیر کے آگیا چنانچہ بخت نصر بادشاہ نے یہود پر چڑہائی کے اور
ہزارہا یہود کو قتل کیا اور تلاش کرکے تورات و زبور کو جلادیا انکی ان لکہا ہی کہ اوسوقت
بیت المقدس مین کل ایک نسخہ تورات کا اصل دہرا رہا کرتا تہا سو اوسکو بہی اوسنے جلایا بعد اوسکے
لوگون نے کچہہ کچہہ اپنی یاد سی لکہا اور موسے علیہ السلام کے بعد کی قصون کو بہی اوس مین داخل
کردیا پہر اوس مین بہی روز بروز اپنی غرضون سی تبدیل و تغیر کیا یہانتک کہ ہمارے نبی
علیہ السلام کی خبرین یک بحت نکالڈالین اسی طرح عیسے علیہ السلام کو جب یہودی گرفتار
کیا تو انجیل کا کل ایک نسخہ تہا اوسکو بہی یہود نے جلادیا اونکے بعد اونکی حواریون نے
کچہہ کچہہ حال عیسی علیہ السلام کا اور کچہہ مضامین انجیل کے اپنی یاد پر لکہی کہ جو اب انجیل متی و لوقا وغیرہ
کے نام سی مشہور ہین پہر مدتکی بعد بہت سی لوگون نے کہ بعض اونمین سی بطمع دنیا دی حواریون کے
شاگرد تہے دعوا کیا کہ ہمین الہام ہوتا ہے سو اوسکی موجب تاریخی طور پر حواریون کی قصون کو
بہی جمع کیا اور اس کل مجموعہ کا نام انجیل رکہا پہر اس مین بہی طرح طرح کے کمی زیادتی کے اور
اسکی کیفیت آجکل کے انجیل دیکہنی سے خوب واضح ہوتی ہے اور اس بحث کو علماء دین نے
اپنی کتابون مین خوب ثابت کیا ہے الحاصل وہ تورات و انجیل اب نہین ہے تاریخ کے
طور پر کچہہ کچہہ حالات عیسی و موسی علیہما السلام کے اور کچہہ کچہہ مضامین تورات اور انجیل کی جمع
کرلئے ہین اب اونکو تورات اور انجیل کہتے ہین (اور قرآن سید المرسلین خاتم
النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا) حضرت ابتدا عمر سے ہی ہمیشہ یاد
الہی مین رہا کرتے تہی لہذا آپکو تنہائی مرغوب تہی مکہ کے پاس ایک پہاڑ مین غار ہے اوسکو
غار حرا کہتی ہین اوسمین تنہا بیٹہہ کر یاد الہی کرتے تہی کئی روز کا کہانا پینا اوس مین لیجایا
کرتے تہی کبہی آپ کی بیوے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دی آیا کرتے تہین پس جب
آپ کی چالیس برس کی عمر ہوئی اوسی غار حرا مین جبرئیل آپ کی پاس وحی لائی اور کہنے
لگے کہ پڑہ آپنی فرمایا مین پڑہا ہوا نہین پہر جبرئیل نے اسیطرح سے کہا پہر آپ نی بہی فرمایا

ف ۱ تاریخی طور پر حواریون کی قصون کو بہی جمع کیا اور اس کل مجموعہ کا نام انجیل رکہا پہر اس مین بہی طرح طرح کے کمی زیادتی کے اور اسکی کیفیت آجکل کے انجیل دیکہنی سے خوب واضح ہوتی ہے اور اس بحث کو علماء دین نے اپنی کتابون مین خوب ثابت کیا ہے الحاصل وہ تورات و انجیل اب نہین ہے تاریخ کے طور پر کچہہ کچہہ حالات عیسی و موسی علیہما السلام کے اور کچہہ کچہہ مضامین تورات اور انجیل کی جمع کرلئے ہین اب اونکو تورات اور انجیل کہتے ہین

ف ۲ حضرت ابتدا عمر سے ہی ہمیشہ یاد الہی مین رہا کرتے تہی لہذا آپکو تنہائی مرغوب تہی مکہ کے پاس ایک پہاڑ مین غار ہے اوسکو غار حرا کہتی ہین اوسمین تنہا بیٹہہ کر یاد الہی کرتے تہی کئی روز کا کہانا پینا اوس مین لیجایا کرتے تہی کبہی آپ کی بیوے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دی آیا کرتے تہین پس جب آپ کی چالیس برس کی عمر ہوئی اوسی غار حرا مین جبرئیل آپ کی پاس وحی لائی اور کہنے لگے کہ پڑہ آپنی فرمایا مین پڑہا ہوا نہین پہر جبرئیل نے اسیطرح سے کہا پہر آپ نی بہی فرمایا

آخر جبرئیل نے سورہ اقرا باسم ربک مالم یعلم تک پڑھے آپ اس کیفیت سے پہلی واقف نہ تھی گھبرا کر گھر تشریف لائے خدیجہؓ سے سب قصہ بیان کیا خدیجہ حضرت کو ورقا بن نوفل کے لائیں اور ورقا بن نوفل انجیل خوب جانتی تھے سنکر کہنے لگی یہ جبرئیل ہیں اور جس رسول کے پاس آئی ہیں لوگ اوسکی دشمن ہو گئی ہیں اور کاش جب قریش آپکو مکہ سے نکالیں میں بھی جوان ہوتا کہ آپ کی خوب مدد کرتا اور قبل نبوت کی سوائی ورقا کی اور بہت سے رہبان و قسیس آپ کی منتظر تھے اور شب و روز یہی دعا مانگتے تھے اور درخت و پتھر آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہا کرتے تھے پھر جبہ مہینے تک آپ پر کوئی آیت یا سورت نازل نہوئی پھر سورہ مدثر نازل ہوئی پھر قرآن پے در پے اترنا شروع ہوا اور بعد اسکی تیرہ برس تک حضرت مکہ میں رہے جب حاجت تیرہ برس تک یہاں قرآن نازل ہوا رفتہ رفتہ لوگ ایمان لائی اور دین حق میں آنے لگے چنانچہ لڑکوں میں حضرت علی اور عورتوں میں حضرت خدیجہ نبی علیہ السلام کے بیوی اور بڑے لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سب سے پہلے ایمان لائی اور اللہ کے دین میں داخل ہوئی پھر رفتہ رفتہ اور لوگ بھی ایمان لائے جب کفار قریش نے یہ دیکھا تو آنحضرت اور سب مومنین کو طرح طرح کی تکلیفات دینا شروع کیا حضرت نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دی قریب ستر صحابہ کہ اون میں سی حضرت کے چچازادی بہائی جعفر طیار بھی تھے ملک حبشہ میں چلی گئی اور وہاں کا بادشاہ نجاشی بھی اون لوگوں سے حضرت کا حال سنکر ایمان لایا اور خود حضرت مع ابوبکر صدیق کے بحکم الٰہی مکہ چھوڑ کر مدینہ میں تشریف لائی مدینہ کی لوگ بہت تو حضرت پر پہلی ہی سی ایمان لا چکی تھی لہذا حضرت کی آنیکی خبر سنکر صدہا آدمی استقبال کو جاتی تھی آخر جب تشریف لائے چند روز قبا میں کہ مدینہ سی قریب دو تین کوس کی فاصلہ پر ہے ٹھیرے پھر مدینہ میں آئے ابوایوب انصاری رضؓ کے گھر ٹھیرے پھر تو اور باقی لوگ بھی ایمان لائی دس برس تک مدینہ میں رہی اسلام کو بڑی قوت ہو گئی کفار سی جہاد شروع ہوا بڑی لڑائی سب سی پہلی

بدر مین واقع ہوئے وہان مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی پہر احد کے لڑائی ہوئی اسطرح بہت سی لڑائیان کفار سی ہوئین آخر اللہ تعالے نی اسلام کو غالب کیا پہر مکہ کو بہی حضرت نی فتح کر لیا تمام اہل مکہ بہی ایمان لائی آپکی حیات مین دو دو مہینے کی راہ تک عرب مین اسلام پہیل گیا تہا حضرت کے بعد حضرت کی صحابون نے روم و شام ایران و مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک فتح کئی چند روز مین جہانکی چہار طرف اللہ نے اپنا دین پہیلا دیا ہر طرف دین حق کا نشان بلند ہو گیا کیارہوین برس ربیع الاول کی اول عشرہ مین پیر کے دن صبح کیوقت تریسٹہ برسکی عمر مین حضرت نی دنیا فانی کو چہوڑا اور ملک جاودانی کے طرف متوجہ ہوا اس دس برسکی عرصہ مین بہی کہ حضرت مدینہ مین رہے جب جاجت باقی قرآن نازل ہوا پس کل قرآن تیئس برس مین تہوڑا تہوڑا جب جاجت آسانیکے لئے نازل ہوا حضرت کی روبرو یہود مین سی بہی چند تورات کی عالم عبداللہ بن سلام وغیرہ کیسے ایمان لائے اور نصاری مین سی بہی بہت لوگ انجیل کے عالم کہ انکی تفصیل کتب سیر مین موجود ہے ایمان لائے ف کیفیت قرآن کے نزول کی جیسا کہ طبرانی و حاکم و بیہقی و نسائی و ابن ابی شیبہ و ابن مردویہ نی ابن عباس سی روایت کیا ہے یون ہی کہ رمضان مین لیلۃ القدر کو کل قرآن یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کیطرف نازل کیا گیا اور آسمان دنیا مین ایک جگہہ بیت العزت ہی وہان رکہا گیا اور جبرئیل نے وہان کی ملائکہ سفرہ کرام برره کو لکہوا دیا پہر بقدر حتیاج تہوڑا تہوڑا تیئس برس مین حضرت پر نازل ہوا کما قال تعالی اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنے ہمنی اتارا اسکو لیلۃ القدر مین و قال تعالی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ رمضان کا وہ مہینا ہے کہ جس مین قرآن نازل کیا گیا کذا فی الاتقان ف پس جب حکم ہوتا تہا تو جبرئیل علیہ السلام لوح محفوظ سے دیکہکر یا خود اللہ تعالی سی تلقین پاکر اور سنکر حضرت کی پاس لاتی تہی قالہ ابن حجر فی الاتقان لیکن الفاظ اور معانی سب جبرئیل کیطرف سی لاتی تہی اور بعض فقہ مضمون اور معانی اللہ کیطرف سی لاتی اور اپنی عبارت سی حضرت کو سناتی تہی لیکن اس قسم کا نام سنت ہی قرآن کیونکہ قرآن الفاظ ہی مین

جانب اللہ ہین کذا فی الاتقان ف علمار نے حضرت پر وحی نازل ہونیکی چند کیفیات
نقل کی ہین اول یہہ کہ حضرت کی پاس جبرئیل جرس کیسی آواز سے آتی تہی جیسا کہ صحیح
بخاری مین آیا ہی احمد نے اپنی مسند مین عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہی کہ مینی حضرت سے
عرض کیا کہ آپکو وحی آتی ہوئے معلوم ہوتی ہے پس فرمایا کہ مین ایک جرس کیسی آواز سنتا ہون
یہہ وہ آواز بند ہوجاتی ہے اور یہہ مین یون ظن کرتا ہون کہ شاید اس سے میرے روح قبض ہوجائیگی
خطابی نے کہا ہے کہ یہہ آواز وحی کی فرشتہ کی تہی اور حضرت پر اول کلام خلط ملط نہوتا تہا
یہانتک کہ آخر کو یہی سمجہہ لیتے تہی بعض نے کہا ہی یہہ فرشتہ کی پر ونکی آواز تہی اور اسمین
یہہ حکمت تہی کہ حضرت کو وحی کی آنیکی پہلی اطلاع ہوجاوی تاکہ کسیطرف کا خیال باقی نرہے
دوم یہہ کہ جبرئیل آدمی کے شکل مین ہوکر آتے تہی اور حضرت کو کلام الہی پہنچاتی تہی جیسا
صحیح بخاری مین موجود ہے کہ احیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول کبھی فرشتہ آدمی
کیصورت مین آتا ہے پس مجہسے کلام کرتا ہی سو مین جو وہ کہتا ہے خوب سمجہہ لیتا ہون سوم یہہ کہ
خواب مین اکر فرشتہ انکی کہہ جاتا تہا سو قرآن مین کوئی آیت یا سورت اسطرح نازل نہین ہوئی
ان سے نازل ہوئی تہی چہارم یہہ کہ خود اللہ تعالے حضرت سے کلام کرتا تہا یا تو جاگتی مین جیسا کہ
شب معراج مین کلام کیا تہا یا خواب مین جیسا کہ حدیث معاذ مین ہے اتانی ربی تعالی فیما
تختصم الملاء الاعلی الحدیث سو اس قسم پر بہی قرآن نازل نہین ہوا ان آخر سورہ بقرہ کا البتہ حالت
بیداری مین خود اللہ تعالی سے ہم کلام ہوکر شب معراج مین حضرت نے سیکہا ہے کذا فی الاتقان ف پس جب جبرئیل علیہ السلام کچہہ آیات قرآن کے بحکم الہی آپ کی پاس لاتے
تو حضرت کاتبون سے فرماتی تہی کہ ان آیات کو کہ فلان سورہ کی ہین اسی سورہ مین لکہہ دو سو
کاتب اس آیت کو جہانکی ہوتی تہی وہین لکہدیا کرتے تہی چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد
نے روایت کیا ہے وکان اذا نزل علیہ شئ دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ھؤلاء
الآیات فی سورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا یعنے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچہہ نازل ہوتا تہا

تو آپ اپنی بعض کاتب کو بلاکر فرما دیتی کہ ان آیات کو فلان سورہ مین لکھوا و سبب یہہ تھا
کہ قرآن مجید کے اصل ترتیب لوح محفوظ کے مطابق اسطرح سے تھی کہ جواب
تک حضرت کی زبانہ سی چلی آتی ہے کہ اول سورہ فاتحہ ہی پہر سورہ بقر پہر سورہ آل عمران علی
ہذا القیاس لیکن نازل ہونمین یہہ ترتیب نہ تھی کہ اول کی سورہ اول نازل ہوا اور بعد کی بعد
بلکہ جسوقت مین جس سورہ یا آیت کی ضرورت ہوتی تھی خواہ وہ سورہ یا آیت اول کی ہو خواہ
بعد کی تو جبرئیل علیہ السلام اسکو آسمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لاتی تھی اور حضرت
اسکو اسکی موقع اصلی پر لکھوا دیتی تھی چنانچہ تمام قرآن مجید حضرت کی حیات مین باترتیب لوگونکی
پاس لکھا ہوا تھا اور بہت سی[۱] حافظون کو یاد ہوگیا تھا انہون نی بارہا حضرت کو سنا دیا تھا اور
ہر شخص خصوص حفاظ ہر رمضان پڑہا کرتے تھی اور آپسمین ایک دوسرے کو سنایا کرتے تھی اور حضرت
سی بہی سنا کرتی تھی اور حضرت کو سنایا کرتے تھی لیکن حضرت نی اپنی حیات مین بعض آیات
کی منسوخ التلاوت ہونیکی احتمال سی یا اسوجہ سے کہ اور آیات نازل ہونیکا آپکی زیست مین
احتمال تھا یا کسی اور وجہ خاص سی قرآن کی اجزا کو ایک جلد مین جمع کرکے نہ لکھوایا تھا پہر
حضرت کی بعد ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب کافر سے صحابہ کی لڑائی ہوئی انجام کار خالد بن
الولید رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ سے وہ نامراد مارا گیا لیکن بہت سی حافظ اُس جہاد مین شہید
ہوئی عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سی کہا کہ اس جہاد مین اکثر حافظ شہید ہوگئے
ہین اگر اسیطرح دو ایکبار پہر حافظ شہید ہوئی تو خوف ہی کہ کوئی حافظ قرآن نہ رہیگا اور قرآن
مین کمی ہوجاویگی کیونکہ تمام قرآن ایک جلد مین جمع نہین ہے بلکہ متفرق اجزا مین پس جب
حافظ نہ رہین گے تو ممکن ہے کہ ان اجزا مین سے کوئی جز جاتا رہے اور قرآن مین کمی ہوجاوے
پس بہتر یہہ ہی کہ ان اجزا کو حافظون سی مقابلہ اور صحت کرا کی ایک جا جمع کرا دیجی ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ حضرت نی اپنی حیات مین جمع نہ کیا اب نئی بات کیونکر کیجاوے عمر
نے کہا کہ واللہ اسمین مصلحت ہی پہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دلمین بہی اللہ تعالی نے الہام کیا تو فرمانے

[۱] حسب اور صحیح بخاری باب کتابۃ القرآن جمع القرآن فی عہد النبی صلعم

[۱] اسی سے ثابت ہوا کہ قرآن باترتیب سورہ اور آیات کی موجودہ ترتیب حضرت کی زمانہ مین لوگونکی پاس لکھا ہوا تھا

لگے کہ واللہ ای عمر تم سچ کہتے ہو پھر صدیق اکبرؓ نے زید بن ثابت انصاری رضہ
کاتب وحی سی یہی تقریر کے اور آخر انہون نے بھی کئی بار اسیطرح سی گفتگو کی آخر
اونکو بھی اسکی مصلحت معلوم ہوئی تو اونہون نے سب لوگونکی ہان کی اجزار[1]
منگا کی اور حافظون سی مقابلہ کرکے ایک جلد مین مجتمع کردیا[2] یہہ مضمون صحاح
مین ہی پھر وہ قرآن زید بن ثابتؓ کا لکھا ہوا ابوبکر رضہ کے پاس رہا اونکی بعد عمر
رضہ کی پاس رہا اونکی بعد اونکی بیٹی حفصہ ام المومنینؓ کی پاس رہا **ف**
ترمذی نے ابی کعبؓ سی روایت کیا ہے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبرئیلؑ سے کہا ای جبرئیل میری امت مین ان پڑہ لوگ بہت ہین اور بوڑہے
بڑہیان اور لڑکے بڑی عمر کے اور غلام لوگ بیگانہ تابعدار اور صغیر سن
ہین اور بعض بالکل امی ہین جبرئیلؑ نے کہا ای محمد یہہ قرآن سات[3] حرف
پر نازل ہوا ہے انتہی الحاصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی امت کی حال پر شفقت
فرماکر جبرئیلؑ سے یہہ دریافت کیا کہ میری امت مین ان پڑہ اور ضعیف لوگ اور کم
سن اور بیگانہ تابعدار بہی بہت ہین کہ اونکو تکمیل حروف ولغات مشکل ہے
پس بعض بعض الفاظ سب لوگونسے ایکطرح ادا ہونی مشکل ہین اسکی کیا
تدبیر ہے جبرئیلؑ نی کہا قرآن کی الفاظ مین بہت وسعت اللہ نے عطا فرمائی
ہے عرب کی قبیلون کے محاورہ کے موافق اللہ تعالی نے ایسی الفاظ کو سات طرح پر
نازل فرمایا ہے پس جس شخص کو جسطرح سی اپنی محاورہ کی موافق پڑہنا

انسان معلوم ہو پڑہ لیا کرے مثلاً لفظ عیون بعض لوگون کے محاورہ مین عین کی زیر سے اور بعض کے ہان عین کے پیش سی بولا جاتا ہے پس اللہ نے قرآن مین اس لفظ کو جبرئیل سے دونون طرح سے پڑہ کر سنا دیا پس جو عین کی زیر سے پڑہتی ہین انکو اپنے محاورہ کے موافق زیر سے پڑہنا درست ہو گیا اور جو پیش سے پڑہتی ہین انکو پیش سے درست ہو گیا اور اگر ایک ہی طور پر ہوتا تو ایک فریق کو گونہ اوسکی ادا کرنے مین تکلف ہوتا سو اس قسم کے اختلاف کو اختلاف قرارت کہتی ہین اور یہہ اختلاف حضرتکے روبرو تہا پہر عثمان رضہ کے خلافت مین کچہہ عراق کے لوگون نے بعض بعض الفاظ کی پڑہنی مین بہت اختلاف کیا اور اپنی محاورون کو اوس مین دخل دیا سو حذیفہ بن الیمان رضہ نے آکر یہہ اختلاف عثمان رضہ سی بیان کیا اور کہا ای امیر المومنین اس امت کی خبر لو اور یہود و نصاری کے طرح اختلاف ہونے سی پہلی ہی تدارک کرو سو امیر المومنین عثمان رضہ نے ام المومنین حفصہ رضہ کی گہر سے وہ ابوبکر صدیق رضہ کے وقت کا قرآن منگایا اور زید بن ثابت الانصاری اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام قریشیون کو بلا کر دیا کہ اس قرآن سی چند نسخے نقل کرو اور جس لفظ مین زید بن ثابت انصاری اور تم تینون قریشیون مین اختلاف واقع ہو تو تم اوسکو اپنی زبان کے محاورہ کی موجب لکہو اور غیر قبیلہ کی محاورہ کو ترک کرو کیونکہ قرآن قریش کے زبان مین نازل ہوا ہی پہر سات نسخی مشہورون ہی کہ پانچ نسخے نقل کرا کی ہر ہر مین بہیجدیا اور کہا انکی مطابق پڑہو اور باقی نسخے کہ جنمین اور قبیلون کے محاورات تہی سب کو اکہٹا کرا کر جلا دیا تاکہ اختلاف دور ہو جاوی اور اصل نسخہ حفصہ ام المومنین کے پاس بہیجدیا اسی سبب سے عثمان رضہ کو جامع القرآن کہتی ہین یہہ مضمون صحیح بخاری مین ہے اللہ تعالی نے اپنی اس وعدہ کو وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم قرآن کی نگہبان ہین خوب بجا کر دکہلایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زمانہ سے آجتک مشرق سی مغرب تک جسقدر اہل اسلام ہین سب کے پاس وہی قرآن مجید جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات مین تہا بلا فرق موجود ہے

کہین ایک جا بھی اختلاف اور کمی زیادتی نہین باوجود اسکے اہل اسلام مین قرن اولی سی لیکر سالہا سال تک باہم ایسی ایسی سخت وجنگ وجدل واقع ہوئی ہین کہ اگر کسے اور قوم مین ہوتی تو وہ قوم باہم لڑکر ایسی ضعیف ہو جاتی کہ اور لوگ اونکی حاکم ہو جاتی اور اونکی ہان سی علم کتب سب کچھہ نیست ونابود ہو جاتا پس اگر قرآن کتاب الہی نہ ہوتا تو اللہ تعالی اوسکی ایسی محافظت نہ کرتا اللہ تعالی خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جزاء خیر عطا فرماوے کہ اونہون نی قرآن کے خوب محافظت کی تمام امت پر اونکا احسان ہی ف ہر سال جبرئیل علیہ السلام اکیس رمضان مبارکمین کل قرآن مجید ترتیب اصلی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑہکر سنایا کرتے تھے اور کبھی حضرت پڑھتے جبرئیل سنتے تاکہ ترتیب اصلی سی تمام قرآن حضرتکو خوب یاد ہو جاوی اور پھر جو آیت اترا کرے اوسکو اوسکی اصلی موقع پر لکھوا دیا کرین اور حفاظ کو بتا دیا کرین اور انہین مرتبون مین اون الفاظ جو قریش کی قبائل مین مختلف طور پر بولی جاتی ہی جبرئیل نے مختلف طور پر پڑہا تاکہ سبکو آسان ہو جاوی اور سات قرآت انہین اختلافات جبرئیل سی مستفاد ہین جیسا کہ پہلی اسکے تحقیق ہو چکی ہے یہہ مضمون صحاح مین ہے ف جب جبرئیل علیہ السلام حضرت کی پاس آیات قرآن لاتے تھے تو جبرئیل پڑہکر سناتے ہو جبرئیل کے ساتھہ جلدی جلدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے تاکہ کچھہ بھول نجاوین پس اسمین حضرت کو گونہ تکلیف ہوتی تھی اللہ تعالے نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ یعنے قرآن مجید کے پڑہنے وقت اپنی زبان کو جلدی جلدی نہ ہلا تاکہ اوسکی یاد نہین جلدی کری کیونکہ ہماری ذمے پر اسکا جمع کرنا ہے تیری دلمین اور تیرے بیان سے اوسکا پڑہنا ہی ف جب حضرت جبرئیل وحی لاتی تو ہیبت الہی سے حضرت کا بدن مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتا تھا اور آنحضرت پر غشی کیسی صورت نمایان ہو جاتی تھی اور جس سواری پر حضرت اوسوقت سوار ہوتی تھی تو وہ سواری گھٹنون کی بل بیٹھہ جاتی ہے حیف کی بات ہی کہ دشمنان خدا حضرت کی اسحالت تغیر اور کیفیت خشیہ کو جو ایک عمدہ حالت خاص بندگان کی لئی ہوتی ہے مرض صرع کہتی ہین اور

احمق یہہ نہین جانتی کہ دنیا مین جب معشوق باحاکم کا نامہ آتا ہے تو عاشق اور محکوم کو اوسکے دیکھتی ہی کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ بعض کو شادی مرگ ہونی کی نوبت ہو جاتی ہے تن بدن کے خبر نہین رہتے پس اسپر حضرت کی حال کو جو فرسنگہا دور و سنگ ان حالات سی دور ہی قیاس کر لینا چاہیے لیکن نا انصاف لوگ جب طعن کی کوئی بات نہین دیکھتے ہین ہنر کو ہے عیب کہنے لگتے ہین کیا خوب کہا ہی کسینی ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ ۔

**(جو کچھہ قرآن مین ہی حق ہی اور جو قرآن کی مخالف ہی وہ غلط ہی)**

یہہ ظاہر ہے کہ اللہ کے کتاب کے جو مخالف ہوتا ہے وہ غلطے پر ہوتا ہی خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو کیونکہ اللہ سے زیادہ کوئی علیم اور حکیم نہین اور جو کتاب اللہ کے موافق ہوتا ہے اور جو آپ مین ہوتا ہے وہ حق پر ہوتا ہے اور قرآن کا کتاب الہی ہونا ہم ثابت کر چکے ہین **(قرآن پہلی کتابون کی لئے ناسخ ہی پس تا قیامت قرآن کی احکام پر عمل رہیگا)** کیونکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور آپکے نبوت تا قیامت تمام عالم کے لئی ہی پس جس جا پہلے کتابین اور قرآن کے احکام متفق ہین تو وہان نسخ کی کچھہ حاجت نہین اور جہان مخالفت ہی تو دونو پر عمل کرنا متعذر ہی بلکہ ناممکن پس ضرور ہے کہ دونون مین سی ایک کی احکام کو منسوخ قرار دین گے اور یہہ ظاہر ہے کہ پچھلے احکام الہی پہلی احکام کی لئے ناسخ ہو جاتے ہین برعکس نہین ہو سکتا اور سب کتابون پیچھے قرآن آیا ہے پس قرآن ناسخ ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد کوئی اور کتاب الہی نہین نازل ہوگی پس قیامت تک قران ہی کے احکام پر عمل رہے گا **(جو معانے قرآن کے ظاہر عبارت سی سمجھی جاتی ہین وہ حق ہین اون کو چھوڑ کر فرقہ باطنیہ کیطرح اور معنی قرار دینا گمراہی اور الحاد ہے)**

ملحدونکا ایک فرقہ اپنے آپ کو اہل باطن کہتا ہے وہ کہتی ہین قرآن و احادیث کے معانے یہہ نہین ہین جو الفاظ کے ظاہر دلالت سے سمجھی جاتے ہین مثلاً وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

کے یہہ معنی نہین کہ نماز پڑہو اور زکوۃ دو بلکہ قرآن کو اللہ اور رسول اللہ اور اولیاء اللہ کے
سوای اور کوئی نہین جانتا ہے اور اوسکی معنی اور کسیکی سمجہہ مین نہین آسکتی ہین اور اصل
غرض اونکی اس سی شریعت کا باطل کرنا ہی کیونکہ وہ نماز و روزہ حج و زکوۃ وغیرہ احکام الہی
کو فرض و واجب نہین جانتی ہین اور لہو و لعب کو کہ جس مین وہ شب و روز مصروف رہتے
ہین نجات کا سبب سمجہتی ہین سو یہہ بالکل گمراہی ہے اور کفر کی بات ہی کیونکہ اس سی اللہ اور اوسکے
رسول کا فیہوٹا ہونا نکلتا ہے نعوذ باللہ منہ دوسرے جب قرآن کی معانی اللہ اور رسول اور
اولیاء اللہ کے سوای اور کوئی نہین سمجہتا تو پہر تمام خلق کے لئے قرآن کا بہیجنا لغو اور بیکار ہے
العیاذ باللہ حقیقت یہہ ہے کہ یہہ لوگ شیاطین الانس ہین الہی انکو ہدایت دے قرآن جو حقائق اور
دقائق قرآن کے ارباب سلوک سمجہتی ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنی کا انکار نہین کرتے
ہین بلکہ اونکو مانکر پہر اور دقائق نکالتی ہین کہ اونکو اللہ تعالی نے قرآن مین رکہا ہے کیونکہ
قرآن کے لئے ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہی (پس دین مین چار چیز
اصول ہین اول قرآن) جن چیزون پر کہ دین کے بنیاد ہے وہ چار چیزین ہین پس
جو چیز ان چار سے ثابت نہین وہ دین مین نہ شمار کیجاوے گی اون مین سب سی اول
قرآن مجید ہے قرآن سے مطلب سمجہنی کے چار صورت ہین عبارت النص اشارت
النص دلالۃ النص اقتضاء النص کسلئے کہ اگر قرآن کی الفاظ سی استدلال ہی تو وہ دو
حال سی خالی نہین یا تو وہ الفاظ کسی خاص مقصود کے لئی بولی گئے ہین یا یہہ کہ اون سے
مقصود تو اور کچہہ ہوتا ہے لیکن اوسکی ضمن مین کچہہ اور مدعا بہی ثابت ہو جاتا ہے پس
قسم اول کو عبارت النص اور قسم دوم کو اشارت النص کہین گی جیسی کسی شخص نے
کسی چیز کو دیکہا اور اوسکی گوشۂ چشم سے اوسکی آس پاس کی چیزین بہی جو مقصود دیکہنے
سے نہ تہین نظر آگئین پس اوس چیز مقصود بالذات کا دیکہنا بمنزلہ عبارت النص کے
ہوا اور آس پاس کی چیزونکا دیکہنا بمنزلہ اشارت النص کے ہوا مثال اسکی قرآن کے

یہہ آیت ہی وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ الآیہ معنے اسکی یہہ ہین اور جسکی اولاد ہی
اوسپر اُن کے والدات کا کہانا اور کپڑا لازم اور واجب ہے یعنی لڑکے کی باپ پر اوسکی ماں کا
کہانا اور کپڑا واجب ہی یا تو اس لیے کہ وہ اسکی بیوی ہے یا اسلئی کہ اگر طلاق دی ہی تو وہ اوسکے
کو دودہ پلاتی ہے بہرطور اللہ تعالی کا ان الفاظ سی یہہ مقصود ہی کہ باپ پر اولاد کی ماں کا کہانا اور
کپڑا واجب ہے پس یہہ مضمون عبارت النص سے سمجھا گیا اور اوسکی ضمن مین یہہ بھی سمجھا گیا کہ لڑکا
باپ ہی کا ہے پس یہہ مضمون اشارت النص سی سمجھا گیا اور یا الفاظ سی استدلال نہین بلکہ
معنی سی ہے پس اب یہہ بھی دو حالی خالی نہین یا تو باعتبار لغت کی ان معنی سی کوئی اور چیز
سمجھی جاویگی تو وہ دلالۃ النص ہی یا ان معنی کی صحت کسی اور چیز پر موقوف ہی خواہ بطور عقل کے
خواہ بطور شرع کی پس یہہ چیز کہ جس پر ان معنی کی صحت موقوف تہی اقتضار النص سی سمجھے
جاویگی اور اس دلالت کو اقتضار النص کہین گے مثال دلالۃ النص کی یہہ ہی قال تعالی
وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا یعنی ماں اور باپ کو اُف نہ کہہ اور نہ جھڑک پس عبارت النص سے
تو ماں باپ کو اُف کہنا اور جھڑکنا منع سمجھا گیا اور اس سی اونکو تکلیف دینا جو لازم معنی تہا وہ بطریق
دلالۃ النص کے منع سمجھا گیا پس ماں باپ کو مارنا اور تکلیف دینا بطور دلالۃ النص کی حرام سمجھا گیا
مثال اقتضار النص کی قال تعالی أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ یعنے نماز پڑہو پس نماز کا پڑہنا بطور عبارت النص
کی سمجھا گیا لیکن شرع مین نماز بدون طہارت کی صحیح نہین پس یہہ طہارت کہ جسپر نماز کے
صحت موقوف ہی اس قول سی اقتضار النص سی سمجھی گئی یا کسینی اپنی نوکر سے مثلاً یون کہا کہ مجھ
پانی پلا پس پانی کی طلب بطور عبارت النص کی سمجھی گئی لیکن یہہ پانی پلانا عقلاً اسپر موقوف ہی کہ
وہ کسی برتن مین لاوی پس اسکلام سی وہ برتن کہ جس مین وہ اپنی آقا کو پانی پلاسکی اقتضار النص سے
سمجھا گیا پہر قرآن کی نظم کی بہت سی اقسام ہین عام اور خاص اور مأول اور مشترک اور ظاہر اور
نص اور مفسر اور محکم وغیرہ کہ کل اُنکی قسم ہوتی ہین اور پہر اونکی تفصیل اور احکام وغیرہ علم
اصول فقہ مین بہت شرح اور بسط کی ساتہہ لکہی ہین جی زیادہ تحقیق منظور ہو وہ وہان دیکہہ لے

ف قرآن مجید کے تخمیناً پانسو آیت احکام کے لئے اصل ہین کہ اونہین سے احکام کے لیے
مستفاد ہوتی ہین اور باقی قرآن مین کافرون کے عذاب اور ہلاکت اور مومنون کی ثواب وغیرہ
امور مذکور ہین (دوم سنت رسول اللہ ص) اصل دوسری ہین مین سنت نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی ہے سنت رسول سی مراد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل اور کسی امر کو
دیکھکر سکوت کرنا ہے اول کو سنت قولی اور دوسرے کو فعلی اور تیسرے کو تقریری کہتی ہین سنت
قولی اسطرح پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے کچھ فرمایا ہو اور سنت فعلی
یہہ کہ حضرت نے کوئی کام کیا ہو اور تقریری سنت یہہ ہے کہ حضرت کی روبرو کسی نے کوئی
کام کیا ہو اور حضرت نے دیکھکر اوسکو منع نہ فرمایا ہو سو یہہ سب قسمین سنت کی دلیل
دین کے ہین اور اسیطرح صحابی کا قول اور فعل بہی سنت مین داخل ہی اور جمہور محدثین
کے نزدیک ان سب اقسام کو حدیث کہتے ہین اور بعض محدثین خاص قول اور فعل
رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حدیث کہتے ہین اور باقی کو اثر کہتے ہین اور جو ملک اور سلاطین
کا حال نقل ہوا اوسکو خبر کہتے ہین پہر مطلق سنت کے دو قسم ہین ایک سنت الہدے کہ
جسکے ترک ہونے سے گنہگار ہوتا ہے اور اوسکو سنت موکدہ بہی کہتے ہین جیسے جماعت اور
آذان وغیرہ اور دوسرے سنت الزوائد کہ جسکے ترک سی گناہ لازم نہ آوے جیسا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے لباس اور قعود وقیام کے روش ف ان احادیث سے کہ احکام ثابت
ہین تخمیناً تین سو ہین ار مین سوال باتفاق جمہور علماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم امور دین
مین جو کچھ فرماتے ہے سو حکم الہی سے فرماتے ہے جیسا کہ اللہ تعالے قرآن مین خبر دیتا
ہی قولہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف اور اپنی خواہش سی بولتے
امر لہے کی امور دین مین نہین بولتے ہین پس کتاب اللہ بہی امر لہے ہی اور سنت رسول
اللہ پس کتاب اللہ کا اول رتبہ کیون مقرر کیا اور سنت کو دوسرے مرتبہ مین کیون کہا
دوسرے قرآن بہی حضرت کی زبان سی ہمکو پہنچا ہے اور سنت بہی آپ ہی سی ثابت ہی

جواب کتاب اللہ قطعی الثبوت ہے اور سنت بطور ظن کے ثابت ہے اور ظنی چیز پر یقینی
کا مرتبہ مقدم ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جو چیز بطور سند صحیح کے
ہم تک پہنچتی ہے تو وہ مقبول ہوتے ہے اور سند صحیح یہہ ہی کہ ہم سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
تک جسقدر روایت کرنے والے ہون سب عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظہ ہون اور ایک
دوسرے سے متصل روایت کرے کہ بیچمین کوئی نہ رہجاوے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی
ابوہریرہ صحابی کسی حدیث کو نقل کرین اور پہراون سے اوسی حدیث کو اعرج اور پہراون سے
ابی الزناد اور اونسی امام مالک روایت کرین پس امام مالک تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت
کرنے والے ابی ہریرہ صحابی اور اعرج اور ابی الزناد ہین اور یہہ تینون شخص عاقل اور دیندار
اور صحیح الحافظہ ہین اور ایکدوسرے سے نقل کرنا ہی انکی بیچمین کوئی اور چوتہا شخص نہین رہگیا ہے
سو اس سند کو سند صحیح کہتی ہین اور اس حدیث کو مرفوع کہتی ہین اگر کسے راوی نے صحابی تک
ہی سند پہنچائی تو اوس حدیث کو حدیث موقوف کہتے ہین اور اگر تابعی تک پہنچای اور اگے
صحابی تک سند نہ چلی تو اوسکو حدیث منقطع کہتے ہین کہ بیچمین سے سلسلہ کٹ گیا حضرت تک
نہ پہنچا ہان اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاوی گے تب اوسکو حدیث متصل کہینگی کہ حضرت
تک اسکا اتصال ہو گیا اور اگر بیچمین کوئی راوی کم عقل یا بی دیانت یا خراب حافظہ کہ
بہولنی کے اوسکو عادت ہوا جاویگا تو یہہ حدیث متصل بہی ضعیف کہلاوی گے اور اوس
حدیث کو قوی جب کہین گے کہ اسکی راوی قوی ہون گے علی ہذا القیاس جس حدیث کے
جسقدر معتبر اور قوی راوی ہون گے اوسیقدر وہ حدیث قوی ہوگے اسلیئی حدیث کے
کتابون مین صحیح بخاری سب سے قوی اور معتبر ہے اوسکی بعد صحیح مسلم ہی اسی قسم کی اعتبارات
سے احادیث کے بہت سی اقسام ہین کہ اون کو علم اصول حدیث مین علماء نے خوب صراحت سے
لکہا ہے پس جس حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اوسکو حدیث غریب کہتی ہین اور جسکی دو سند
ہون اوسکو حدیث عزیز کہتے ہین جسطرح امام مالک مثلاً ایک حدیث کو ایک تو اوسی پہلی سند

موقوف
منقطع
متصل
ضعیف
قوی
غریب
عزیز

سی روایت کرین اور دوسری سند اوسکی سلئے یون لاوین کہ امام مالک نافع سی اور نافع
عبداللہ بن عمر صحابی سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت کرین اور جسکی دو سے
زیادہ تین چار پانچ دس بیس سند ہون لیکن گنتی کے ہون سو اوسکو حدیث مشہور کہتے
ہین اور تینون قسم کو احاد کہتے ہین اور جسکے بی شمار سند ہین ہون اور ہر مرتبہ بہت سے
راوی روایت کرتے ہون کہ عقل اسیقدر آدمیون کے جھوٹا ہونا محال سمجھے تو اسکو حدیث
متواتر کہتے ہین اور خاص متواتر ہین اوسکی ثبوت کا یقین حاصل ہوتا ہے بخلاف عزیز و غریب و
مشہور کے کہ اون کی ثبوت مین ظن ہے جیسے شہر مکہ یا مدینہ کے موجود ہونی کو بیشمار لوگ
بیان کرتے ہین کہ سب کو عقل جھوٹا نہین جانتے پس اس خبر متواتر سے شہر مکہ یا مدینہ کے
موجود ہونے کا یقین ہوجاتا ہے پس جسقدر احادیث ہین وہ خبر احاد سے ثابت ہین ہان دو
یا تین حدیثین خبر متواتر سے ثابت ہین اور قرآن مجید حرف حرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
خبر متواتر سے ثابت ہی پس اس سبب سی قرآن مجید کا ثبوت حضرت سی یقینی ہے اور
احادیث کا ثبوت ظنی ہے سو اس لئے قرآن کو مقدم رکھا ورنہ قرآن بہی ہمکو حضرت سے
پہنچا ہے اور احادیث بہی اس مین دونو برابر ہین یا قرآن کے الفاظ و معانی دونون من
اللہ ہین بخلاف سنت کے ف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی حیات مین احادیث
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لکہنے کی حاجت نہ تہی بعد اون کے تابعین اور تبع
تابعین نے جب یہہ دیکہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب اوٹہہ گئی اب
کوئی نہین کہ اوس سی دریافت کیا کرین اور اب چند روز مین یہہ دور بہی گزرنیوالا ہے پہر
زمانہ حضرت سی دور جا پڑے گا حضرت کی احادیث پہلی لوگون کو صحت سی پہنچنی مشکل
پڑجائین گی اب زمانہ قریب اور اسناد مین راوی کم ہین مناسب ہی کہ جو احادیث حضرت کے
بسند صحیح ہمکو پہنچی ہین اون کو لکہدیا جاوی سو ائمہ مجتہدین نے لکہنا شروع کیا سو فن
حدیث مین بہت سی کتابین لکہی گئین لیکن باعتبار صحت اور شہرت اور قبولیت کے اون کے

چار طبقے ہین صحت سے ہماری مراد یہہ ہے کہ اوس کتاب کا مصنف التزام کرے کہ اوس
مین سوائے احادیث صحیحہ یا حسنہ کی اور نہ لاوے اور اگر لاوی تو اوسکی راوی کا حال یہہ
بیان کردے کہ ضعیف ہے یا قوی جیسا کہ ترمذی نے جامع ترمذی مین کیا ہے کہ راوی کا
حال بیان کردیتے ہین اور شہرت سی یہہ مراد ہے کہ اہل حدیث طبقۃً بعد طبقۃ اوس کتاب سے
مشغول ہوئے ہون کہ اوسکے احادیث کو روایت کرتے ہون اور اوسکی مشکلات کے وضاحت
اور شرح کرتے ہون اور قبول سے یہہ مراد ہے کہ نقاد حدیث نے اوسکو
مانا ہو اور اوسپر اعتراض نکیا ہو اور صاحب کتاب کو اون احادیث مین مصیب جانتے
ہون اور بلا انکار فقہا اوسکی احادیث کو مسند اور تمسک بناتے ہون پس جس کتاب
مین یہہ تینون وصف کمال خوبی کے ساتھہ پائی جاوین گے وہ طبقہ اولے مین شمار
کی جاوے گی اور اس طبقہ مین محققین کے نزدیک تین کتابین ہین اول مؤطا
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جو سب سے اول تصنیف ہوا اور قریب ہزار شخص مثل امام
محمد اور امام شافعی اور یحیی بن یحیی مصمودی اور یحیی بن یحیی تمیمی اور قعنبی کی اسکو روایت
کرتے ہین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی گویا اصل ہے اور طرز روایت ان دونون
نے اسی سی سیکھی ہی لیکن جسقدر حدیث مرفوع اوسمین ہین اکثر صحیح بخاری مین ہین پس
صحیح بخاری اوسکی احادیث مرفوعہ کو مشتمل ہے گو آثار صحابہ و تابعین موطا مین زائد
ہون دوم **صحیح بخاری** کہ جسکو امام ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری نے تصنیف کیا
ہے تخمیناً نوی ہزار علمارنی اسکو بخاری سی روایت کیا ہی سوم **صحیح مسلم** کہ جسکو امام ابوالحسین
مسلم بن حجاج قشیرے نیشاپوری نی تصنیف کیا ہی سب اہل حدیث نی انکو قبول کیا ہے
اور نہایت شہرت اون کی ہوئی اور ہزارہا علمارنی انکے حل و تخریج وغیرہ امور مین تصانیف
کی ہین چنانچہ قاضی عیاض نے ان تینون کتابون کی شرح کی لئی کتاب مشارق الانوار
بہت عمدہ لکھی ہی اور یہہ مشارق الانوار صغانی کی مشارق الانوار کی غیر ہے کہ جسمین صحیحین

موطا

صحیح بخاری

صحیح مسلم

کے احادیث بحذف اسناد ہین طبقہ دوم مین وہ کتابین ہین کہ ان مین وہ صفاتین صحیحین کے
درجہ کو پہنچی لیکن اونکی قریب ہین اور وہ پہلہ کتابین ہین جامع ترمذی ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی کی
تصنیف سنن ابی داؤد ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی کی تصنیف سنن نسائی
ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی کی تصنیف اور ان چہہ کتابون کو صحاح ستہ کہتے ہین
ابن الاثیر نے جامع الاصول مین ان چہہ کتابون کی احادیث کو جمع کیا ہے اور انکے
مشکلات کے شرح اور غریب کا ضبط اور اسماء الرجال وغیرہ متعلقات کو خوب بیان کیا ہی گویا
یہہ کتاب صحاح ستہ کی شرح ہے اور جامع الاصول سے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ مین داخل
نہین کیا بلکہ اوسکی جگہہ موطا امام مالک کو رکہا ہے شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ فقیر کے نزدیک
مسند امام احمد بہی دوسری طبقہ مین داخل ہی مگر اوسمین ضعیف حدیث بہت سی ہین کہ اونکے
راویون کا حال وہان بیان نہین کیا لیکن تب بہی وہ گویا سب کتب احادیث کی اصل ہی اور دوسری
ہی اور اسیطرح سنن ابن ماجہ کو بہی جو کہ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی کے
تصنیف ہی اسی طبقہ مین شمار کرنا چاہیے گو اوسمین بعض احادیث نہایت ضعیف ہین سب محققین
کے نزدیک کتاب الآثار امام محمد صاحب کے تصنیف بہی اسی طبقہ مین ہی طبقہ سوم
مین وہ کتابین ہین کہ جنکے مؤلفین یا بخاری و مسلم سے مقدم ہین مثل ابوبکر بن ابی شیبہ
و عبدالرزاق و ابوداؤد الطیالسی و عبد بن حمید و شافعی کے یا اونکی ہمعصر ہین
مثل دارمی و ابویعلی موصلی کے یا بعد ہین ہین مثل ابن حبان و بیہقی و حاکم و طبرانی
کے لیکن اونہون نے اپنی تصانیف مین التزام صحت کا نہین کیا بلکہ صحیح و ضعیف جو ملا لکہدیا اونکی
کتابین شہرت اور قبولیت مین طبقہ اولے اور ثانیہ کو نہین پہنچی اور اونکی رواۃ بعض قوی
بعض ضعیف بعض مجہول الحال ہین اور اونکی احادیث بعض صحیح بعض حسن بعض ضعیف
بلکہ بعض موضوع یعنی بنائی ہوئی ہین گو ان کتابون کی مؤلف علم حدیث مین کمال تبحر رکہتے ہین اور
متصف بالعدالت بہی تہے لیکن اونہون نے اپنی کتابون مین جو احادیث کہ اون کو ملی بلا لحاظ قوی

وضعیف اس نظر سے جمع کر دیے کہ انمین سے قوی وضعیف کی شناخت بعد کیجاوے اور اب
کوئی حدیث باقی نہ رہجاوی لیکن ان کتابون مین بھی تفاوت ہی کسی بعض سے بعض قوی ہین ان کتابون کے
بیہ نام ہین مسند امام شافعی سنن ابن ماجہ مسند دارمی مسند ابو یعلی موصلی
مصنف عبد الرزاق مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ مسند عبد بن حمید مسند ابی
داؤد الطیالسی سنن دار قطنی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم بیہقی کے کل کتابین
طحاوی کے کل کتابین طبرانی کے سب تصانیف اعنی معجم صغیر کبیر وغیرہ طبقہ جہام
مین وہ کتابین ہین کہ جنکے احادیث کا قرون سابقہ مین کچھہ نام ونشان نہ تہا پھر متاخرین نے
اونکو روایت کیا پس اون احادیث کا حال دو طور پر ہے یا یہہ کہ متقدمین نے اونکے کچھہ
اصل نہائی بے اصل جانکی چھوڑ دیا یا کچھہ اصل پائی لیکن کسی جرح وقدح کے سبب ضعیف جانکر ترک
کیا بہرحال یہہ احادیث اس قابل نہین کہ اُن سے کوئی عقیدہ یا کوئے حکم شرعی
ثابت کیا جاوی اور اونکو تمسک قرار دیا جاوے بعض محدثین کو اس باب مین بڑا دھوکا
ہو گیا کہ ان کتابون کے احادیث کو بسبب کثرت طرق روایت کی سنوار جان کر اُن سے
جمہور کے مخالف مذہب قرار دے لیا اور اوسکو قطعی اور یقینی مال لیا اور اس طبقہ کے
بھی بہت سی کتابین ہین لیکن بعض کا نام لکھتا ہون کتاب الضعفاء لابن حبان تصانیف
الحاکم کتاب الضعفاء للعقیلی کتاب الکامل لابن عدی تصانیف ابن مردویہ تصنیف خطیب
تصانیف ابن شاہین تفسیر ابن جریر فردوس دیلمی بلکہ اُسکی کل تصانیف تصانیف
ابی نعیم تصانیف جوزقانی تصانیف ابن عساکر تصانیف ابو الشیخ تصانیف ابن نجار رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے بہت سی لوگون نے جھوٹی احادیث بناکر مشہور کر دین
ہین محققین محدثین نے بکمال جانفشانی سے قوی وضعیف وموضوع کو جدا جدا کر دیا اور اگر جھوٹے
محدثین مداح لوگون نے مناقب اور مذمت مین بنائی ہین اور تفسیر اور بیان سبب نزول
اور تاریخ مین اور بنی اسرائیل کے احوال مین اور انبیاء سابقین کے احوال مین اور شعرون

اور کہانون کے حالات مین اور جہارے مفسرین اور وظائف اور ربو مین اور قصہ خوان
واعظون نے نوافل کے ثواب وغیرہ مین بہت سی جھوٹی حدیثین بناکر مشہور کردین ہین +

نقل ہے کہ نوح بن ابی عصمہ نے فضائل قرآن مین بہت سی احادیث بنائین جب
اون کی سند پوچھی گئے تو کہا کہ لوگ ابوحنیفہ کی فقہ کے طرف بہت مائل ہین اسلئے قرآن کے
فضائل مین مصلحت جانکر احادیث کو مبنی بنایا کہ اسطرف لوگ زیادہ متوجہ ہون حالانکہ
یہہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ صحیح احادیث فضائل قرآن مین کیا کم ہین واضح ہو
کہ اس طبقہ کے کتابون مین کل احادیث موضوع اور بے اصل نہین ہین ان ضعیف و موضوع
اکثر ہین چنانچہ ابن الجوزی نے اپنی موضوعات مین اکثر ان احادیث کو موضوع لکہا ہے
اور دلیل وضع کے بیان کردی ہے کتاب تنزیہہ الشریعہ بہی ان احادیث کی لئی معیار ہے
اور میزان الضعفاء ذہبی کی اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی کی ان کے تحقیق کیواسطے
وافی کافی ہے رسائل لؤلؤ اور شیخ جلال الدین سیوطی کے انہین احادیث پر مبنی ہین اور
عجیب وغریب مسائل مخالف جمہور کے مثل مسح الرجلین از ابن عباس رضی اللہ عنہ و سلام الوبین آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ انہین کتابون سے برآمد ہوتی ہین محض انہین کتابون سے
مسائل وعقائد کا اثبات لاطائل ہے لہذا ہمنی یہی اس کتاب مین ان کتب کے احادیث
پر حصر نہین کرکہا ان تائید و تقویت کے لئے کہین کہین ذکر کردیا ہے سو اسکا کچہہ مضائقہ
نہین محقق کو چاہیے کہ اول احادیث کو تحقیق کرے پہر ان سے کوئی مسئلہ ثابت کرے
کیونکہ حقیقت ہم کو اس امر مین شک ہی کہ یہہ حدیث حضرت کی ہی یا کسی کی بنائی ہوئی ہے
تو اس سی کیونکر استدلال کرین گے ف تصنیفات حدیث کی سات قسم ہین جوامع
مسانید معاجم سنن اجزاء رسائل اربعینیات جامع محدثین کی اصطلاح مین اور
کتاب کو کہتے ہین کہ جسمین سب قسم کی احادیث پائی جاوین یعنے احادیث عقائد احادیث
احکام احادیث رقاق کہ جنسے رقت قلبی حاصل ہو احادیث اداب اکل و شرب قیام

وقعود احادیث متعلقہ بتفسیر قرآن احادیث تاریخ وسیر احادیث فتن کہ جسمین فتنون اور
حوادثات کا ذکر ہو احادیث مناقب ومثالب یعنی عیب علمانی ان آٹھہ فنون کو جداگانہ
بھی لکھا ہے پس احادیث عقائد کو علم التوحید والصفات کہتی ہین اور احادیث احکام کو
سنن کہتی ہین کتاب الطہارت سی کتاب الوصایا تک ترتیب فقہ اور احادیث رقاق کو
علم سلوک اور زہد کہتے ہین اور احادیث ادب کو علم ادب کہتی ہین امام بخاری کے
اس فن مین ایک کتاب کتاب الادب المفرد ہے اور احادیث متعلقہ تفسیر کو تفسیر کہتے
ہین تفسیر ابن مردویہ وتفسیر ذہبی وتفسیر ابن جریر وغیرہ مشہور تفاسیر حدیث ہین وتفسیر در
منثور جلال سیوطی کے سب کے جامع ہے اور احادیث تاریخ وسیر کے دو قسم ہین وہ جو آسمان و
زمین ملائکہ حیوان جن وشیاطین وانس کی پیدائش سے متعلق ہے اوسکو بدء الخلق کہتی ہین
اور جو ہماری نبی علیہ السلام اور صحابہ وآل عظام کے احوال مین انکی ابتدای تولد سی
وفات تک ہوا اوسکو سیرت کہتی ہین اس فن مین سیرت ابن اسحاق سیرت ابن ہشام
سیرت ملا عمر اور سوائے ان کے بہت سی کتابین ہین الفضل روضۃ الاحباب اگرچہ تحریف وتبدیل
بہم پہنچے بہت غنیمت ہی مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے تصنیف اور سیرت
شامیہ ومواہب لدنیہ بھی بسط سے ہین اور احادیث فتن کو علم فتن کہتی ہین اور احادیث
مناقب اور مثالب کو علم المناقب کہتی ہین پس جس کتاب مین یہ سبھون قسمی جامع
ترمذی جامع بخاری اسکو جامع کہتی ہین صحیح مسلم مین چونکہ احادیث تفسیر وقرات نہین
اسلئے اوسکو جامع نہین کہتی ہین اور مسند اوسکو کہتی ہین کہ جس مین احادیث کو بترتیب
صحابہ جمع کیا جاوے موافق حروف تہجی کے یا موافق سبقت اسلام کی یا موافق شرافت
نسب کی یعنی جو صحابی اول اسلام لایا یا اوسکو حضرت سے زیادہ قرابت ہی اوسکی حدیث
کو پہلے لاوین اور معجم وہ ہے کہ جسمین احادیث کو بترتیب شیوخ جمع کیا جاوی اور یہان
بھی تقدم وفات شیخ کو اعتبار کرینگے یا موافق حروف تہجی کے ترتیب دیوین گی یا موافق

علم و زہد و تقوی شیخ کے ترتیب دیوین گے لیکن حروف تہجی کا اکثر رعایت کیا جاتا ہے اور معاجم مثل
طبرانی کی اسی قسم کی ہین اور سنن وہ کتاب ہی کہ جسمین احادیث احکام مذکور ہون مثل سنن ابی
داؤد سنن ابن ماجہ سنن نسائی جزء وہ کتاب ہے کہ جس مین ایک شخص خاص کے احادیث
جمع کیجاوین مثل جزء حدیث ابی بکر یا مطالب ثمانیہ مین سی ایک مطلب کو خاص کیا جاوے
مثل باب النیۃ وغیرہا رسالہ مطلق کتاب کو کہتی ہین مگر یہ ہے کہ اسمین مطالب ثمانیہ مین سے
کسی جزء خاص لکھتی ہین جلال سیوطی و حافظ ابن حجر کو تصنیف رسائل مین بڑا ملکہ ہی اربعین
چہل حدیث کو کہتے ہین کہ چالیس حدیث ایک باب مین یا کئی ہین ایک سند سی یا کئی
سند سی لکھی جاوین چہل حدیث بکثرت ہین واللہ اعلم اللہ رب العلمین کے لاکہہ لاکہ احسان
ہین کہ اوسنی اپنی محمد خاتم النبیین علیہ السلام کے دین کو قیامت تک سلامت رکہنی کی کیا عمدہ
تدبیر کی کہ قرآن کو تحریف و تغیر سی محفوظ رکہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی
بہی ایسی ہی محافظت کی آج جسقدر فرق باطلہ اپنی کتاب کو کتاب الہی کہتی ہین بہلا
ایک ہی سند متصل سی وہ کتاب اپنی نبی تک ثابت کردین تواتر اور شہرت تو درکنار

ف قرآن اور حدیث کا سند دین ہونا ظاہر ہے کیونکہ قرآن کتاب الہی ہی جیسا کہ پہلی اوسکا
اثبات ہوچکا ہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کا حکم قرآن مین بہت جا
مذکور ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ یعنے اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اللہ کے رسول کی سو اللہ کے
فرمانبرداری اوسکی کتاب پر عمل کرنا ہے اور رسول کی فرمانبرداری رسول کی اقوال و
افعال کی پیروی ہے (سوم اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا السلام) تیسری اصل دین
مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اجماع ہی پس جس امر مین امت کا اتفاق ہوگیا وہ حق اور
درست ہی کسلئی کہ یہہ امت گمراہی پر کبہی متفق نہوگی کیونکہ فرماتے ہین اللہ کنتم خیر امۃ یعنے تم
امت محمدیہ اچہی امت ہو پس اچہی امت گمراہی پر متفق نہین ہوسکے ہو ورنہ اچہی نرسگی اور تکذیب قرآن لازم آوے
اور دوسرا جا پر وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا

یعنے جو شخص مومنین سے الگ ہوکر اور راہ چلیگا تو ہم اوسکو وہی راہ چلائینگے اور پھر
جہنم مین پہنچائینگے کہ وہ بری جگہ ہی اس سی ثابت ہوا کہ مومنین جس راہ پر
ہین وہ درست ہے اور اونکی خلاف پر چلنے والا گمراہ ہی جہنم مین جاویگا اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی فرمایا ہے لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ یعنی میری امت کبھی
گمراہی پر متفق نہوگی وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ اور جہان کسی امر مین
مسلمانون کا باہم اختلاف ہو تو جسطرف کثرت ہو اوس راہ چلو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ
رہتا ہے یعنی اللہ اونکا طرفدار ہوتا ہی پھر جو اونسی الگ ہوتا ہے تو وہ اکیلا جہنم مین جاویگا
اور بہت احادیث صحیحہ اس امر مین وارد ہین اور یہہ خاص اسی امت کو شرف حاصل
ہی اور وجہہ بھی اسکی ظاہر ہے کہ ایک رای دوسرے کی رائی کی ملنی سی بہت قوی ہوجاتی
ہی جسطرح بہت سی بال ملانیسی ایک قوی رسی ہوجاتی ہے کہ توڑنے نہین ٹوٹتی اگرچہ
ایک ایک بال کو جدا جدا کرکے ہر کوئی توڑ سکتا ہے اسی طرح ایک ایک شخص اگرچہ غلطی
کرسکتا ہے لیکن جب بہت ہونگی تو ایک کی رای دوسرے کی رای سے ملکر قوی ہوجاویگی اجماع
کی اقسام اور اسباب وغیرہ اصول فقہ مین مفصل ہین یہان اونکی ذکر کے حاجت نہین

**(چہارم قیاس مجتہدین)** قیاس ایک چیز کا حکم دوسرے چیز کے مانند بسبب اشتراک
علت کے ظاہر کردینی کو کہتی ہین مثلاً تاڑی یا بھنگ یا افیم کو شراب کی طرح بسبب نشہ کی کہ وہ
دونون مین مشترک ہی حرام کردیا پس قیاس حکم خفی کو ظاہر کردیتا ہے اور یہہ قیاس کبھی قرآن
پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ شراب کو قرآن مین حرام کیا ہے اور اوسکی حرمت کی وجہہ نشا معلوم ہوئے
پس جس جس چیز مین نشا دیکھا سب کو حرام قرار دیا اور کبھی سنت پر جنانچہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ گیہون اور جو اور خرما اور نمک اور سونا اور چاندی کو دست بدست بدون ادھار بیچنا
فروخت کرنا چاہیے زیادتی سود ہے پس جو گیہون سی گیہون فروخت کرے تو اُدھار نکرے نہ
زیادہ لی جسقدر اوسکی گیہون ہون خواہ اچھی ہون خواہ برے اوتنی ہی لیوے پس ان چھ

چیزون پر چونے نقطے وغیرہ اشیاء مین کہ جہان دونون ایک جنس اور ایک قدر کے ہون قیاس کیا اور حکم دیا کہ یہان بہی زیادتی سود ہے اور کبہی اجماع امت پر مبنی ہوتا ہے مثلاً تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس لونڈی سے صحبت کرے اوسکی ماں سے صحبت کرنا حرام ہے پس اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کرلیا کہ جس سے زنا کیا ہو اوسکی ماں سے بہی صحبت کرنا حرام ہے پس جو امر علماء نے قیاس سے ثابت کیا ہے وہ بہی ہمارے دین مین سند ہے کیونکہ اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ یعنی اے نگاہ والو عبرت پکڑو کفار کے حال کو دیکہکر اور عبرت کہتے ہین کسی چیز کو اوسکی نظیر کی طرف رد کرنے کو گویا کہ یون فرمایا اون کی حال پر اپنی حال کو قیاس کرو اور قیاس عام ہے خواہ عذاب کا عذاب پر خواہ فروع شریعہ کا اون کے اصول پر ہو ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن مین قاضی بنا کر بہیجنا چاہا تو پوچہا کہ اے معاذ کیونکر فیصلہ کیا کرے گا جب کوئی جھگڑا تیرے پاس آوے گا عرض کیا کتاب اللہ سے فیصلہ کرون گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسئلہ تجھے کتاب اللہ مین نہ ملا تو پہر کیا کرے گا عرض کیا کہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرون گا فرمایا اگر وہان بہی نہ ملا تو کیا کریگا عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور نہ چوکونگا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے سینہ پر ہاتہہ مارکر فرمایا کہ سب تعریفین اوس اللہ کو ہین کہ جس نے اپنی رسول کے رسول کو ایسی توفیق دے کہ جس سے رسول اللہ خوش ہوگیا اور ایسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اکابر صحابہ سے فرمایا تہا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ مین پڑہنا پس بعض صحابہ نے یہہ سوچکر کہ آپکا مقصد جلدی سے اپنی مکان پر عصر پڑہی اور بعض نے اجتہاد کیا بلکہ مطابق امر عالی کی وان جاکر نماز پڑہے لیکن حضرت نے دونون فریق کو اچہا کہا اسی طرح ترمذی اور امام محمد نے اپنی موطا مین اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین

روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ اگر کوئی ذکر شرمگاہ کو ہاتھ لگا دی یا اوسکو وضو کرنا لازم آتا ہی آپنی فرمایا کہ وہ بھی ایک عضو ہی منجملہ اعضاء کے پس یہہ بھی قیاس ہے کہ اپنی ذکر کے مس سی وضو نہ ٹوٹنے کو اعضاء کی مس پر قیاس فرمایا حاکم اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاکم فیصلہ اجتہاد سی کری پس اگر رائے صواب پر ہی تو اوسکو دو اجر اور اگر خطا پر ہے تو ایک اجر ہے غرض اور بہت سی مضامین ایسے ہین کہ جنسے قیاس کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے اور جمہور مسلمین سلف سے خلف تک سب اسکو حجت شرعی کہتی آئے ہین پس اہل اسلام کا اسکی دلیل شرعی ہونے پر اجماع ہوگیا ہے بخلاف چند مخالفین کے اور کیونکر قیاس حجت شرعی نہوگا حالانکہ وہ کسی حکم شرعی کو کہ وہ حکم ہر ایک کو معلوم نہ تھا ظاہر کر دیتا ہے یہہ کہ قیاس کسی چیز کو اپنے طرف سی ثابت کرتا ہے **ف** جو عالم کہ احادیث اور قرآن کو خوب سمجھتا اور جانتا ہو قوی وضعیف ناسخ ومنسوخ وغیرہ سب اقسام پہچانتا ہو باوجود اسکی مجمع علیہ ومختلف فیہ مسائل پر مطلع ہو پس اگر اوسکو قیاس کی قدرت ہو وہ مجتہد ہی قیاس اور مجتہد کی دیگر شروط اصول فقہ مین مذکور ہین ہر چند کہ مجتہد بہت سی گزرے ہین لیکن اون سب مین بہتر چار شخص بڑی ناموری اور سب سے عمدہ اور افضل اور مقبول ہین **اول** امام **ابوحنیفہ** بن ثابت کوفی انکی زمانہ مین بعض صحابہ رسول بھی موجود تھی انکی شاگردون مین امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر بھی مجتہد تھی **دوم** امام **مالک** بن انس مدینہ کے رہنے والے **سوم** امام **ادریس شافعی**۔ **چہارم** امام **احمد** بن حنبل رحمۃ علیہم اجمعین ان بزرگان دین نے قرآن اور احادیث سی مسائل کو نکالکر لوگون کے آسانی کو الگ جمع کر دیا اور اسکا نام فقہ رکھا ہے پس جس مسئلہ جزئیہ مین ان کا باہم اختلاف ہے وہان ابوحنیفہ کے پیرون کو حنفی اور مالک کے مقلدون کو مالکی اور شافعی کے تابعدارون کو شافعی اور احمد بن حنبل کے تابعدارون کو حنبلی کہتی ہین اور ان مسائل مین انکی پیروی کا

ہم تقلید ہی اور یہہ تقلید ضرور ہے کیونکہ ہر ایک کو قرآن مجید اور احادیث سی مسائل
کا نکالنا بہت دشوار ہے سوای مجتہد کے اور کسی کا کام نہین ہے کیونکہ قرآن مین بعض
آیات ناسخ اور بعض منسوخ ہین پھر اون مین بعض مجمل بعض مفسر اور کوئی محکم اور
کوئی متشابہ ہے پھر کوئی لفظ عام اور کوئے خاص اور کوئی مشترک اور کوئے ماول ہے
الغرض جسقدر اقسام اصول فقہ مین مذکور ہین وہ سب قرآن مین ہین پھر باعتبار ثبوت
کے بھی احادیث کی بہت سی اقسام ہین اور بعد ثبوت کے پھر یہہ سب اقسام کتاب
اللہ کی وہان بھی موجود ہین غرض اور بہت سی چیزین ہین کہ مسائل نکالنی والیکو
اون کا جاننا ضرور ہے ہی پس ان سب باتون کی تحقیق خاص مجتہد ہی کا کام ہے
گو طرح احکام کو اور لوگ بھی جان لیتی ہین اور یہہ بھی مسلم ہی کہ قرآن و احادیث کی جزئیات
پر عمل کرنا ہر مسلمان پر ضرور ہے اور عمل کرنا کسی چیز پر اوسکی تفصیل سی جان لینی پر موقوف
ہے اور تفصیل سی جاننا ان جزئیات کا مجتہد کے اجتہاد پر موقوف ہی جیسا کہ ابھی اوسکا
ذکر ہوا تھا پس قرآن و احادیث کی جزئیات پر عمل کرنا مجتہد کی اجتہاد پر موقوف ہے تو مجتہد کا
اتباع اقتضاء اسطرح واجب ہی جسطرح اوس مسلمان کو کہ جو فرائض نہ جانتا ہو اوس عالم
کی قول کا ماننا کہ جو اوسی فرائض بتلاوی اقتضاء فرض ہی دلیل دوسرے اللہ تعالے
قرآن مین فرماتا ہے وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ کہ قرآن ہر شی کی تفصیل ہے کہ اوسمین سب احکام
مندرج ہین اور دوسری جای تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ہے یعنی قرآن ہر چیز کا بیان واضح ہے
پس ان آیات سی معلوم ہوا کہ قرآن مجید مین ہر مسائل جزئیہ موجود ہین لیکن ہر شخص کو
معلوم نہین کیونکہ صدہا مسائل بیع و شراء کے سوای کتب فقہ کی اور کہین نہین ملتے
پس ظاہر ہوا کہ ان مسائل کے اصول قرآن مین موجود ہین مجتہد لوگ اوسپر قیاس کرکے
فروعات نکالتی ہین پس قرآن کی فروعات پر عمل کرنا مجتہد کی تقلید پر موقوف ٹھہرا اور یہہ
عمل فروعات پر واجب بلکہ فرض ہے اور جسپر واجب یا فرض موقوف ہو بضرورت وہ

چیز بھی واجب ہوتی ہے مثلاً نماز فرض ہے اور یہہ موقوف ہے طہارت پر پس پانیکا تلاش کرنا مقدمے پر واجب ہے گو قرآن مین اوسکو واجب نفرمایا ہو اسلئے اللہ تعالے فرماتا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تمکو کوئی مسئلہ معلوم نہو تو مجتہدین سی دریافت کرلو کہ وہ اہل ذکر ہین کیونکہ باتفاق علما راہل الذکر سے اس آیت مین اہل علم مراد ہین اور ائمہ مجتہدین ہین وقال تعالی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنے اللہ کے تابعداری کرو کہ کتاب اللہ پر عمل کرو اور رسول کی تابعداری کرو کہ سنت رسول پر چلو اور اولی الامر کا کہا مانو یعنے مجتہدین کی اطاعت کرو کہ وہ اللہ اور رسول کا طریقہ اور وہ مسائل خفیہ جو تمہین معلوم نہین ہین بتلاتی ہین پس گویا انکی اطاعت کرنا عین اللہ اور اوسکی رسول کی اطاعت کرنا ہے دوم اگر ہر شخص ان مسائل مین اپنی اپنی رائی کو دخل دیا کرے تو ایک فساد عظیم دین مین واقع ہو جاوے صحابہ آنحضرت سے پوچھ لیا کرتے تہے اور تابعین صحابہ سے دریافت کرلیا کرتے تہے پھر بعد مین جب نئی نئی واقعات پیش آئے اور قرنون ثلثہ ہو چکے اور فتنہ و فساد دین مین شروع ہوا تب ان بزرگان دین نے قرآن و حدیث مین تتبع کرکے فقہ کو مرتب کیا اور مسائل جزئیہ کو اپنے موقع پر لکھدیا سواد اسس زمانہ سی ابتک تمام اہل مسائل جزئیہ مین انہین چار کی مقلد ہے پس اب جو کوئی نئی راہ نکالے تو وہ سواد اعظم کو چھوڑتا ہے اور جماعت سے جدا ہوتا ہے اور جماعت سی جدا ہونیوالیکو حضرت نے گمراہ اور جہنمی فرمایا ہے افسوس ہے بعض صاحب آج کل عام کو فتنہ مین ڈال رہے ہین اور مجتہدین خصوصاً جناب امام ابوحنیفہ پر طعن کرتے ہین کہ اونکے اقوال احادیث کے مخالف اور بے سند ہین حالانکہ یہہ طعن بالکل غلط ہے کسلئے کہ اونکی کوئی بات اور کوئی قول مخالف اور بے سند کی نہین ہان اگر وہ سند تمہین نہ ملے تو تمہارا قصور ہے اونکے اجتہاد کی قبولیت کی یہہ بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے ہزار برس سے زیادہ سی آجتک تمام مسلمانون مین اوسکو جاری کیا اگر یہہ تقلید گمراہی ہوسکتی تو نعوذ باللہ تمام امت گمراہ شمار کیجاتی پھر اس امت کا خیر ہونا

اور جسقدر فضائل قرآن واحادیث مین وارد ہین سب غلط ہوجاتے ف فقہار کے
سات طبقے ہین اول طبقہ مین مجتہد مطلق ہین اور یہہ وہ لوگ ہین کہ جو قواعد واصول مقرر
کرکے بدون کسیکی تقلید کے ادلہ اربعہ سے استنباط احکام اور فروع کرتے ہین مثل امام
ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد رح کے دوم طبقہ مین مجتہد منتسب ہین جیسا کہ
امام ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر کہ امام ابوحنیفہ کیطرف منسوب ہین حنفیون مین سے
اور ابن الصلاح وابن دقیق العید وتقی الدین سبکی وتاج الدین سبکی وسراج بلقینی وابن
زملکانی کے شافعیون مین سے اور مثل ابن عبد البر وابی بکر بن العربی کے مالکیون مین سے
اور حنبلیون مین سے طبقہ مین کوئی نہین گزرا پس یہہ لوگ اپنی قوت سی اجتہاد کرکے
مسائل نکالتی ہین اور فروع اور اصول مین کسیکی مقلد نہین ہین مگر اپنے اجتہاد مین اپنے
امام کا طریقہ مرعی رکھتی ہین اسلئے انکی طرف منسوب ہین سوم طبقہ مین مجتہد فی
المذہب ہین کہ جہان انکو اونکی امام کے فقہ مین کوئی مسئلہ صراحتًا نہ ملا تو انہون نے اپنے امام
کے قواعد کلیہ سی اوسکو اجتہاد کرکے ثابت کرلیا مگر یہہ لوگ اکثر اپنی امام کے اصول وفروع مین مخالفت نہین کرتے
مثل طحطاوی وکرخی وصدر شہید وخصاف وحلوائی کی طبقہ چہارم مین اصحاب التخریج ہین کہ وہ اجتہاد پر قادر
قادر نہین مگر وہ لوگ اس سبب سی کہ انکو فروع واصول مین کمال نظر ہوتی ہی کسی حکم مجمل
کے کہ وہ ابوحنیفہ یا اونکے شاگردونسی منقول ہو یا کسی قول مبہم کہ جسکے دو معنی ہوسکتی ہون تفصیل
اور تاویل کرسکتے ہین اور اس طبقہ مین قاضی خان اور ابی بکر رازی وغیرہ ہین بلکہ میرے
نزدیک صاحب ہدایہ بھی اسی طبقہ مین داخل ہے پنجم طبقہ مین اصحاب الترجیح ہین یہہ
لوگ نہ اجتہاد کی طاقت رکھتی ہین نہ تخریج کرسکتی ہین لیکن قوی اور ضعیف مین تمیز کرکے قوی کو
ضعیف پر ترجیح دیسکتے ہین مانند ابی الحسین احمد قدوری کی ششم طبقہ مین وہ ہین کہ فقط
اتنی تمیز کرسکتے ہین کہ یہہ روایت قوی مفتی بہ ہے یا نہین یا یہہ مسئلہ ظاہر الروایۃ کا ہے
یا روایت نوادر کا مانند شمس الائمہ محمد کردری اور جمال الدین حصیری اور صاحب کنز و

صاحب المختار وغیرہ مصنفین متون کے ہفتم طبقہ ہین وہ مقلد لوگ ہین کہ جنکو استنباط
بھی طاقت نہین اور حقیقت مین یہہ لوگ فقہا مین داخل نہین جب فقہا کے طبقات
معلوم ہوی تو اب اونکی تصنیفات کی طبقات بھی معلوم کرنے چاہئین فواضح ہو
کہ یہہ کتاب اردو زبان مین خاص ہند کے مسلمانون کے لئے تحریر کی گئی ہی اور اہل ہند
اکثر بلکہ کل حنفی ہین لہذا مسائل حنفیہ کے طبقات کو بیان کرتا ہون پس مسائل حنفیہ کے
تین طبقے ہین اول طبقہ مین وہ مسائل ہین کہ جو ظاہر الروایۃ سے ثابت ہین اور ظاہر
الروایۃ امام محمد صاحب کی ان چھہ کتابون کو کہتے ہین مبسوط زیادات جامع صغیر جامع
کبیر سیر صغیر سیر کبیر ان چھہ کتابون مین امام محمد صاحب نے امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف
اور اپنی متفق علیہ اور مختلف فیہ سب مسائل لکھدی ہین اور ان کتابون کو ظاہر الروایۃ
اس لئی کہتے ہین کہ یہہ مصنف سی بروایت متواتر یا مشہور کہ جو ظاہر ہے ثابت ہوے ہین
طبقہ دوم مین وہ مسائل ہین کہ جو ائمہ مجتہدین سے سوائے ظاہر الروایۃ کی اور کتابون
ثابت ہین مثل محیط اور فتاویٰ یعنی وہ مسائل کہ جو امام محمد نے شہر رقہ مین جمع کئی تھی اور کیسانیات یعنی
مسائل کہ جو امام محمد نی ابن عمر و سلیمان بن شعیب کیسان کو لکھوا کہنی اور ہارونیات جو ہارون رشید کی عہد مین جمع کیے
کتابون کی کہ جو امام ابو یوسف سے منقول ہین وغیر ذلک اور انکو نوادر کہتی ہین طبقہ سوم
مین وہ مسائل ہین کہ متاخرین مشائخ نے اصول حنفیہ کے موافق حسب ضرورت آپ
اجتہاد کرکے ثابت کئی ہین اور انکو فتاوی اور واقعات بھی کہتی ہین اور اس طبقہ مین
اول کتاب النوازل فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح نے جو بڑے محقق و کامل تھی تصنیف کی
پھر بعد انکے اور بہت سی کتابین اس مین تصنیف ہوئین مثل مجموع النوازل والواقعات
للناطفی والصدر الشہید کے پھر متاخرین نے طبقہ اولے و ثانیہ و ثالثہ کے مسائل کو مخلوط
کرکے ایکجا جمع کر دیا جیسا کہ فتاوے قاضی خان وغیرہ مین ہے اور بسبب اس خلط کے
بعض متعصب لوگونکو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رح پر اعتراض کا موقع ملا

اما کسلئے کہ ان فتاووں مین ایسے بھی بعضے مسائل ہین کہ جو احادیث صحیحہ کے مخالف ہین یا وہ اصول شریعہ پر مبنی نہین ہین پس وہ ائمہ پر اعتراض کرتے ہین کہ اون کو علم حدیث مین دخل نہ تہا لیکن یہہ اعتراض بیجا ہے کیونکہ ائمہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین کہ جو اصل شرع سے ثابت نہو کسلئے کہ اونکی زمانہ مین چند صحابہ اور بہت سارے تابعین جلیل القدر موجود تہے اور انکو شب و روز اسکی تلاش تہی اور شہر کوفہ بڑا دار العلم بہی تہا پس یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوجود ان امور کے اون کو حدیث صحیح نہ ملی اور کئی قرن بعد والون کو ملے اور جن کتابون مین ائمی مسائل کی ادلہ مذکور ہین متعصب کو لازم ہی کہ وہان دیکہے کوئی مسئلہ بی دلیل شرعی کے نہاوے گا پس اگر احادیث صحیحہ کے مخالف یا بے اصل شرع ہین تو متاخرین کی بعض تفریعات ہین کہ جو اونہون نے ائمہ کے اصول سی مستنبط کرکے فتاووں مین درج کردی ہین اور اسمین بہی وہ معذور بلکہ ماجور ہین کیونکہ اون کی نیت بخیر تہی لہذا مفتے محقق کو واجب ہی کہ تحقیق کرکے فتوے دیوی اور اسکی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا یہہ قول عقد الجید مین ہے کہ مسائل مفتے بہ .. چار قسم پر ہین ایک وہ کہ ظاہر الروایۃ مین ثابت ہین اون کا حکم یہہ ہے کہ قبول کیجاوین دوسری قسم روایت شاذہ امام ابو حنیفہ و امام محمد و ابو یوسف سی ہے تو اوس کا حکم یہہ ہے کہ اگر اصول کے موافق ہے تو قبول کئی جاوین اور نہ نہین تیسری قسم متاخرین کی تخریج ہے کہ اوسپر جمہور متفق نہین ہین پس اون کو اصول اور کلام سلف کے نظائر سے مطابق کیا جاوی اگر مطابق ہون تو خیر ورنہ اونکو ترک کیا جاوی انہی کلا البتہ یہہ بہی زیادتی ہے کہ صحیح احادیث کے مقابلہ مین تفریعات فتاوے پر خواہ صحیح ہون یا نہون عمل کیا جاوے اور احادیث صحیحہ پر عمل کرنا مذموم سمجہا جاوی اصل مقصود اللہ اور اوسکی رسول کی اطاعت ہے اور ائمہ کبار کے تقلید بہی اسی وجہہ سے واجب ہی کہ وہ اللہ اور اسکی رسول کے قول کی شارح ہین کچہہ زید و بکر کی اطاعت فرض نہین ہی اور افراط و تفریط سے بچا ف متاخرین کے نزدیک یہہ کتابین بہت معتمد ہین وقایہ مختصر

القدوری کنز الدقایق اور بعض کے نزدیک یہہ چار کتابین معتبر ہین وقایہ
کنز الدقایق مختار مجمع البحرین پس جب ان کتابون کے مسائل اور کتب سی
کہین مخالف ہون تو ان پر اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ انکے مصنفین اعلی درجہ کے تھے باوجود
اسکی اونہون نے بالتزام ان کتابون مین فقط ظاہر الروایۃ کے مسائل درج کئے ہین اور سوائے
ان کتابون کے اور بھی بہت سی فقہ کی کتابین متون اور شروح اور فتاوے معتبر ہین کہ
اون کے نام کی یہان گنجایش نہین مثل شرح وقایہ وہدایہ وفتح القدیر وبحر وفتاوے
قاضی خان وفتاوے ظہیریہ وجوہرہ ونیر الابصار وشرحہ درمختار واشباہ
والنظائر وغیر ذلک من تصانیف المتاخرین والمتقدمین لیکن کتب فقہ کی اعتبار کیواسطے
قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جس کتاب مین مسائل ظاہر الروایۃ کے ہون اور مصنف اوسکا مشہور ومقبول
ہو وہ کتاب فقہ مین اعلے طبقہ مین ہے اور جس مین یہہ وصف نہین وہ اوسے مین ہی اور ان
دونون مین بہت سی مراتب ہین اور انہین اعتبارات سی یہہ کتابین غیر معتبر ہین فتاوی محیط
برہانی سراج وہاج شرح مختصر القدوری مشتمل الاحکام لفخر الدین ردوی
کنز العباد علی بن احمد غوری کے تصنیف ملا علی قاری نے طبقات حنفیہ مین لکھا ہی کہ اس
شخص کے ایک کتاب مفید المستفید ہی کہ جسمین مکروہات مذہب بھر دیے ہین اور ایک کنز العباد
اوسمین بہت سی واہیات احادیث کہ جنکے کہین سند نہین بھر دی ہین مطالب المومنین
شیخ بدر الدین ناخ بن عبد الرحیم لاہوری کی تصنیف خزانۃ الروایات قاضی جکن حنفی
سندی ساکن قصبہ کن کی تصنیف اور کن ملک گجرات مین ہے شرعۃ الاسلام محمد بن
ابی بکر چغی کی تصنیف چوغ سمرقند کی قریب ایک گانو ہے فتاوی الصوفیہ فضل اللہ
محمد بن ایوب کی تصنیف فتاوی الطوری فتاوی ابن نجیم فتاوی برہنہ
کذا فی کتب الطبقات ماسوا انکے اور بہت سی کتابین غیر معتبر ہین ذرا سمجھکر فتوے دینا چاہیے
جسکو زیادہ بتحقیق منظور ہو وہ اس فن کی بڑی کتابون مین دیکھے (مجتہد سی جہتہا

ہین کبھی خطا بھی ہوجاتے ہے) یہ مسئلہ تفصیل طلب ہی لیکن مختصراً یون ہے
کہ بعض علماء کے نزدیک مجتہد کے رائی مین کبھی غلطی نہین ہوتی کیونکہ اونکے نزدیک ان وقت
حکم من جانب اللہ ہے کہ جسطرف مجتہد کی رائے گئی اور کوئی حکم مقرر نہ تہا کہ جسکی مخالفت سی
خطا اور موافقت سی صواب پر کہا جاوے لیکن بتحقیق یہ ہے کہ مجتہد کی رائی مین کبھی غلطی بھی ہوجاتے
ہی بہت سی احادیث اس مضمون کی وارد ہین کہ جن مین صاف ہے کہ اگر مجتہد خطا کرے تو
ایک اجر اور رائے صواب لگاوے تو دو اجر اوسکو ہین چنانچہ پہلے ذکر اسکا گزرا ہے دوم جو چیز قیاس
سی ثابت ہوا کرتے تہی تو گویا وہ نص سی ثابت ہوتی ہے کیونکہ قیاس مظہر ہے نہ مثبت اور نص
سی ایک ہی چیز ثابت ہوتی ہے پس جہان دو مجتہد ونکا اختلاف ہوگا تو لا محالہ ایک غلطی پر ہوگا
ورنہ دو چیز کا ایک نص سی ثابت ہونا لازم آویگا تیسری موضع اختلاف مین اگر ہر مجتہد کی رائے
صائب ہو تو واقع مین ایک چیز کا واجب اور غیر واجب ہونا ثابت ہوجاوے کذا قیل **ف**
جس جگہہ مجتہد کی غلطے معلوم ہوجاوی پہر وہان تقلید اوسکی قول کی نکرنے چاہیی لیکن مجتہد
کے غلطی کا ثابت کرنا بڑے عالم کا کام ہے اور اوسکی لئی بہت سی علوم درکار ہین نہ یہہ
کہ اپنی رائی نافص سے ہر کس و ناکس کسی کی قول یا کسی حدیث ضعیف یا مأول کی اعتماد پر
غلطے مجتہد کی ثابت کرے جیسا کہ آج کل بہت سی لوگون مین یہہ مرض پہیلا ہوا ہے کہ نفس مطلب
حدیث کا بہی خوب نہین سمجہہ سکتے اور تحقیقات تو درکنار پہر مجتہدا. دپر طعن کرتے ہین نعوذ باللہ
من شرور انفسنا **اللہ تعالی کے نام اور صفات توقیفی ہین** یعنی شرع
پر موقوف ہین پس جسقدر نام اور صفات اوسکی شرع سے ثابت ہین اوسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے
اپنی طرف سی کوئی نام اوسکا نکہنا چاہیے نہ کوئی صفت اوسکی لئی ثابت کرنی چاہیی کیونکہ
اللہ تعالی نہ کسی شے کی مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکی ساتہہ مشابہت رکہتی ہی کہ اوسپر اوسکو
قیاس کرے اوسکی لئے کوئی صفت ثابت کرین قال تعالی سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ اِلَّا عِبَادَ
اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ جنے صباف سوای انبیاء علیہم السلام کے وصف کرسکے کہ وہ عباد مخلصین ہین اور سب کے

اوصاف بیان کرنیسے پاک ہی پس سوائے انبیا کے اور لوگونکا اوسکی لئے صفات ثابت کرنا
عند اللہ ناپسند ہے ہی پس جب صفات کا یہہ حال ہے تو جن اسماء ہی صفات مفہوم ہوتی ہین اور
وہ شرع مین نہین آئے ہین تو اونکا اطلاق بہی اوسپر ناجائز ہے جیسا کہ اللہ تعالی اوسکی طرف
اشارہ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور واسطے اللہ کے ہین نیک نام اچہی پس پکارو اوسکو ساتہہ اونہین کے اور
اور چہوڑدو اونکو جو کجرا ہے کرتے ہین اوسکی نامون مین البتہ وہ لوگ بدلا پاوین گے اپنی کئے کا
پس اسماء ذاتیہ کا اطلاق بشرطیکہ وہ کفار کے ہان مستعمل نہون کچہہ مضائقہ نہین ف اللہ تعالی
کے نام شرع سے بہت ثابت ہین لیکن یہہ ننانوے ۹۹ نام اس سبب سے مشہور ہین کہ انمین اللہ تعالی نے
یہہ خاصیت رکہی ہی کہ جو کوئی اونکو حفظ کرے گا اللہ تعالی اوسکو جنت مین داخل کرے گا

## فصل (اللہ تعالی کی مخلوقات مین سی ایک قسم کا نام فرشتے ہے)

قرآن و احادیث بلکہ کتب سابقہ بہی فرشتونکی ذکر سی بہرے ہین اور اہل نقل اور عقل مین سی کوئی
ملائکہ کا انکار بہی نہین کرتا ہے لہذا دلیل کی حاجت نہین ہے ف فرشتہ کی حقیقت مین
اختلاف ہی جمہور اہل اسلام کی نزدیک فرشتہ جسم لطیف ہی جو ہر صورت مین آسکتا ہی اللہ تعالی
قوی اپنی شانکی موافق کرسکتا ہے۔ حکماء کی نزدیک جوہر مجرد ہی کہ نا ذات ہی متعلق ابجاد
متعلق ہوتا ہے لہ نہ وہ مرد ہین نہ عورت۔ کہانی پینی سی اور جو چیزین
کہانی پینی سی پیدا ہوتی ہین سب سے پاک ہین) پس سونا اور پیشاب و پاخانہ
و شہوت وغیرہا چیزون سے دور ہین بلکہ صفات بشریہ سے جیسا کہ غضب اور حسد اور بغض
اور تکبر اور حرص اور ظلم ہے سب سے بری ہین اور نہ وہ کسیکی اولاد ہین نہ آگے اونکی کوئی اولاد ہے
(ہر وقت اللہ کے عبادت مین مصروف رہتے ہین) بلکہ اونکی زندگی
ہی یہی ہے پس کسیوقت غافل نہین ہوتے ہین کما قال اللہ تعالی يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ یعنے رات دن اللہ کے تسبیح کرتے ہین اور تہکتے نہین لہ کسیکام

ہین اللہ کے نافرمانی نہین کرتے بلکہ جسچیز کا حکم ہوتا ہے فورًا بجا لاتے
ہین) قال تعالے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنے اللہ تعالے کی کسی امر مین نافرمانی
نہین کرتے اور جس چیز کا اونکو حکم ہوتا ہے اوسکو کرتے ہین - پس سب ملائکہ کبیرہ صغیرہ گناہ
سے پاک ہین اٹھیس جو کافر ہوگیا اور اوسنے اللہ کی نافرمانی کی تو یہہ حقیقت مین فرشتہ
نہ تھا بلکہ اصل مین جن تھا کثرت عبادت کی سبب فرشتون مین ملا رہا کرتا تھا کما قال تعالے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنے قوم جن مین سے تھا آخر نافرمان ہوا حکم الہی سی سبب
آدم علیہ السلام کو سجدہ نکرنیکے اور ہاروت و ماروت صحیح یہی ہی کہ وہ فرشتے تھے اللہ کو اونکی
کی آزمائش منظور تھی سو اونکو بھیجا اور اوس قوم کو جادو سے نہایت شوق تھا پس جو شخص
اونسے جادو سیکھنے کو آتا تھا اول اوس سے یہہ کہدیتے تھے اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ کہ ہم آزمائش
کو خدا کیطرف سی آئے ہین جادو سیکھکر کافر نہو پس جسکو اللہ ثابت رکھتا وہ نہ سیکھتا اور نہ سیکھکر
کافر ہوتا اور غضب الہی مین شامل ہوتا پس وہ حکم الہی سے سحر کے تعلیم کرتے تھے اوسمین اونکا
گناہ نہین پس جو ملک الموت کو خونی کہی اور گناہگار ٹھہرادے وہ اونکو بھی کچھہ کہی مگر جسطرح
وہ حکم الہی سی جان نکالتا ہی یہہ بھی اوسیطرح تعلیم سحر کرتے تھے اب رہا چاہ بابل مین اون کا
معذب ہونا سو اول تو یہہ کسی نص قرآنی سی ثابت نہین اور نہ کسی اور سند صحیح سی ثابت ہوا ہے
اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو ممکن ہے کہ جسطرح انبیاء علیہم السلام کو کسی تعزیر پر تو پہنچ ہوتی ہی اسیطرح
اونکو بھی ہوا اور بعض تو کہتی ہین کہ وہ آدمی تھے کسی خاصیت سی اونکو ملک کہتی ہین اور اسکے
تائید کرتے ہی وہ قرأت کہ جس مین ملکین کو بالکسر پڑھا ہے اور زہرہ کا قصہ جو نقل کرتے ہین وہ
بے اصل ہی اوسکی راوی اکثر ضعیف ہین اور اگر اوسکو تسلیم کرلیوین تب بھی مضر نہین کیونکہ جب فرشتے
نے زنا کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے اوسکی ماہیت بدلدی فرشتہ نرہا بلکہ شبہ ہوگیا کیونکہ خرابی
یہہ امر ناممکن ہی کیونکہ جو چیزین کہاتی پیتی نہین اونسی یہہ حرکت نہین ہوسکتی اور پہلی ہم کہہ چکی ہین
کہ فرشتے کہاتی پیتی کچھہ نہین تھے پس جب اوس قدیر نے اون کو بسبب طعن کرنیکی بشر پیدا کرکے

کرتے اس امر کے کہ اگر ہم بشر ہوتے تو ہم ہرگز ایسے ایسی افعال بد نکرتے اونکو ملک سے بشر بنا دیا ہو تو بشر سے گناہ ہونا ممکن ہی پس فرشتی سی گناہ نہوا بلکہ بشر سے صادر ہوا کیونکہ اب وہ فرشتی نہیں بلکہ بشر بنگئی ہان باعتبار سابق کی اونکو فرشتہ کہہ سکتی ہین ورنہ حقیقت مین وہ بشر ہین اور وہ بھی ہی ہین پس جس جسکام پر اللہ تعالی اونکو مقرر کر دیا ہی اوسکو کرتے ہین) تعداد ملائکہ کے اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن اس کثرت سی ہین کہ کوئے چپہ آسمان زمین کے اونسی خالی نہین پس بعض کو اللہ تعالی نے ابر سے متعلق کر رکھا ہی اور بعض کو ہوا سے اور بعض سورے پہنچانی پر مقرر ہین اور بعض جان قبض کرنے پر مقرر ہین بعض آدمی کی اعمال لکھنی پر مقرر ہین کما قال تعالے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے تمپر بزرگ محافظ چھوڑ رکھے ہین کہ وہ تمہارے اعمال لکھتے ہین اور جو جو تم کرتے ہو وہ اوسکو جانتے ہین اور بعض آدمی کو بلیات سے محافظت رکھنی پر مقرر ہین کما قال تعالے یحفظونہ من امر اللہ یعنے انسان کی امر الہی سی محافظت کرتے ہین اور بعض عرش الہی کی گرد تسبیح و تہلیل کرنے پر مقرر ہین اور بعض عرش کے اوٹھانے والی ہین قال تعالی اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ یعنے جو فرشتے عرش کو اوٹھاتی ہین اور جو اوسکے گرد ہین اللہ کے حمد کے ساتھہ پاکی بیان کرتے ہین اور بعض صور پھونکنی پر مقرر ہین اور بعض قبر مین مردہ سے سوال کرنے پر مقرر ہین اور بعض دوزخ مین عذاب کرنے پر اور بعض جنت مین مومنین کے کاروبار پر مقرر ہین الغرض ہر ہر جزء عالم دنیا و آخرت کی ساتھہ فرشتی مقرر اور موکل ہین اور اس آیت سی اونکی لئے بازو بھی معلوم ہوتے ہین اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ یعنے اللہ کی فرشتے ہین بازو دون والے کیسکے دو دو اور کسی کی تین تین اور کسیکی چار چار بازو ہین اور اللہ اپنی مخلوق مین جسقدر چاہتا ہے زیادتی کرتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ شب معراج نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو چھہ سو بازو سے دیکھا ہے لیکن اون سب مین یہہ چار فرشتی سب سے افضل اور مقرب ہین جبرئیل میکائیل - اسرافیل - عزرائیل علیہم السلام) شب ہی افضل

ہونا اسکا حدیث سی ثابت ہی اور جمہور مسلمانون کا اسپر اتفاق ہے اور سوائے انکے اور بہی بہت سی ملائکہ اللہ کے نزدیک بڑے مقرب ہین ف جبرئیل انبیاء علیہم السلام پر وحی لایا کرتے ہین اور میکائیل حکم اپنے سی خلق کو روزی پہنچاتی ہین اور مینہہ کا سامان کرنے پر موکل ہین اور اسرافیل قیامت کو صور پہونکین گے اور عزرائیل عالم کی ارواح قبض کرنے پر مقرر ہین واللہ اعلم ++

**فصل ۹ (بحث اول) (شروع مین ایمان یہہ ہی کہ جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کیطرف سی بندون کی پاس لائے ہین اوسکو دل سی سچ جانے اور زبان سی اقرار کرے) مجملاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جمیع امور مین کہ وہ اللہ کیطرف سے لائی ہین اور قطعی الثبوت ہین دلی تصدیق کرنا اور زبان سی اقرار کرنا ایمان اجمالی ہی اس کا رتبہ ایمان تفصیلی سی کم نہین پس جو مجملاً یہہ کہکے مریگا تو مومن شمار کیا جاویگا اور ایمان اجمالی مین کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صدق دلی کہنا کافی ہے پس جسنے یہہ کہا مومن ہوا اور ایمان تفصیلی یہہ ہے کہ جسقدر دین کی چیزین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یقیناً ثابت ہین تفصیل سے ایک ایک کو سچ جانے اور اونکی حق ہونیکا اقرار کرے اور اگر اونمین سے ایک کا بہی انکار کریگا قطعی کافر ہوگا اور کفار کے مانند ابدالآباد جہنم مین رہیگا نعوذ باللہ منہ جو چیزین قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہین اور جو خبر متواتر سے ثابت ہین اونکا ثبوت یقینی ہی چنانچہ اسکی تفصیل پہلی ہم بیان کر چکے ہین وہان دیکھہ لینا چاہیی پس یقینی الثبوت چیزین کہ جنپر ایمان تفصیلی مین ایک ایک پر تفصیل سے ایمان لانا واجب ہی بہت ہین لیکن اون مین سی ان پانچ چیزون کی زیادہ تاکید ہے اول اللہ تعالے پر ایمان لاوی اوسکو اوسکی جمیع صفات حسنہ سی موصوف اور بری صفتون سی پاک سمجہے دوسری فرشتونکو حق سمجہے تیسرے تمام انبیا علیہم السلام کو چوتہی کتابون کو جو اللہ تعالے نی اپنی رسولون پر خلق کے ہدایت کی لئے نازل کین تہین پانچوین کہ مرنیکے بعد زندہ ہونی اور قیامت کی آنیکو حق سمجہے سو قرآن مجید مین ان چیزون پر ایمان لانیکی بہت تاکید ہے اور جابجا انکا ذکر ہے**

از انجملہ یہہ آیت ہے یاایّھا الّذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الّذی نزّل علی رسولہ والکتاب الّذی انزل من قبل ط ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضلّ ضلٰلا بعیدا ۝ ای مومنو ایمان لاؤ اللہ پر اور اوسکی رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی ہے اوسکی رسول پر (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) اور اوس کتاب پر جو اس کتاب سے پہلی اوتاری گئی (توریت و انجیل وغیرہ) اور جو انکار کریگا اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور اوسکی کتابونکا اور اوسکی رسولون کا اور قیامت کی دن کا پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کے + اسی سبب عقائد مین ان چیزون کے اثبات کی لئے علیحدہ باب مقرر کئے گئی ہین اور وہان ایک ایک کے تحقیق کی گئی ہے اور احادیث مین بھی انکا بہت ذکر ہے کہ حد تواتر کو پہنچ گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نی آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی تفسیر پوچھی پس آپنے یہہ فرمایا اٰن تؤمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر الحدیث ایمان یہہ ہے کہ اللہ کو اور اوسکی فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور اوسکے رسولون کو اور قیامت کی دن کو حق جانی + اور اوسکی بعد حضرت نی یہہ بھی فرمایا کہ نیکی بدی اللہ کے تقدیر سے ہے اسپر بھی ایمان لاوی - اسی جاہی سی اہل سنت والجماعت کے ہان تقدیر پر بھی ایمان لانا چاہیی کیونکہ فرقہ قدریہ کا جو احادیث اگرچہ احاد ہین لیکن سب سے ایک مضمون کہ جس سی تقدیر پر ایمان لانا ثابت ہی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے لہذا منکر تقدیر کو بعضون نی کافر کہا ہے لیکن اون پانچ چیزون پر ایمان لانے مین سب فرقے اہل اسلام کی متفق ہین اور اون مین سی کسی کا بھی کوئی انکار کریگا تو سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہوگا بحث دوم یہہ جو ہمنی ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور زبان کی اقرار سی حاصل ہوتا ہی سو یہہ نزدیک امام شمس الائمہ اور امام فخر الاسلام کی ہی لیکن انکی نزدیک بھی عذر سی زبانی اقرار کرنا ضرور نہین بلکہ وہان فقط دل سے تصدیق کرنا کافی ہے جیسا کہ حالت اکراہ مین لیکن جمہور محققین اور امام ابو منصور ماتریدی کے نزدیک ایمان فقط اون چیزونکو

[illegible]

دلسی تصدیق کرنا اور سچا جاننا ہے اور زبان سی اوسکی سچائی کا اقرار کرنا دنیا مین احکام جاری کرنیکے لئی شرط ہے کیونکہ تصدیق قلبی ایک پوشیدہ چیز ہے ہر ایک شخص اوسکو نہین دیکھ سکتا ہی کہ اوسکے لئی کوئی علامت ہو کہ اوس سی وہ تصدیق معلوم ہو جایا کرے سو وہ علامت زبان سے اقرار ہی پس جس شخص نے دلسی تصدیق کی اور اقرار بزبانی نکیا تو وہ اگرچہ احکام دنیا مین مومن نہین کیا جاویگا لیکن اللہ تعالے کی نزدیک وہ مومن ہی اور جسنی دلسی تصدیق کی اور فقط زبانسی اقرار کیا وہ لوگونکی نزدیک ظاہر احکام مین مومن ہی لیکن اللہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہی اور اوسکو منافق کہتے ہین اور اس قول کی تائید کرتے ہین یہہ نصوص قال اللہ تعالے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان ان لوگون کی دلون مین ایمان لکھا ہی پس ثابت ہوا کہ ایمان دلسی ہی نہ زبانسے وقال فی قلبہ مطمئن بالایمان کہ دل اوسکا ایمان سی مطمئن ہو رہی وقال ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ابھی اسواسطے ابھی تمہارے دلمین ایمان داخل نہین ہوا ہے پس انسی یہی مدعی ثابت ہوا

سوال اگر ایمان فقط دل سے تصدیق کرنیکا نام ہے تو دلسی کافر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق کیا کرتے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے وہ کافر نبی علیہ السلام کو ایسا جانتے ہین کہ وہ نبی ہین جیسا کوئی اپنی بیٹی کو پہچان لیتا ہے اور یہہ لینا نہین جو اب معرفت اور چیز ہے اور تصدیق اور چیز ہے معرفت بی اختیار علم ہی جیسا کسیکے نظر دیوار پر جا پڑے اور بعد نظر پڑنیکے خواہ مخواہ اوسکو اوس دیوار کا علم آجاتا ہی اور تصدیق یہہ ہے کہ اختیار سے ارادہ سی کسی چیز کو جانی پس معرفت فقط جان لینا ہی اور تصدیق مان لینا ہی اور قبول کرنا ہی سو کافر لوگ آثار نبوت کے دیکھکر جانتے تھی بی اختیار اونکو علم حاصل ہتا لیکن مانتی نہی حاصل ہی کہ اونکو معرفت حاصل تھی سو یہہ ایمان نہین اور تصدیق جو ایمان ہی وہ حاصل نہی تیسری بحث اعمال صالحہ سی ایمان کو روشنی اور رونق حاصل ہوتی ہے لیکن اعمال صالحہ ایمان مین داخل نہین کہ اوسکا جزو ہو دین اسی سبب سے بد اعمال کرنسی ایمان نہین جاتا ان رونق جاتی رہتی ہے اور دلیل یہہ ہی کہ قرآن مین اللہ تعالے نے اعمال صالحہ کی صحت کو واسطے ایمان کے

شرط ٹھیرایا ہے اور مشروط شرط مین داخل نہین ہوتا ہے کما قال تعالی وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ یعنے جو کوئی نیک کام خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ مومن ہو اور
دوسرے معطوف معطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے حالانکہ قرآن مین اعمال کا ایمان پر عطف کیا ہے
اور اعمال کو معطوف اور ایمان کو معطوف علیہ قرار دیا ہے پس اس قاعدہ کی موجب ایمان سے
اعمال غیر ہونے چاہیین کما قال ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یعنی جو لوگ کہ ایمان لائی اور انہون
نے اچھی کام کئے تیسرے جس شخص سی کہ بعض اعمال صالحہ ترک ہو جاوین اوسکو بھی مومن کہا ہے
کما قال وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور اگر دو گروہ مومنون کے آپسمین لڑائی کرین - حالانکہ
لڑائی کرنا گناہ ہی ہے پس اون کو بھی مومن کہا جو تیسرے اصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے پس اعمال
اوسمین داخل نہین ہو سکتی سو یہہ ضعیف رای فرقہ معتزلہ کی ہے کہ وہ اعمال صالحہ کو نفس
ایمان کا جزء کہتے ہین اور جس سی گناہ کبیرہ ہو جاوے اوسکو اس بنا پر مومن نہین کہتی ہین لیکن جمہور
محدثین اور امام شافعی اور امام مالک اور اوزاعی اعمال حسنہ کو کامل ایمان کا جزء
کہتی ہین کہ کامل ایمان بدون اعمال حسنہ کی ہرگز نہ ہوگا پس جس سی اعمال حسنہ ترک ہونگے
اوسکا ایمان کامل نہ رہیگا مان نفس ایمان باقی رہیگا اعمال حسنہ کو نفس ایمان کا جزء نہین
قرار دیتے ہین کہ جزو کے جانی سے وہ نفس ایمان بھی جاتا رہے سو یہہ رای امام شافعی رح کی بہت
درست ہی اور مطابق ہے قرآن و حدیث کے اور اس رای پر کوئی اعتراض لازم نہین آتا ہے
ف ان ان کو چاہیے کہ دل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع امور مین تصدیق اور زبان سی
اقرار کرے اور اعمال حسنہ بھی کرے تاکہ سب کے نزدیک بالاتفاق مومن کامل ہو جاوے
بحث چوتھی بعض محققین کی یہہ رای ہی کہ ایمان کم زیادہ نہین ہوتا اور بعض کہتی ہین
ہوتا ہی سو اول رای امام ابو حنیفہ رح کی ہی اور دوسری امام شافعی رح کی امام ابو حنیفہ
فرماتی ہین کہ ایمان فقط تصدیق قلب کا نام ہے سو وہ کسی عمل صالح کی کرنے سے زیادہ نہین
ہوتے اور بد عمل کی کرنسی کم نہین ہوتے اور امام شافعی ایمان مین اعمال کا اعتبار کرکے باعتبار کم

زیادہ ہونے اعمال کے ایمان مین زیادتی کی تصور فرماتے ہین بعض محققین کہتی ہین کہ
اگر اعمال کا اعتبار نکرین تب بھی تصدیق کو ایکدوسرے کی تصدیق سی باعتبار قوت اور ضعف یقین
کے کم زیادہ کہہ سکتی ہین اور ظاہر ہے کہ امت مین سی کسی کی تصدیق قلب جبرئیل و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
تصدیق کی برابر نہین ہوسکتی اور تائید کرتے ہی کیے یہہ آیت قال اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ
قَلْبِیْ یعنی ابراہیم کیا تو ہماری قدرت پر ایمان نہ لایا کہ مشاہدہ طلب کرتا ہی کہا ابراہیم نے
ایمان تو لایا ہون لیکن اطمینان کے لئی مشاہدہ چاہتا ہون لیکن اس بحث پر کچھہ اثر مترتب نہین
بلکہ اب تحقیق علمی ہی (ایمان اور اسلام ایک چیز ہے) شرع مین جسکو مومن کہتے
ہین اوسکو مسلمان بھی کہتی ہین اور جو مسلمان ہی وہ مومن بھی ہی کسلئی کہ اسلام خضوع اور احکام کے
کی قبول کرنیکو کہتی ہین اور یہی بات تصدیق قلبی مین ثابت ہی کیونکہ تصدیق بھی ان یعنی اور قبول
کرنیکو کہتی ہین پس بدون ایمان کی اسلام نہ پایا جاویگا اور بغیر اسلام کے ایمان نہ ثابت ہوگا +
(جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلسی تصدیق کی اور زبانسی اوسکا اقرار کیا
تو وہ شخص قطعی مومن ہوگیا وہ شک کی طور پر یون کہی کہ مین مومن
ہون انشاء اللہ تعالے بلکہ انشاء کے لفظ کو ترک کرے) کسلئی کہ جب ایمان
پایا گیا تو وہ قطعی مومن ہوا پھر شک کی لئی انشاء اللہ کا اوسکی ساتھہ ملانا منع ہی ان اگر اس نیت سی کہے
کہ خاتمہ کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے یا مسبرک سمجھکر کہی تو درست ہی لیکن بھر حال نہ کہنا ہی اولی ہی کیونکہ
اس کلمہ کی کہنی سی سننی والیکو اس کا شک ثابت ہوگا سو یہہ بھی برا ہی اور اگر واقع مین اس قائل کو
اپنی ایمان مین شک ہی تو یہہ کفر ہے نعوذ باللہ منہ (ایمان باس غیر مقبول ہی) باسر
شدت اور عذاب کو کہتی ہین اور یہان اس سی مراد آخرت کا احوال دیکھنا ہی کہ موت کیوقت
ہر شخص کو نظر آیا کرتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ ہر شخص موت کیوقت اپنی جگہہ دیکھتا ہی
مومن کو جنت کا فر کو دوزخ نظر آتی ہے پس اگر ایسی وقت کوئی کافر ایمان لاوے تو یہہ ایمان اللہ تعالے
اللہ تعالے کی نزدیک مقبول نہوگا کما قال تعالی فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

یعنے جب کفار نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تب اونکی ایمان لانی نے کچھ نفع نہ دیا اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ ایمان غیب پر اختیار سی لانا چاہیے اور جب کہ بینی آخرت کا حال دیکھ لیا تب وہ اوس سی غائب نہوا بلکہ اوسپر ظاہر ہوگیا اور یہہ ایمان جسطرح کسی چیز پر نظر پڑنے سے اوسکا علم بی اختیار آجاتا ہی اسیطرح بے اختیار حاصل ہوا اور اگر کوئی مومن اوسوقت اپنی گناہون سی توبہ کرے تو اوسکو بعض نے مقبول کہا ہے لیکن صحیح یہہ ہے کہ توبہ بھی اسوقت کی مقبول نہین کما قال تعالے ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن الآیہ یعنی نہین ہے توبہ اونکی واسطی جو گناہ کرتے رہتی اور جب موت آگئی تو کہنی لگے کہ مین اب توبہ کرتا ہون وقال علیہ السلام ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ غرغرہ بولنی سی پہلے پہلے بندیکی توبہ کو اللہ قبول کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ جب غرغرہ بولا تب توبہ قبول نہین ہوتی اور غرغرہ بولنی کا وقت نزع کا وقت ہی کہ جب آخرت کے احوال دکھلائی دینی لگتے ہین انسان کو لازم ہے کہ گناہ سی تائب رہا کری کیونکہ موتکا اعتبا نہین اگر ناگہان آگئی تو اوسوقت کی توبہ فائدہ نہ بخشیگی رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم (کبیرہ گناہ کرنیسے نہ ایمان جاتا ہے) کسلئی کہ ایمان فقط وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جاننی کا نام ہے سو اوسمین اعمال حسنہ داخل نہین ہین جیسا کہ پہلے اسکی تفصیل گذری ہے پس وہ تصدیق قلبی کہ جسکی معنی دلسی سچ ماننا ہے اعمال حسنہ نہونیکی سبب سی نہین زائل ہوتے اور گناہ کبیرہ کرنیسے نہین دور ہوتی ہی البتہ ایمانکا کمال اور رونق جاتی رہتی ہی اور ایمان کامل نہین رہتا ہی پس ثابت ہوا کہ مومن دو طرح کے ہین ایک کامل کہ جو گناہ نہین کرتے دوسرے ناقص کہ جو معصیات مین آلودہ ہین۔ معتزلہ کہتی ہین کہ کبیرہ کرنیسے ایمان جاتا رہتا ہی کیونکہ اونکی نزدیک اعمال ایمان مین داخل ہین اور کافر ہی نہین ہوتا ہی یہہ معتزلہ کی اول بدعت ہی حسن بصری کی روبرو اونہون نی ایجاد کی تہی اور کفر اور ایمان کی بیچمین ایک درجہ نکالا تہا بیناکہ شروع کتاب مین اسکا قصہ نقل ہوا ہے (اور نہ کافر ہوتا ہی) بلکہ قرآن و احادیث

صحیحہ مین کبیرہ گناہ کرنیوالیکو مومن کہا ہے جیسا کہ پہلی اسکا ذکر ہوا اور صحابہ اور تابعین اور جمہور مسلمین
اونکی بعد کبیرہ کرنیوالیکو کافر نہین کہتی تہی بلکہ سب احکام ایمان کی اوسپر جاری کہتی تہی اوسکی
مرنیکی بعد اوسکی نماز پڑہتے تہی اور قبور مسلمین مین اوسکو دفناتی تہے اور اوسکی مال مین توریث
جاری کہتی تہے علی ہذا القیاس بیشک خصوص جب اللہ کے عفو کی امید سی گناہ سرزد ہوا تو ہم
کسطرحسی کافر اوسکو کہین خوارج کے نزدیک کبیرہ سی کیا بلکہ صغیرہ سی بہی کافر ہوجاتا ہی اور
جن نصوص مین اعمال کی کرنے سی یا نکرنیسے کافر کہا ہی اونکو سند پیش کرتی ہین مثل حدیث
ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر ان کا جواب یہ ہے کہ ان نصوص کی وہ نصوص کثیرہ کہ جنمین
کبیرہ کرنے والیکو مومن کہا ہے معارض ہین پس ضرور ہی کہ انکو خلاف اظاہر قرار دیکر انکی تاویل کرینگی
پس اس حدیث کی یہہ معنی ہون گی کہ جو حلال سمجہکر ترک صلوۃ کرے گا کافر ہوگا علی ہذا القیاس اور
دوسرے یہہ خلاف اجماع ہی ہم پوچہتی ہین کہ جب کبیرہ صغیرہ کرنے سے کافر ہوگیا تو اون آیات و
احادیث کی کیا معنے ہونگی کہ جن مین سوای شرک کی سب گناہونکی بخشش کی بشارت ہی اور
اللہ تعالی کی صفت غفاری یہہ کہان ظاہر ہوگی کسلئے کہ کافر اور مشرک تو بالاتفاق نہ بخشا جاویگا
اور توبہ کرنیسے بہی بالاتفاق عذاب نہوگا ف کبیرہ گناہ لغت مین بڑے گناہ کو کہتی ہین اور
شرع مین اوس گناہ کو کہتے ہین کہ جس کام کو شارع نے حرام کہدیا ہو یا اوسکی اوپر کوئی عذاب مقرر
کیا ہو یا اور طرحسی اوسکی مذمت کی ہو اور یہہ وعید و حرمت و مذمت خواہ قرآن سی خواہ کسی حدیث سے
ثابت ہو بہر اوس فعل کو کیا جاوے یا جس کام کو شرع نے فرض کیا ہو اوسکو ترک کیا جاوے اور گناہ کبیرہ
بہی اونمین ایک دوسرے سے کم زیادہ ہی مگر یہان کبیرہ سی سوای کفر و شرک کی اور کبائر مراد ہین کیونکہ
انسی بالکل کافر ہوجاتا ہے بخلاف اور کبائر کی کہ اگر اوسکو برا جانکر کریگا تو کافر ہوگا پس وہ کبائر بہت سے
ہین حضرت نبی علیہ السلام نے ہر سائل کی موافق ذکر فرمایا ہی حصر نہین کیا کہ اتنی ہی کبائر ہین اور
تفصیل کبائر کے علماء نے اپنی کتابونمین خوب کی ہے مگر کچہہ کبائر مین یہی مختصر یہان ذکر کرتا ہون
ناحق قتل کرنا زنا کرنا بارسا عورت یا مرد کو زنا کی تہمت لگانا جنگ مین کفار سی بہاگنا جادو کرنا

یتیم کا مال ناحق کھانا شراب پینا خنزیر کا گوشت کھانا سود لینا جوا کھیلنا غلام کرنا لینے دینے مین
کم تولنا چوری کرنا کسیکا مال زبردستی چھین لینا رشتہ توڑنا جھوٹ بولنا جھوٹی گواہی دینا گواہی
کو چھپانا غیبت کرنا گالی دینا امانت مین خیانت کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا اونکو ناحق ستانا اقرابہ
سے ترک کرنا جورو کو اپنی میان سی نافرمانی کرنا مسلمان سی دلمین بدگمان ہونا نسب پر فخر کرنا -
کسیکے نسب پر طعن کرنا مصیبت مین چیخ کر رونا سر پیٹنا کپڑے پھاڑنا باجی سی راگ سننا بدعہدی کرنا
دکھلانیکو عبادت کرنا قرآن پڑھکر بھولنا بعذر شرعی کسی فرض کو ترک کرنا انکی سوای اور بھی کبار ہین اور
کبیرہ کی سوای جو گناہ ہین صغیرہ ہین جیسا غیر عورت کا بوسہ لینا ہاتھ لگانا لیکن جو صغیرہ پر ہٹ کریگا
وہ کبیرہ ہوجائیگا اور کبیرہ پر ہٹ کرنا کفر تک پہنچا دیگا اور جو کبیرہ کرکے نادم ہوگا اور آیندہ کو ترک کا
قصد کریگا وہ صاف ہوجائیگا بشرطیکہ کسی بندہ کا حق نہو حدیث شریف مین آیا ہی کہ گناہ کرنیسے
دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوجاتا ہے پس اگر توبہ کرلے تو دور ہوگیا ورنہ دن بدن کثرت گناہون سی یہانتک
پہیلتا ہی کہ تمام دلکو ڈھانک لیتا ہی پس جب یہہ نوبت پہنچتی ہی تو اوس دل پر کسیکی نصیحت اور وعظ
اثر نہین کرتا اور اللہ تعالے نے جو قرآن مین فرمایا ہے کہ کافرون کی دل پر مہر ہے تو وہ یہہ ہے
محصر ہے نفس بد کو اول لذات مباحات سی روکنا چاہیے تاکہ آرام طلب نہوجائی اور مکروہات
اور شبہات مین نہ پہنسائی پھر بعد اسکی حرام کا دروازہ نہ جھنکوائے یہانتک تو ایمان بچا رہتا
ہے بعد اسکی کفر ہے سو ایسا شخص انجام کفر تک پہنچ جاتا ہی اگر اس نفس بد کو اول مباح چیزون
مین روکتا تو اس مرتبہ تک نہ پہنچتا علے ہذا القیاس جب سعادت کی درجون پر چڑھتا ہی تو
اول ایمان لاتا ہے بعد اوسکی فرائض اور واجبات پر مستقیم ہوتا ہی بعد اوسکی مستحبات پر قائم
ہوتا ہی بعد اسکی نوافل پر ثابت ہوتا ہے پس جب یہانتک پہنچا تو جذبہ عشق الہی کا آیا اور اس کو
خاصان درگاہ مین پہنچ کر لے گیا + (مومن کامل وہ ہے جو نرخ مین نہ بچائیگا بلکہ بیچنے مین
بچائیگا) مومن کامل وہ ہے کہ ایمان کی بعد اچھی اعمال کرے گناہ سی دور رہے اور شرع
سی اگر کبھی گناہ ہوجاوے تو توبہ اور استغفار کرے جیسا کہ پہلی اسکا ذکر ہوا ہے کما قال اللہ تعالے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ
عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ یعنے پرہیزگار لوگ کہ جو وہ مومن کامل ہین باغون مین اور نعمتون مین خوش
وخرم رہین گے بسبب اون نعمتون کی کہ اللہ تعالی نے اونکو عطا فرمائی ہین اور بچاویگا اونکو
اونکا رب عذاب دوزخ سے ۔ الغرض قرآن مین بہت سی آیات ہین کہ جنسے مومن کامل کا ہمیشہ
جنت مین رہنا اور دوزخ سے نجات پانا ثابت ہی اور سلف سی خلف تک اس پر سب متفق ہین
(اور مومن ناقص کو چاہیگا تو بقدر گناہ اوسکی عذاب دیکر پھر جنت مین داخل
کریگا اور چاہیگا تو معاف کردیگا اور جنت مین ہمیشہ رکھیگا) مومن ناقص
کہ کبائر صغائر گناہ مین گرفتار ہوا اور پھر توبہ حرمت سے کبائر مین گرفتار رہا تو اوسکی صورت مین ہے
یہہ کہ اللہ تعالے اپنی کرم سی اوسکو معاف کردی اور جنت مین ہمیشہ رکھی کیونکہ وہ غفار وعدہ وفرما ہے اللہ
لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ کہ اللہ تعالی نہ بخشیگا شرک کو اور بخشدیگا
سوای جس کو چاہیگا ۔ پس ثابت ہوئی یہان سی یہہ بات کہ اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشیگا اور
شرک کی اور جسقدر گناہ ہین خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ سب کو اگر چاہیگا تو معاف کردیگا اور بخشدیگا
اور بہت آیات اس امر پر دلالت کرتے ہین اور احادیث صحاح کا یہہ مضمون کہ اللہ تعالی بعض اہل کبائر کو
بخشدیگا حد تواتر کو پہنچ گیا ہی اور جمہور مسلمین کا اسپر اتفاق ہے خدا ہی صورت یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو
بقدر اوسکی گناہ کی اوسکو عذاب دیکر پھر جنت مین داخل کرے کیونکہ گناہ کبیرہ پر عذاب کا ہونا بہت
سی آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ ذکر کرنے اس مختصر مین گنجایش نہین اور سب
مفسرین اہل اسلام کی سوای مرجیہ کی اسپر متفق ہین اور پھر عذاب کے بعد جنت مین جانا ان
وجوہات سی ثابت ہی قال تعالی فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ یعنے ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگے سو وہ اسکو دیکھیگا اور اوسکا اجر دیکھیگا اب
ہم کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کی اگر اور کچھ بھی نیکی ہی ہا ایمان ہی تو ہی ایمان اوسکی نیکی ہی پس جب بعد اوسکے
کی اوسکا اجر بھی ضرور ہوگا پس اگر اوسکو معاف کرکے [illegible] اور اوسکی ہر گناہ کی بدلے اوسکو

دوزخ مین جاوے سو یہہ بالاتفاق باطل ہے کیونکہ قرآن کی آیات و احادیث صحیحہ اس پر صاف
دلالت کرتے ہین کہ جنت مین سے کوئی نکالا نجاویگا۔ اور یا اوسکی بدیکی عیوض اوسکی پہلی دوزخ
ہو چکے پہر ایمان کی اجر کرا دی اور جنت مین جاوے سو یہی ہمارا مدعا ہی دوسری وجہ یہہ ہی کہ کبیرہ
گناہ کرنے والا مومن رہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے اسکو قرآن و احادیث و اجماع صحابہ سے ثابت کر چکی ہین
اور مومن کی لئے اللہ کا یہہ وعدہ ہی وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ کہ اللہ تعالے نی
مومن مردون اور عورتون کے لئے جنت کا وعدہ کر لیا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ مومنین اور مومنات
کا لفظ عام ہے اپنی سب افراد کو شامل ہوگا اور الف لام ہے اسی مدعا پر دلالت کرتا ہی تیسرے
وجہ یہہ ہے کہ جن احادیث صحیحہ سے کہ کبائر گناہ والون کی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
شفاعت ثابت ہوتی ہے اور جن سی کہ محض کلمہ توحید کی برکت سی انجام جنت مین جانا
ثابت ہی حد تواتر کو پہنچ گئی ہین چنانچہ شفاعت کی احادیث باب شفاعت مین مذکور ہونگے
اور دوسری قسم کی بعض کو اب ذکر کرتا ہون امام مسلم نے عبادہ بن صامت رضی سی روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جس نی اللہ کی ایک ہونے اور محمد کی رسول ہونیکی گواہی دی اللہ تعالے
اسپر دوزخ کی آگ حرام کریگا یعنی ہمیشہ کی آگ اوسپر حرام ہوگی مسلم نے عثمان رض سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جس شخص کا موت کیوقت اسبات پر یقین ہوگا کہ اللہ ایک ہے
اور محمد اوسکا رسول ہی تو اللہ تعالی اوسکو جنت مین داخل کریگا اور بخاری اور مسلم نی ابوذر رض سے
ایک حدیث نقل کی ہی کہ جس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کا خلاصہ یہہ ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ کہ جس نی کلمہ توحید کہا ہی اگرچہ اوس نے چوری اور زنا بھی کیا ہو گے
ہون لیکن وہ شخص بانجام کار جنت مین جاویگا چوتھی وجہ یہہ ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہنا بڑی سخت سزا
ہی سو یہہ مقابلہ جرم سخت کی ہوتی ہی اور بدبخت جرم کفر ہے یا شرک پس اگر کبیرہ والیکو انجام مین جنت نہ ملے
تو اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا کہ جو بڑی سزا اور خاص کفار و مشرک کی مقابلہ مین ہے لازم آوے
خوارج اور معتزلہ کہتی ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اوسکو بانسی کبھی

نجات نہین سو یہہ بالکل غلط ہے جیسا کہ اسکی غلطی ابھی وجوات مذکور ہوئی ہین اور یہہ ایسی افراط ہے جسطرح مرجیہ تفریط کرتے ہین کہ مومن کو کسی گناہ سے کبھی کچھہ ضرر نہین ہوتا سو یہہ دونون مذہب غلط ہین اور اگر فقط صغائر مین گرفتار رہا تو اوسکی بہی یہی صورت ہین اول یہہ کہ اللہ اپنی کرم سی بخشدی کیونکہ جب کبیرہ کو بخشدینا ثابت ہے تو صغیرہ بدرجہ اولی بخشی جاوینگی دوسرے یہہ ہی کہ اللہ تعالی بقدر گناہ کی سختی دیکر پہر بخشدیوی پہر بخشدینا تو جب کبیرہ کا ثابت ہو چکا اسکا بدرجہ اولی ثابت ہوا اب رہا یہہ امر کہ صغیرہ پر عذاب کریگا سو اوسکی اول وجہ تو وہی آیت ہی کہ جس مین اِنَّ یَشَآءُ ہی کیونکہ اوسکا مضمون یہہ ہوا کہ شرک کے سوای اور جسکو چاہیگا معاف کریگا سو اگر صغیر کو بخشنا نہ چاہیگا تو اوس پر بہی عذاب دیگا چنانچہ بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبرونکی پاس سی گزرے پس فرمایا کہ انمین سے ایک کو بسبب چغل خوری کی دوسری کو بسبب پیشاب سی نہ بچنے کے عذاب ہوتا ہے حالانکہ یہہ گناہ کبیرہ نہ تہا اسکے وجہ یہہ ہے کہ گناہ گو صغیرہ ہی لیکن اوسپر اصرار کیا اور مولی حکم الحاکمین کی نافرمانی ہے پس اس نافرمانی پر اگر ویسے سزا دیوی تو بہی بجا ہے بعض معتزلہ کہتی ہین کہ اللہ تعالی ہرگز صغیرہ پر عذاب نکریگا کیونکہ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ کہ اگر تم کبائر سی بچوگے جنسے منہے کیے ہو تو ہم تمہاری سیئات کو معاف کرینگے پس مقابلہ کبائر کے صغائر مراد ہین جواب کبائر سے مراد یہان کفر ہے اور جمع باعتبار افراد کی ہے پس معنی اس آیت کی یہہ ہین کہ اے لوگو اگر تم کفر سی باز آوگے تو ہم تمہاری حالت کفر کے سب گناہ معاف کرینگے اور یہہ موافق ہی اس آیت کی قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ کذا فی التفسیر الزاہدی (کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ مین رہینگی) قال تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی جو لوگ کافر ہوے اور اللہ کی راہ سی باز رہی اور یہہ وہ کفر کی حالت مین مرگئی پس اونکو اللہ ہرگز نہ بخشیگا

وقال ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اللہ تعالیٰ نہین بخشی گا اسکو کہ اوسکی ساتھہ شرک
کیا جاوے اور اسپر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شرک اور کفر
نہایت بڑی نافرمانی اور اللہ کے ساتھہ بغاوت ہے اور ایسی نافرمانی اور بغاوت کے
سزا بھی ایسی ہی سخت مقرر کی ہے کہ وہ دوزخ مین ہمیشہ رہینگے ہی بعض نادان کہتے
ہین کہ کیا مسلمان ہی اللہ کے بندی ہین جو انہین ہی بخشیگا اور کسکو نہ بخشی گا سو انکی سمجھانیکو
ایک نظیر دنیا مین دیتے ہین کہ بادشاہ وقت کی ساتھہ اوسکی رعایا مین سے جو لوگ بغاوت
کرتے ہین وہ اون کو عمر قید اور کیا کیا سزائین سخت دیتا ہے اور اپنی فرمان بردار رعیت کو کیسی کیسے
انعام عطا کرتا ہے پس اگر وہ باغی یہہ کہین کہ یہہ نہین ہو سکتا کہ بادشاہ ہمکو عمر قید کرے اور انکو
اسی بادشاہ کی تابعدار و انعام دے کیا تمہین اوسکی رعیت ہونیکا حق نہین ہین تو اون کی نادانی ہے

ف کفر شرع مین ایمان کی ضد کا نام ہے پس جن چیزون پر مجملاً یا مفصلاً ایمان لانا واجب
ہی اونکی انکار سی یا شک سی کفر ثابت ہوتا ہی خواہ مجملاً سب دین کا انکار کری جسطرح سی کہ یہود
و نصاریٰ وغیرہم کرتے ہین یا کسی ایسی بات کا انکار کرے کہ جو بطور یقین کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سی یا قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہو جاوے دونو صورتون مین کافر ہو جاتا ہے مثلاً دین
کے چیزون مین سی کہ جو قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہی نماز روزہ حج وغیرہ ہی پھر
جو کوئی ان مین سی ایک کا بھی انکار کریگا کافر ہوگا یا زنا کا حرام ہونا اور سود اور خنزیر
اور شراب وغیرہ چیزونکا حرام ہونا قرآن کی عبارت سی ثابت ہی پس انمین سی جو کوئی
کسی چیز کو بھی حلال کہیگا کافر ہو جاویگا علی ہذا القیاس قیامت کی آنی اور حساب و کتاب کی
ہونیکا انکار یا جنت و دوزخ وغیرہ چیزین جو قرآن مین مذکور ہین اونکا انکار یا اونمین شک کریگا
کافر ہوگا الحاصل جن چیزون پر ایمان لانا واجب ہی اونکی انکار یا شک سی کفر ثابت ہوتا ہی پس
جو چیزین قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت نہین یا بطور یقین کی حضرت سی اونکا ثبوت نہین بلکہ خبر احاد
سی ثابت ہین پس اونکی انکار یا شک سی لازم نہ آویگا اسی سبب سی اسلام کی گذشتہ تاریخون مین

کہ وہ خارجیہ رافضیہ حیریہ قادریہ وغیرہم ہین جنتک اونسی کسی قطعی الثبوت چیز کا انکار یا شک
نہ ثابت ہوگا ہم اونکو کافر نہینگے ان بسبب خلاف کرنے جمہور مسلمین کے یا انکار کرنی احادیث
مشہورہ کی یا نصوص صریحہ کی تاویلات کرنے یا سب وشتم کرنے اکابر کے گمراہ اور گنہگار کہتی
ہین کہ وہ اپنی عقائد بد کے سبب اور گنہ گار ہونکی طرح عذاب دیکھکر آخر نجات پاوینگی اور اگر اونمین
کوئی فرقہ قطعی الثبوت کا انکار یا اوس مین شک کریگا تو بالکل کافر ہوجاویگا اور امت محمدیہ
علی صاحبہا السلام سی خارج ہوگا سو وہ اور کفار کے مانند ہمیشہ دوزخ مین رہیگا **ف** شرک
شرع مین اللہ تعالے کی برابر خواہ ذات مین خواہ صفاتین کسی اور کو سمجھنی کو کہتے ہین خواہ وہ نبی ہو
خواہ فرشتہ خواہ شہید خواہ ولی خواہ امام علی ہذا القیاس پس جس اللہ تعالی کی ذات یا صفاتین
کسے اور کو شامل کریگا مشرک ہوگا شرک کی چند اقسام ہین اول یہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات
مین کسی اور کو شریک کری کہ دوسرا خالق اور سمجھی دوم یہ ہی کہ اوسکی صفات مین کسی اور کو
شریک کری سو اوسکی بہت سی قسمین ہین اول یہ ہے کہ اوسکی صفت علم مین کسیکو شریک کری
کہ کسی اور کو یون سمجھی کہ اللہ تعالی کیطرح غائب حاضر قریب وبعید آیندہ حال وماضی کی خبر ہی اور
ہر چیز کو وہ جانتا ہی اسکو شرک فی العلم کہتی ہین دوسری قسم شرک فی القدرۃ ہی کہ اللہ تعالی کے
مانند قدرت نفع نقصان دینیکی یا کسی چیز کے موت حیات کی یا کسی اور امر کی کسی دوسرے مین ثابت کری
تیسرے قسم شرک فی السمع ہے کہ اللہ تعالی جسطرح نزدیک دور کے بات سنتا ہی اگر کسی اور کو بھی یون
ہی سمجھا مشرک ہوگیا چوتھے شرک فی البصر ہے کہ اللہ کی مانند کسی اور کو یون سمجھی کہ چھپی کھلے
نزدیک دور کے چیز کو وہ دیکھتا ہی علی ہذا القیاس جسقدر اللہ تعالے کی صفات ہین خواہ وہ ذاتیہ ہون
خواہ فعلیہ جیسا رزق دینا مارنا جلانا عزت آبرو دینا نفع ونقصان پہنچانا اونمین سی کسی مین بھی خواہ
کسی نبی کو خواہ ولیکو خواہ فرشتہ کو خواہ جن دیو کو یا کسی اور کو برابر سمجھیگا مشرک ہوگا بلکہ جمیع مخلوقات کو
خواہ وہ کوئی ہو اللہ تعالی کی روبرو عاجز محض اور جمیع صفاتسی خالی سمجھی ان اوسنی اپنی
ارادی سی جسکو جس چیز کے خبر یا قدرت یا اور صفت عطا فرمائی ہی اوسیقدر اونکو حاصل ہی اور اوسمین

بھی اللہ کی آگی دیجبور محض ہین اوسکی حکم اور ارادی بدون کوئی شخص خواہ آسمان کا رہنے والا ہو خواہ زمین
کا کسیکو کچھ نفع دی سکتا ہی نہ نقصان اور ان سب اقسام کی شرک کی برائی قرآن واحادیث پر ہین کو
اوسکی نقل کی اسجا گنجائش نہین ہی صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز اسکی برائی بیان فرمایا کرتے تہی اور اسی پر مشرکون
سی نوبت جہاد اور قتال کی پہونچتی تہی اور ایک قسم شرک فی الحکم ہی کہ اللہ کی برابر کسی اور کے حکم کو مانی اور ایک
قسم شرک فی العبادۃ ہی کہ اللہ تعالے کی خاص عبادتین کسی اور کو کری مثلاً کسیکے آگی سجدہ کری یا رکوع کری
یا کسیکے نام کا روزہ رکہی یا کسی کی نام پر نذر و نیاز کری روپیہ پیسا دیکر یا کسی مکان کو خانہ کعبہ کیطرح سی احرام
باندہکر دور دراز سی جاوے اور وہانکی ویسی ہی تعظیم کری علی ہذا القیاس افسوس ہے کہ آج کل بہت سی نام کے
مسلمان ہین لیکن اولیاء اللہ سی اور اونکی مزار و نسی یہہ معاملات شرک کی عمل مین لاتی ہین کہ جس سے
اللہ تعالے بہی بیزار ہی اور اوسکی پاک اور مقبول بندے بہی ناراض ہین اللہ اونکو ہدایت فرماوے شرک و بدعت کے
زیادہ تفصیل جسکو منظور ہو تو وہ اور کتابون مین دیکہی کہ جو خاص انہین کی رد مین علماء نے تصنیف فرمائے ہین جسطرح
مجملاً کفر و شرک کا بیان کیا ہی بدعت کا بہی ذکر کرتا ہون بدعت لغت مین نئی چیز کو کہتی ہین خواہ عادۃً
خواہ عبادۃً ہو اور فقہاء کے نزدیک بہی مقسم ہی جسمین تقسیم بدعت کی کرتی ہین کہ بعض واجب ہے اور بعض مستحب
اور بعض مباح اور بعض مکروہ اور بعض حرام اور یہی لغوی معنی اعتبار کرکے بعض علماء کل بدعۃ ضلالۃ
کو خاص کیا کرتی ہین کہ اسسے ہر قسم کی بدعت مراد نہین بلکہ بدعت مکروہ اور بدعت حرام مراد ہے اور شرع مین
بدعت دین مین کمی یا زیادتی کرنیکو کہتی ہین کہ بغیر اذن شارع کی کیجاوی اور شارع کی قول یا فعل سے
صریحاً یا اشارۃً اوسکی اجازت نہ پائی جاوے کذا فی الطریقۃ المحمدیہ اور تفصیل اسکی یون ہے کہ جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ہو خواہ
خود حضرت نے اوسکو کیا ہو یا حضرتکی صحابہ نے آپکی حکم پر کیا ہو اور آپنے منع نکیا ہو سو وہ بالاتفاق بدعت نہین بلکہ
سنت ہی اور جو چیز کہ آپکی عہد مین نہین سو وہ مطلقاً بدعت نہین بلکہ اوسکی یون تفصیل ہی کہ اگر وہ از قسم عادات
ہی تو وہ بہی بالاتفاق بدعت نہین بشرطیکہ شرعاً ممنوع نہو اور اگر از قسم عبادات ہی پس وہ یا صحابہ کے عہد مین یا بعد
کی یا تابع التابعین کے یا بعد اوسکی تاہنوز پیدا ہوئے ہی پس اگر صحابہ کے عہد مین پیدا ہوئے تو وہ بہی بدعت نہین بشرطیکہ صحابہ نے بعد تفحص
منع نکیا ہو اور اگر صحابہ نے اسکے منع کیا ہو تو وہ بدعت ہی جیسا قبل از نماز عیدین خطبہ پڑہنا چنانچہ مروان نے پڑہا اور ابو سعید خدری نے

شرک فی العبادۃ

بدعت

تقسیم

تفصیل

منع کیا روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور اگر تابعین یا تبع تابعین کے عہد مین پیدا ہوئے
تو وہ بھی بدعت نہین بشرطیکہ اون لوگون نے خبر پاکر اوسکو منع کیا ہو اور صحابہ و تابعین و تبع
تابعین کے حد کی چیز اصلی بدعت نہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خَيْرُ الْقُرُونِ
قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ الحدیث رواہ الشیخان کہ سب سے اچھا میرا زمانہ ہی پھر اونکا
کہ اونکے بعد ہونگی یعنی تابعین پھر اونکا کہ جو انکی بعد ہونگی یعنی تبع تابعین پھر اونکی بعد ایسی لوگ
ہون گے کہ خود بخود گواہی دیتی پھرا کرینگے اور امانت مین خیانت کرینگے الحدیث پس اس بشارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تینون زمانہ کا اعتبار ہی اور اونکی عہد مین خیر ہے اور اسکی بعد پھر
شر ہے اور اگر ان تینون زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہے تو اوسکو اولہ شرعیہ کتاب اللہ سنت رسول
اللہ اجماع امت قیاس مجتہدین سے مطابق کیا جاویگا پس اگر اوسکا نظیر ان تینون زمانہ
مین پایا جاویگا یا وہ کسی اولہ شرعیہ سے ثابت ہوگی تو بدعت نہوگی اور اگر اوسکا نظیر ان تینون
زمانہ مین نپایا گیا یا وہ کسی اولہ شرعیہ سے ثابت نہوئی تو بدعت ہی گو اوسکو کسی نے کیا ہو کیونکہ
بعد قرون ثلثہ کے بہر کے شخص کا فعل شرع مین حجت نہین خواہ عالم ہو یا ہاتمی یا ولی یا کے یا
مدنی حیف صد حیف کہ آجکل لوگون نے کج بحثیان کرکے دو فریق مقرر کرلے ہین کہ ایک فریق
کا نام وہابی دوسرے کا بدعتی رکھلیا ہی ایک فریق نے یہہ زیادتی کی ہے کہ قرون ثلثہ ہی مین
حصر کردیا ہی پس جو چیز از قسم عبادت بعد اسکی خواہ اولہ اربعہ کے اشارہ سے یا صراحت سے ثابت
ہو اوسکو بیشک بدعت کہدیتے ہین حالانکہ جہان شرع سے اجازت ہو خواہ دلالۃً خواہ اشارۃً
گو وہ قرون ثلثہ کے بعد حادث ہو بدعت نہین کما ہو المذکور فی کتب الاصول بلکہ بعض صاحبون نے
تو یہانتک فرمادیا ہی کہ جو چیز از قسم عبادت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حادث ہو اوسکو بھی بدعت
سیئہ کہدیتے ہین اور دوسرے فریق نے بہرتشد کیا کہ اپنی اباؤ اجداد اور اپنی مشایخ کے
رسم و عادت کو اختیار کیا اور بہت سی بدعات سیئات کو حسنات قرار دیا گو اوسکی شرعیت
کوئی اصل نہو سلمان کہلاتے ہے لانبی بعدی نہمارے المرسلین شافع یوم الدین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

کے پیروی کرے زید بکر کے راہ سی کچھہ غرض نرکھی اور جس کو حضرت کی محبت ہوگی وہ حضرت کی طرز
پر چلیگا اور جو سنت مصطفوی کو چھوڑکر اور راہ اختیار کریگا حضرت کے مخالفون مین شمار ہوگا بدعات کی
بہت سی برائیان احادیث صحیحہ مین وارد ہین جسکو زیادہ شرح مطلوب ہو وہ اون مطولات مین
دیکھے کہ جو خاص اسکی بیان مین تصنیف ہوئی ہین لیکن مین یہان کچھہ ذکر کرتا ہون بخاری اور
مسلم نے جابر رضی سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ سب کلامون سی بہتر کلام
کتاب اللہ ہے اور سب ہدایتون سی اچھی ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بہت بدہین وہ کام
جو نئی ایجاد کیجاوین وکل بدعۃ ضلالۃ اور ہر بدعت گمراہی ہی امام احمد اور ترمذی اور ابوداود
اور ابن ماجہ نے عرباض رضہ بن ساریہ سی نقل کیا ہی کہ ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز
پڑہاکر وعظ فرمانا شروع کیا بہت وعظ فرمایا کہ لوگون کے آنکہین روتی لگین اور دل کانپ
گئے اس عرصہ مین ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ شاید یہہ آخری وعظ ہی پس ہمارے
لئی کچھہ وصیت کرجائیے آپنی فرمایا مین تمکو وصیت کرتا ہون ان چیزون کے کہ اللہ سے
ڈرنا اور دین کی بات سنکر اوسکی اطاعت کرنا اسلئے کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو بڑا اختلاف دیکھیگا پس اوسوقت میرے اور خلفای راشدین مہدیین کے طریقہ کو اختیار
کیجو اور اوسکو مضبوط کرکے دانت سی خوب پکڑلیجو اور نئی نئی باتون سے دور رہنا کیونکہ
جو نئی بات نکلی گے وہ بدعت گمراہی ہے مین ڈالنی والے ہوگے انتہی حیف ہی کہ اب لوگون
نے حضرت کی وصیت کی برخلاف کیا سنت کو چھوڑکر لوگونکی ایجاد کئے ہوئی چیزونکو ایسا
مضبوط دانت سے پکڑا کہ کسی طرح سے نہین چھوڑتے اور سالہاسال سی وہ بدعات جاری
کرکیہین ہین کہ اب بدعت کو سنت سمجھنی لگے اور سنت کو بدعت قرار دینے لگی اللھم اھدنا
الصراط المستقیم (اہل اسلام کے سب فرقون مین فقط اہل سنت
وجماعت کا فرقہ ناجیہ ہے) امام احمد اور ترمذی اور ابوداود نے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میرے امت مین تہتر فرقے ہوجاوینگی

وہ سب کے سب دوزخی ہونگی مگر ایک فرقہ ہوگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہی فرمایا جو میرے طریقہ اور میرے اصحاب کی طریقہ پر ہوگا انتہی سواسی کی مطابق ہوا کہ خلفاء راشدین کی بعد امت مین باعتبار عقائد کی اختلاف شروع ہوا حضرت اور حضرتکے اصحاب و اہل بیت کا طریقہ جو چلا آتا تہا اوس مین بعض بعض نی کجی اور شرارت کرکے چند لوگونکو بہکا بہلا کر اپنی ساتہہ کرلیا اور بعض بعض امور مین جمہور سی مخالف ہوگئی اور اونکی گروہ کا ایک جدا نام قرار پایا یہانتک کہ بہتر تک نوبت پہنچی بعض فرقے کی تو فقط پچاس سو ہی آدمی ہوئے تہی بعض کے کم زیادہ پہر بعض تو چند روز مین نیست و نابود ہوگئی آگے اونکا طریق نہ چلا بعض کا کچہہ دن چلکر پہر معدوم ہوگیا بعض ابتک موجود ہین اور جسمین سی وہ جدا ہوہوکر الگ ہوئی تہی وہ گروہ اعظم اہل بیت اور صحابہ کی طریقہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جو تہا تہتر وان فریق ہے اور اسکا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانیوالا ہے اور یہہ اہل سنت کا فریق ہے اور یہہ بہی واضح ہو کہ ان سب فرقون کا باہم اختلاف جزئیات عقائد مین ہی اور اصل الاصول امور مین سب متفق اور ایک ہین جیسا کہ کتب عقائد کے دیکہنی سی واضح ہوتا ہے کہ قطعی الثبوت چیزونمین سب سب متفق ہین کچہہ کچہہ لوگ کسی کسی فرقہ کی مختلف ہین سو وہ اہل اسلام سی خارج اور کافر ہین اور اسیوجہہ سی ہم ان فرقون کو جنکا کہ وہ یقینی الثبوت چیزونکا انکار یا تنکفیر کا قائل نہین کہتی ہین ہان وہ گمراہ ہین کہ اوس گمراہی کی سبب سی اپنی جرم کی موجب جہنم مین جاوینگی بخلاف اور فرقونکی اختلاف کے کہ وہ اپنی اصول مین مختلف ہین مثلاً ہنود و نصاریٰ کی فرقونکا اصول مین اختلاف ہی کہ اوس اختلاف سی اونکی دین کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے جسکو اس امر کے شرح منظور ہو وہ اون کتابون مین دیکہہ لے جو انکی رد مین تصنیف ہوئے ہین بالجملہ تہتر وان سب سی بڑا اور ناجی فرقہ اہل سنت کا ہین اور تفصیل انکی تہتر فریق ہونیکی یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد ایک شخص عبداللہ بن سبا یہودی نی مسلمانون کی اختلاف کی لئی یہہ مکر کیا کہ وہ ظاہر مین مسلمان ہوکر حضرت علیؓ کے لشکر مین آیا اور اوسنی شیخین کی امامت اور علی کی تعریف

فرقہ ناجیہ

اہل اسلام کے فرقے اصول عقائد مین متفق ہین

مین مبالغہ کرنا شروع کیا اور چند جاہلون کو اپنی ساتھہ متفق کر لیا حضرت علیؓ نے خبر پاکر اوسکو نکلوا دیا بعد حضرت علی کے اوسنی پہر ظہور پکڑا اوسکی فریق کا نام شیعہ ہی پہر دن بدن اوسکی گروہ مین کچھہ کچھہ لوگ شامل ہوگئی پہر اونکی اولاد مین سی چند لوگ عالم ہوی اونہون نی قرآنکے آیات کی اپنی مذہب کی موافق تاویلات کرنے اور احادیث صحیحہ کہ جنسے اونکی مذہب کا بطلان ثابت ہو انکار کرنا اور نئی نئی اپنی مطلب کی موافق احادیث کا بنانا شروع کیا یہانتک کہ اونکے بعد اونکی ہان کتابین تصنیف ہوگئین اور اسیطرح چند لوگون نے حضرت علی کا انکار اور اونکے مذمت شروع کی اور آخر اونکی ہان بہی ایسا ہی کارخانہ ہوا اوس فریق کا نام خارجیہ ہے اور ایک شخص واصل بن عطا تہا اوسنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالے کی مجلس مین کفر اور ایمان کے بیچمین ایک مرتبہ ثابت کیا اور کبیرہ گناہ کرنے والیکو ایمان سی خارج ٹہیرایا حسن کی فرمانیکے موجب اوسکی فریق کا نام معتزلہ ہوا شیعہ اور معتزلہ اکثر امور مین متفق ہین پہر چند لوگ اس امر کے قائل ہوئی کہ مومن کو گناہ کرنیسے کچھہ ضرر نہین ہوتا اوسکو خواہ مخواہ اللہ بخشدیگا اوس فریق کا نام مرجیہ ہوا پہر کچھہ لوگ تقدیر کے منکر ہوئے اور کہنی لگی کہ بندہ اپنی افعال کا آپ خالق ہی اوسکا نام قدریہ ہوا اور کچھہ لوگ یہہ کہنی لگی کہ آدمی اپنی افعال مین بالکل مجبور ہے درخت پہر کیطرح بے اختیار محض ہے اونکی فریق کا نام جبریہ ہوا تحقیق یہہ ہے کہ قدریہ شیعہ اور معتزلہ کو کہتی ہین الغرض اسیطرح سے ایک اور فریق نجاریہ نکلا وہ نفی صفات کیے کرتے ہین اور کلام الہی کو حادث کہتی ہین پہر ایک فریق مشبہہ پیدا ہوا کہ جو اللہ تعالے کو جسم ثابت کرتے ہین اور آیات متشابہات کی ظاہری معنی مراد لیکر اوسکی لئی مخلوق کے مانند ہاتہہ پاؤن منہ و عرش پر جسم سے بیٹہنا ثابت کرتے ہین پس یہہ کل ساتہہ فریق ہوئے پہر ہر ایک فریق کے سبب بعض اختلافات کی کئی کئی فریق ہوگئے چنانچہ معتزلہ کی بیس فرقہ اور شیعہ کی بائیس ۲۲ اور خوارج کی بیس ۲۰ اور مرجیہ کے پانچ اور نجاریہ کی تین ۳ فرقہ ہوگئے جبریہ اور مشبہہ ایک ایک ہی رہا کل بہتر فرقہ ہوتے ہین اور زیادہ تفصیل ہر ایک کی بڑے

کتابون مین موجود ہے اور بہتیرون نے جس سی یہ سب نکلی ہین فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ کا ہے اب رہا اس بات کا ثابت کرنا کہ وہ فرقہ معظم اور ناجیہ کہ جس سی یہ سب نکلی ہین اہل سنت والجماعت کا ہی چند وجہ سی ہے **وجہ اول** یہ ہے کہ حضرت نی فرقہ ناجیہ کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ میری طریقہ اور میرے اصحاب کی طریقہ پر ہوگا سو اہل سنت اور سر فرقہ کی عقائد کو دیکھو کہ ان مین سی کونسا برخلاف حضرت اور حضرت کی صحابہ کی ہی اہل سنت ہر امر مین اونکے ساتھ متفق ہین اور اونکی سوا اور فرقہ مخالف ہین چنانچہ ہر عقیدہ کی دلیل سی یہ امر خوب واضح ہوتا ہے **وجہ دوسری** فرقہ بڑا سب سی اہل سنت کا ہی اہل سنت کی مقابلہ مین اور سب فریق بچا سوان حصہ بھی نہین ہین کیونکہ جتنی بلاد اسلام ہین سب مین یہی اہل سنت اور کل موجود ہین اور تیرہ سو برس سی آجتک یہی کثرت ہی سوا اونکی کسی اور فریق کی کہین اسقدر جماعت نہین بلکہ بہت سی فریق کا تو اب نام نشان بھی نہین کبھی ایک زمانہ مین چند آدمی ہوگزری ہونگی اس سبب سی اونکا نام جاری ہی اور کہین دس پانچ آدمی ہوتے وہ کالعدم ہین اور فرقہ مخالف سی کل دو فریق البتہ زیادہ ہین ایک شیعہ دوسرا خارجیہ سو شیعہ کی بڑی کثرت ایران مین کل پونی تین سو برس کی قریب ہے سی پہلی کوئی نام کا شیعہ ایک آدہ شخص تہا یا اب چند سو برس سی ہندوستان کی بعض شہرون مین موجود ہین اور پہلی یہان بھی بہت کم تہی اور خارجیون کا بڑا جماؤ مسقط وغیرہ بلاد عرب مین ہی اور سوا اونکی اور کسی فریق کا کوئی شہر یا ملک بستا ہوا آج تک سننی مین نہین آیا پس ان دونو فریق کی لوگ بہ نسبت اہل سنت کی ایسی ہین جیسے سمندر مین سی ایک چھوٹا سا الاجدا کریون چنانچہ جغرافیہ دان شخصون کو یہ بات خوب معلوم ہی اور یہ ہے ہم پہلی قرآن و حدیث سی ثابت کر چکے ہین کہ امت محمدیہ مین جسطرف کثرت اور سواد عظیم ہو وہی حق پر ہین اور وہی اہل نجات ہین پس اب ہم کہتی ہین کہ اہل سنت جماعت سب سی زیادہ ہین پس جو زیادہ ہون وہ اہل حق اور اہل نجات ہوتی ہین پس ثابت ہوا کہ اہل سنت وجماعت اہل نجات ہین اور اہل حق ہین ف

ف

شافعی حنفی حنبلی مالکی اہل ظواہر مین سوال اہل سنت وجماعت یہی آپس مین مختلف ہین
جواب عقاید مین سب متفق ہین اور جہان عقاید کے اتفاق اور عدم اتفاق کا ہی اور جزئیات
عملیات مین اختلاف ہونا موجب فسق ہی کما قیل اختلافات العلماء رحمۃ اور جزئیات
مین اختلاف کی یہہ وجہہ ہے کہ اول تو موقع اجتہاد مین ہر مجتہد اپنی اپنی راہی کا تابع ہوتا ہے
پس جس کی راہی مین جو مسئلہ جسطرح آیا اوسنی اوسکو مسلم رکہا اور اوس سی اختلاف ہوا مثلاً قرآن
مین یون آیا ہے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ کہ طلاق دی ہوی عورتین تین قرو
تک نکاح نکرین پس امام شافعی کی راے اسطرف گئی کہ قرو سی مراد یہان طہر ہی لو اونکے
نزدیک عدت طہر قرار پایا اور ہمارے امام ابوحنیفہ صاحب کی راہی سلیم اسطرف گئی کہ اس سی
مراد ہی سو اونکی نزدیک عدت حیض قرار پایا قرآن مین اللہ تعالے نے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ کہ وضو
مین اپنی اپنی سر کا مسح کرو فرمایا ہی سو امام مالک نی اپنی قرائن اور ادلہ سی تمام سر کا مسح
ثابت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ نے چوتہائی سر کا اور امام شافعی نی یہہ ثابت کیا ہی کہ اگر ایک بال کا
مسح بہی کر لیگا تو کافی ہوگا علے ہذا القیاس دوم بعض احادیث ایک امام کو بسبب کم واسطہ کے
بسند صحیح پہنچی اور بعض کو بسبب اجانی ہیچمین کسے راوی ضعیف کی سند غیر صحیح سے پہنچے
پس اول نی اوسکو عمل کے قابل سمجہا دوسرے نی ضعیف جانکر چہوڑ دیا اختلاف مسئلہ مین واقع
ہوا سوم نبی صلے اللہ علیہ وسلم امت کی اسانیکی لئی ایک کام کو مختلف طور سی ادا کیا کرتے تہے
کیونکہ اگر ایک ہی طور پر ہو تو بعض کو دقت پیش آوی مثلاً نماز مین اکثر آپ سوای تکبیر تحریمہ کے
ہاتہہ نہ اوٹہاتی تہی اور کبہی اوٹہاہی لیتی تہی پس جس صحابی نی رفع یدین کرتے دیکہا مثلاً اوسکے
روایت امام شافعی کو پہنچے اونہون نے رفع یدین نماز مین سنت سمجہا اور جس صحابی نی رفع نکرتے
دیکہا اوسکی روایت امام ابوحنیفہ کو پہنچے اونکی نزدیک نماز مین رفع یدین نکرنا سنت ٹہیرا چہارم بعض
کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اثنا نماز مین کیا پہر اوسکو ترک کر دیا جس صحابی نے کرتے دیکہا
اور پہر اوسکو ترک کی خبر نہ پہنچے اوسنی اوسکو سنت سمجہا پس اوسکی روایت جس امام کو پہنچی اوسکے

اہل شافعی ظاہر اون کی کہتی ہین کہ جزا و بلات نفسہن سی مراد حیض ہی کرتے ہین انہہ

اول

دوم

سوم

چہارم

نزدیک سنت نہیں اور جس صحابی نے آپ کو ترک کرتے دیکھا اوسکی روایت اور سے امام کو پہنچی اوسنی ترک کو سنت بنا لیا علی ہذا القیاس اس قسم کی اسباب سی جزئیات مین اختلاف واقع ہوا اور واقعہ سب کی ایک ہین وہ ایک جا جو اختلاف ہی سو وہ تحقیق علمی ہے کچھ اختلاف کی بات نہین ہے واللہ اعلم **فصل ۹ (بندیکی سب افعال کا خالق اللہ ہی)** پس خواہ کفر خواہ ایمان خواہ نیکی خواہ بدی جو کچھ بندے سے ظاہر ہوتا ہی سب کا اللہ خالق ہی اوسکی پیدا کرنسی پیدا ہوا ہے اونکا بندہ خالق نہین ہی جیسا کہ قدریہ اور معتزلہ کا گمان ہی اور اسکے دو دلیل ہین **اول** وہ نصوص ہین جو اس مدعی کو ظاہر کرتے ہین کقولہ تعالے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ نے پیدا کیا ہی تمکو اور تمہاری اعمال کو ۔ وکقولہ تعالی اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے اللہ ہے ہی پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ۔ پس کل شی سب کو شامل ہے جواہر کو بھی اعراض کو بھی بندی بھی اوسیکی پیدا کیئی ہوئی ہین اور اونکی افعال ہے اوسنی بنائی ہین **دوسری** دلیل یہ ہے کہ اگر اپنی افعال کا بندہ آپ خالق ہوتا تو اوسکو بالتفصیل اونکی خبر ہے ضرور ہوتے کیونکہ اختیار اور قدرت کسی چیز کا ایجاد کرنا بغیر اسکی نہین ہو سکتا اور بالتفصیل بندیکو اپنی افعال کے ہرگز خبر نہین ہے کیونکہ ایک جگہ سی دوسرے جگہہ تک جانی مین بہت سی سکون اسکی درمیان واقع ہوتی ہین اور بہت سی حرکات کے بعض حرکت سی بعض پاؤنکی حرکت تیز ہوتی ہی اور بعض کم اور بعض برابر پڑتی ہی اور چلنے والیکو ہرگز معلوم نہین کہ کتنی جا پاؤن ٹہیرا تہا اور کتنی جا حرکت کرتا تہا اور کہان تیز حرکت تہی اور کہان کم اور یہہ بہی نہین کہ وہ بہول گیا ہو کیونکہ بہولی چیز پر جبتی سی یاد آجاتی ہی اور اگر یہہ بات کسے چلنی والیسی دریافت کیجیگا ہرگز نہ بتا سکیگا یہہ اوسکی ظاہر افعال کا حال ہی اور اگر چلنی مین اوسکی تحریک اعضا کو دیکہی گا کہ عضلات کہان کہان متحرک ہوئی اور بیٹہی کہان کہان کہنچے علے ہذا القیاس تب تو صاف معلوم ہو جاویگا کہ آدمی کو اپنی افعال کی بالتفصیل ہرگز خبر نہین پس جب اسکو بالتفصیل خبر نہین تو وہ اونکا پیدا کرنیوالا بہی نہین پس کمال اللہ تعالے کا یہہ ہی کہ

**اول**

**دوم**

وہ افعال کا بھی خالق مانا جاوی ورنہ جب جواہر کا وہ خالق ہوا اور اعراض کا بندیکو فاعل قرار دیا تو اسمین شائبہ شرک کا پایا گیا **سوال** پس جو شخص افعال کا بندیکو خالق کہی اوسکو مشرک کہا چاہیی اوسمین اور مجوس مین کچھہ فرق نہین **جواب** قدریہ اگرچہ بندے کو افعال کا خالق کہتی ہین لیکن بندیکو اللہ تعالے کیطرح مستقل خالق نہین کہتی بلکہ آلات اور اسباب مین اللہ کا محتاج جانتی ہین اور آلات و اسباب کو اللہ کا مخلوق قرار دیتی ہین اور مجوس مین اور قدریہ مین اسقدر فرق ہے کہ مجوس کی نزدیک اچھی چیزونکا خالق یزدان ہی اور بری چیزونکا مستقل خالق اہرمن ہی کہ ایک دوسریکا محتاج نہین لہذا قدریہ کہتی ہین کہ بعد اسباب و آلات دینی کی بندہ اپنی افعال کا آپ خالق ہی اور یہہ دو وجہہ پیش کرتے ہین **اول** یہہ ہی کہ اگر بندے افعال کا اللہ خالق ہو تو یہہ ایسی افعال ہون کہ جسطرح رعشہ والیکا ہاتھہ خود بخود ہلتا ہی حالانکہ ہماری افعال اختیاریہ اور مرتعش کی حرکت مین فرق ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ دلیل جبریہ کے روبرو ہو سکتی ہی کہ جو بندیکو بالکل بی اختیار کہتی ہین اور ہم باوجود غیر خالق ہونیکی اسکی لئی اختیار ثابت کرتی ہین کہ جسپر اوسکو ثواب و عذاب ہوگا پس ہمارے نزدیک بھی مرتعش کی حرکت اور افعال اختیاریہ مین فرق ثابت ہی **دوسرے وجہہ** یہہ ہی کہ اگر بندیکی افعال اللہ کے مخلوق ہون تو پھر بندے کو اسکی افعال نسبی بھلا برا کہنا چاہیی اور اسکو شارع کیطرف سے کسیکام کی کرنی نکرنی کا حکم بھی نہ ہونا چاہیی اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بھی جبریہ پر اعتراض ہوتا ہی نہ ہمپر کیونکہ ہم باوجود اسکی بندیکی لئی اختیار ثابت کرتی ہین کہ اوسی سبب سے اسکو اسکی افعال پر ثواب و عذاب دیا جاتا ہی اور برا بھلا کہلاتا ہی اور شارع کیطرف سے مکلف ہوتا ہے **پس وہ سب افعال اللہ تعالی کی ارادے اور مشیت اور قضا اور تقدیر سے ظاہر ہوتے ہین** ارادہ اور مشیت دونون ہمارے نزدیک ایک ہین اور بتفصیل ارادے پہلی ہو چکی ہی اور قضا یہہ ہے کہ اللہ نے ازلمین کسچیز کا ارادہ کر لیا کہ یہہ فلان وقت مین یون ہوگا اور تقدیر اسی کہتی ہین کہ ازلمین اللہ تعالے نے اندازہ کر لیا کہ یہہ چیز فلان وقت فلان مکان مین بیسے یا بھلی یا نافع یا مضر ہوگی اور اوسی سے اسکی کرنیوالیکو ثواب یا عقاب ہوگا علی ہذا القیاس حاصل مطلب یہہ ہی کہ اب جو کچھہ دنیا مین بھلا یا برا ظاہر ہوتا ہی مثلاً زید ایمان لایا اور بکر کافر ہوا

تو اوسکی ارادہ سے وہ ایمان لایا اور وہ کافر ہوا اور ازل مین اوسنی جان لیا تہا اور مقدر کیا تہا
کہ یہہ شخص فلان وقت مین ایمان لاویگا اور یہہ کافر ہوگا اور اب اوسنی یون چاہا کہ یہہ ایمان لاوے
اور یہہ کافر ہوجاوے پس اوسکی قضا ہو تقدیر اور چاہنیکی سبب یہہ ایمان لایا اور یہہ کافر ہوا
اور اگر وہ چاہتا تو یہہ مومن ہوتا یہہ کافر ہوتا اور اس امر پر بہت سی آیات دلالت کرتے ہین منجملہ
اونمین سی یہہ ہین قال تعالی وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا
پس معلوم ہوا کہ جس کو اللہ نے چاہا گمراہ کیا اور جسکو چاہا ہدایت پر لایا و قال تعالے وَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نہین وہ کہ ایمان لاوے مگر یہہ کہ اللہ لی چاہا و قال تعالی فَمَنْ يُرِدِ
اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا الآیہ یعنی یہہ
تعالی جسکو ہدایت دینا چاہتا ہی تو اسلام کی لئی اوسکا سینہ کہولدیتا ہی اور جسکو گمراہ کرنا چاہتا ہی
تو اوسکی سینہ کو تنگ کردیتا ہے و قال تعالے فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ پس ملگیا پانی زمین اور
آسمانکا اوپر اوس کام کے کہ مقدر کیا تہا - اس سی یہہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کا ازل مین اللہ نے
اندازہ کر رکہا ہی کہ اوسکو تقدیر کہتے ہین قدریہ کہتی ہین کہ اللہ تعالی بری چیز کا ارادہ نہین کرتا
کیونکہ یہہ قبیح ہے بلکہ وہ اسلام اور ہدایت چاہتا ہے جواب یہہ ہے کہ قبیح کام کا کرنا قبیح ہی نہ یہہ
کہ وہ قبیح چاہنی سے قبیح سی موصوف ہوا اور یہہ نہین سمجہتی کہ اگر کافر سے اللہ ہدایت اور اسلام چاہتا
تو کیا اللہ کا چاہا اور اوسکا ارادہ پورا نہ ہوتا نعوذ باللہ منہ یہہ کمال نقصان ہے ذات باری تعالی کے
لیے تعالی علوا کبیرا اور کہتی ہین اگر کافر اللہ کے چاہنی سی کافر ہوا تو پہر اللہ اوسکو ایمان لانیکا کیون
حکم کرتا ہے جواب یہہ ہے کہ امر کرنیمین ایک بڑے حکمت یہہ ہی کہ تا تمام لوگون پر اوس کافر کے
نافرمانے ظاہر ہوجاوی جسطرح کوئے امیر اپنی ایک غلام سے کسی کام کی سرطلی کہی اور منظور یہہ ہے
کہ یہہ اس کام کو نکرے تاکہ اور غلامون کی روبرو اوسکی نافرمانے ظاہر ہوجاوے مسلمان کو
چاہیی کہ تقدیر پر ایمان لاوی منکر تقدیر کو حضرت نبی بہت برا کہا ہی اور تقدیر پر ایمان لانیکے
احادیث کا مضمون حد تواتر کو پہنچ گیا ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نی حضرت علی سے

روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جبتک کہ ان چار چیزپر ایمان نہ لاویگا
مؤمن نہوگا اللہ پر ایمان لاوی اور آوی واحد لاشریک لہ جانی اور یہبھی اللہ کا رسول جانی اور موتکے
بعد زندہ ہونیکو حق سمجھی اور تقدیر پر ایمان لاوی بخاری اور مسلم نی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کی جگہہ جنت یا دوزخ مین اللہ نے پہلی سی لکھہ رکھی
ہے لوگون نی کہا یا رسول اللہ کیا عمل کرنا چھوڑدین اور لکھی ہوئی پر تکیہ کرکے بیٹہہ جاوین آپنی فرمایا کہ
پس جسجگہہ کی لیے جس شخص کو اللہ نے پیدا کیا ہے اوسکو اوسکی موافق عمل آسان کردی ہین پس نیکونکو نیک
عمل آسان ہوجاتے ہین اور مرفوعاً بدونکو بدار رواہ احمد اور ترمذی ابن عمر سی روایت کیا ہے کہ قدریہ لوگ اس امت کی مجوس ہین
اگر بیمار ہون تو اونکی عیادت کو نہ جاؤ اور مرجاوین تو اونکی جنازہ کی نماز نہ پڑہو۔ لیکن بندیکو
اوسکی افعال مین اختیار دیا ہے پس اگر وہ نیک کام کریگا اجر پاویگا اور
بدکام سی اوسکو سزا دیجاویگی) یعنی اگرچہ افعال اللہ کے پیدا کیے ہوی ہین اور اللہ اونکا
خالق ہے اور اوسکی قدرت اور ارادی سی بندیسی سرزد ہوتی ہین لیکن باوجود اسکی بندی کو
اوسکی افعال مین اختیار دیا ہی کہ جس کی سبب سے نیک کام کا اجر اور بد کے سزا پاتا ہی نہہ نہین کہ
بندہ اپنی افعال مین درخت پتہر کے مانند محض بے اختیار اور بیقدرت ہی جیسا کہ فرقہ
جبریہ کہتا ہی چند وجہہ سی اول یہہ ہے کہ قرآن کی آیات دلالت کرتے ہین کہ بندیکو اپنی
افعال مین اختیار ہے کہ جسکے سبب سی اوسکو ثواب وعقاب ہی کقولہ تعالے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُوْنَ یعنے ان جنتیون کو یہہ جنت انکی اعمال کی بدلی مین دی ہی وکقولہ تعالے
فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الآیۃ یعنی ہمنی اختیار دیا پس جو چاہی ایمان لاوی اور
جو چاہے کافر ہوجاوے لیکن کافرون کے واسطی ہمنے جہنم طیار کر رکہا ہے دوم حرکت
حرکت بیشک بے قصد اور ارادی کے آپ ہی آپ ہوا کرتے ہی اور ہم بالبداہۃ جانتی ہین کہ جب
ہم آپسی کسی چیز کو پکڑین اور جب ہمارا ہاتہہ رعشہ سی ہلے دونون مین فرق ہی پس معلوم کہ رعشہ
سی ہلنا بی اختیاری ہی اور آپسی پکڑنے مین ہلنا اختیاری ہے اور ان دونون حرکتون مین

اول

دوم

ہر شخص فرق کرلیتا ہے بلکہ ہر عاقل جانتا ہی کہ ہمارا کسی کام کے لئے آنا جانا بالی اختیاری ہی برخلاف
ہی کہ پتہر کی حرکت کی مانند ہووی بلکہ پتہر کے حرکت بلا اختیار ہی اور ہمارے آمد و رفت باختیار ہے
کما لا یخفی علی من لہ ادنی شعور سوم اگر بندیکو اپنی افعال مین کچھہ اختیار نہووی تو جسطرح پتہر
لڑکے کو مارنے سے مرد ہنی کرنا عقلاً ممنوع ہے اسیطرح اس سی ہوجاوی اور اسیطرح اسکی کسی فعل پر ثواب
عقاب ہونا بھی ظلم و عبث گنا جاوی اور اللہ ظلم سی بری ہی کما قال عز شانہ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یَظْلِمُ النَّاسَ الآیۃ یعنی اللہ تعالے کسی آدمی پر ظلم نہین کرتا۔ اور جسطرح پتہر لڑکے پر ظلم عقلاً
نادرست ہی اسیطرح اسکی بھی ہوجاوے سوال جب یہہ ثابت ہوا کہ ہر ایک کام بندے کا
اللہ کے ارادی سی ہوتا ہے اور ازل مین اوسکو اوسکی خبر تھی پس وہ حال سی خالی نہین یا تو کرے
کام کے نکرنیکا اللہ ارادہ کریگا اور ازل مین اوسکو معلوم ہوگا کہ یہہ کام اس سی نہین ہوگا اور یا اوسکے
کرنیکا ارادہ اور علم ازلی ہوگا پہلی صورت مین تو وہ کام ہونا ممتنع ہوجاویگا اور دوسری مین اوسکا
ہونا ضرور ہوگا ورنہ ارادہ اور علم الٰہی مین تخلف لازم آوی گا اور جب ایک کام ہونا ضرور یا ممتنع ہوا
تو بندیکا اختیار کہان رہا پس جو ممتنع ہی وہ اس سی کبھی نہوگا اور جو ضرور ہی وہ اس سے خواہ مخواہ
سرزد ہوگا جواب اللہ تعالی ازلمین یون جانتا تہا کہ اسکام کو بندہ اختیار سی کریگا اور اسکو
اختیار سی چہوڑیگا اور اسیطرح ارادہ کیا کرتا ہی کہ بندہ اس کام کو اختیار سی کری اور اسکام کو
اختیار سی نکرے پس بہرحال بندہ کا اختیار رہگیا جسطرح کوئی بادشاہ کسی غلام سی کسی کام کے
کرانیکا ارادہ کری تو اسصورتمین اگرچہ غلام اوسکی ارادی بموجب اوسکو کریگا لیکن نفس اختیار اوسکا
زائل نہوگا اور وہ کام اوس غلام سے اسطرح بے اختیار سرزد نہوگا کہ جسطرح عرشا والیکا تابع
بے اختیار رہتا ہے اور ازلمین اسبات کی جانتی سی کہ بندہ اسکام کو بالاختیار کریگا یا نکریگا بندی کا
اختیار نہین جاتا اسکا علم اسکی اختیار کو زائل نہین کرتا اور جواب الزامی یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے
جمیع افعال بالاتفاق اختیاری ہین حالانکہ وہ ازلمین جانتا تہا کہ فلان شخص کو فلان وقت
مین سعی کرونگا اور فلانکو فقیر مثلاً پس جسطرح اسکی علم ازلی سی اسکا اختیار نہین جاتا رہا اسی طرح

بندیکا اختیار ہے جبر نہین ہوتا پس ثابت ہوا کہ جمیع افعال کا خالق اللہ ہی اور
اور بسبب اختیار کے بندہ کا سب ہی اور یہی ثابت ہوتا ہے قرآن واحادیث واجماع
امت وعقل سلیم سی پس ہماری ہان نہ جبر ہے نہ قدر ہے چونکہ یہہ بحث بہت دقیق
ہی لہذا اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون اور تطویل جو عام کو مفید نہین اوسی چھوڑتا ہون ۔
ف اس مسئلہ تقدیر مین آدمی زیادہ قیل وقال نکرے کیونکہ زیادہ قیل وقال سی سوائے
اوسکی کہ گمراہی حاصل ہو اور کچھہ فائدہ نہین اسی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس بحث سی منع کردیا
ہی چنانچہ ایکبار دو شخصونکو اس مسئلہ مین گفتگو کرتے سنکر حالت غضب مین باہر تشریف لائے
اور فرمانی لگی کہ پہلی امتونکی نے اکثر گمراہی اسی قیل وقال سے حاصل ہوئی تہی اور فرمایا او
وَلِهٰذَا بُعِثْتُ اور کیا مین اسی لئی تمہارے پاس آیا ہون اور مین تاکید سی کہتا ہون کہ آیندہ پھر نکرنا
اور ظاہر ہی کہ جو ہوتا ہے وہ آپ ہو رہیگا تمکو اس جھگڑے سے کیا مطلب احکام شریعت کو بجا لاؤ
اور گناہون سے باز آؤ پس موافق فرمان آنحضرت علیہ السلام کی جس شخص کو اللہ نے دوزخ کے
لئے بنایا ہی اوسکی لئے ویسی کام آسان ہو رہی ہین اور جس کو جنت کی لئی پیدا کیا ہے
اوسکو شب وروز اللہ اور رسول کی طاعت مین گذرتا ہی الٰہی جن چیزون سی تو خوش
ہوا نکے توفیق دے اور جن سے تو ناخوش ہوا نسی دور کر آمین ۔ (بندہ کی جیسی کام سے
اللہ تعالے راضی اور جسے ناراض ہی) حاصل یہہ ہی کہ نیک وبد جملہ افعال مین اوسکی
تقدیر اور ارادے اور مشیت سی ہوتے ہین لیکن اون مین سی نیک کامون سی وہ راضی ہوتا ہے
اور اون کے کرنیکا حکم دیتا ہے اور بد کامون سی وہ ناراض ہوتا ہے اور نہ اون کے
کرنیکا حکم دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
لَكُمْ اللہ تعالے اپنی بندون سے کفر کو پسند نہین رکھتا اور اگر شکر کروگے تو وہ
تمسے بسبب اسکی خوش ہوگا وقال اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ الآیہ اللہ حکم کرتا ہے

انصاف اور احسان کرنیکا اور قریبونکی دینی کا اور منع کرنا ہے فحش اور بری کام اور بغاوت
کو پس ارادہ اور مشیت اور چیز ہے اور حکم کرنا اور اوس سی خوشنود ہونا اور چیز ہے اوس قادر
جبار سے کسیکو چون وچرا کرنیکی قدرت نہین جس سی جا ہی افعال بظہور مین لاوے اور
اوس سی بسبب اوسکی اختیار کی ناراض ہوجاوے اور جس سی جا ہی اچہی افعال کرواوی اور ارادہ کے
ارادہ کی سبب اوس سی خوش ہوجاوے لا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (رہا استطاعت کا مع کیوقت
پائی جاتی ہی سو وہ قدرت حقیقی ہے کہ جسکی سبب بندسی کام ہوتا ہے)
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لفظ استطاعت کی دو معنی ہین ایک سلامتی آلات و اسباب جیسا
کہ اوسکی تفصیل آگی آتی ہی انشاء اللہ تعالے دوسری قدرت حقیقی کہ اللہ تعالی نے ہر جانمار مین رکہی ہے
کہ اوسکی سبب سی افعال اختیاری کرتا ہی اور اگر یہ قدرت نہوتی تو بیشک سوا ضروری افعال کے
اور کرنیکی لئی بعد سلامتی آلات و اسباب کی اور یہہ قدرت بعد ارادہ مصمم کرنیکی خاص اوسکا کام کرنیکی
وقت حاصل ہوتی ہے پس اگر بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اوسکو اوس نیک
کام کی قدرت عطا کرتا ہے اور بد کام کا قصد کرتا ہے تو اوسکو اوس بد کام کی قدرت بخشتا ہے
پس جسوقت چور نے چوری کا ارادہ کیا اور اللہ نے حسب عادۃ اوسکو اوسکی قدرت دی
تو گویا اس چور نے نیک کام کی قدرت کو زائل کر دیا کیونکہ اگر اس چوری کا ارادہ نکرتا بلکہ نماز کا
قصد کرتا تو حسب عادت اوسکو نماز کی قدرت عطا ہوتی پس اسی سبب سی یہہ بندہ افعال
مین ذم و عقاب کا مستحق اور افعال خیر مین مدح و ثواب کا مستحق ہوا پس ارادہ کی سبب سے اسکو
ثواب و عقاب ہی۔ امام ابو حنیفہ رح سے منقول ہی کہ قدرت دو مخالف چیزونکی صلاحیت
رکہتی ہی پس جب کسینی کفر اختیار کیا تو اوسنی ایمان کی قدرت کو زائل کر دیا کیونکہ یہی قدرت
ایمان کی لئی یہی نہی پس اس سبب سی عقاب کی قابل ہوا اور اگر اوسی قدرت کو ایمان مین
صرف کرتا تو ثواب کا مستحق ہوتا اور جو استطاعت سلامت آلات و اسباب کے
معنی مین ہی اوسپر صحت تکلیف کا مدار ہے) دوسرے معنی لفظ استطاعت

کے سلامت ہونا آلات و اسباب کا ہی سو اس استطاعت کی موجب اللہ تعالے بندیکو تکلیف دیتا ہی
پس جو شخص جسچیز کے لئے آلات و اسباب نہین رکھتا اوسکو اوسکام کی استطاعت نہین سو اوسکے
کرنیکا اللہ حکم نہین دیتا اور جس چیز کے آلات و اسباب رکھتا ہوگا اوسکو اوسکام کی استطاعت
ہی سو اوسکی کرنیکے اللہ بندیکو تکلیف دیتا ہی کما قال تعالے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنے اللہ تعالے کی لئے جن شخصونپر کہ کعبہ تک جانیکی طاقت رکھتی ہین حج
فرض ہے اور اس استطاعت پر صحت تکلیف کے مدار ہونیکی یہہ وجہہ ہی کہ سلامت اسباب
بعد بسبب ارادہ کرنیکے قدرت حقیقی کہ جسکا ذکر پہلی ہوا ہے اللہ تعالی پیدا کرتا ہی پس جب قدرت
حقیقی پائی گئی تو وہ بندہ وہان عاجز نہ رہا اور جہان سلامتی اسباب و آلات نہین ہوتی وہان
بندہ اپنا قصد نہین کرتا اور جب قصد نکیا تو وہ قدرت کہ جو بعد ارادیکی ہوتی ہی اور جسکی سبب سے
وہ فعل سرزد ہوتا ہے نہین حاصل ہوتی ہی اور جب یہہ قدرت حقیقی نہ پائی گئی تب عاجز محض
ہوگیا تکلیف کے قابل نرہا ۔ (**لہذا جس کام کی بندہ استطاعت نہین رکھتا
اللہ اوسکی کرنیکا حکم نہین دیتا**) جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا
وُسْعَهَا یعنے اللہ تعالی کسی شخص کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کی موافق پس جو چیز بندیکے
طاقت سی باہر ہو عام ہے کہ فی نفسہ ممتنع ہو جیسا ضدین کا جمع کرنا یا فی نفسہ ممکن ہو لیکن بندیسے
نہو سکی جیسا پیدا کرنا جواہر کا پس اوسکی کرنے کا بندیکو حکم نہین دیتا ۔ (**مار نیکی بعد درد اور
کسے چیز کے توڑنیکی بعد اوسکا ٹوٹنا ہی اللہ کا مخلوق ہی**) مثلاً زید نے
عمر کی لاٹھی ماری اور اوس سی اوسکو درد ہوا یا کسینی ایک شیشی کو پتھر پر دی مارا اور اوس کے
وہ ٹوٹ گیا سو اس درد کا ہی اور اس ٹوٹنے کا ہی اللہ ہی خالق ہی یا کسینی کسیکی تلوار مارے
اور اوس سی اوسکے گردن جدا ہو کر وہ مر گیا سو اس موت کا ہی اللہ خالق ہے خاص اللہ کے
پیدا کرنیسے ہوئی ہی اگر نہ پیدا کرتا تو نہ مارنیکی بعد درد ہوتا اور نہ وہ شیشہ ٹوٹتا اور نہ وہ شخص مرتا
کیونکہ تمام ممکنات اللہ کے طرف محتاج ہین اور ہر ایک چیز کا اللہ خالق ہی چنانچہ اہی اسکی

تحقیق گذری ہی معتزلہ اسکو بہے بندیکا فعل کہتی ہین اور بندیا اس کا خالق قرار
دیتی ہین پس انکی نزدیک جو چیز فاعل سی بدون واسطہ کسی دوسرے فعل کے سرزد ہو جسطرح کہ
تلوار کا مارنا اسکو بندیکا فعل بطور مباشرت کے کہتی ہین اور جو کسی فعل کیواسطہ سی ظاہر ہو جسطرح
کہ موت کرونا اور مارنیکی سبب سے حاصل ہوئی اوسکو بھی بندیکا فعل بطور تولید کی کہتی ہین ہماری نزدیک
دونون اسکے مخلوق ہین پس جو چیزین کہ بطور مباشرت کی ہین وہ بھی اور جو چیزین کہ بطور تولید
کے ہین وہ بھی اللہ کی پیدا کردہ ہوتی ہین (بندیکو ہمین کچھ بھی دخل نہین) نہ تو پیدا اوسکا
خالق ہی کیونکہ یہہ بندیسی نہین ہوسکتا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرسکی جیسا کہ پہلی گذرا اور نہ یہہ اوسکا
کاسب ہی کیونکہ جو چیز اوسکی قدرت مین نہین اوسکا یہہ کاسب نہین ہوسکتا اور اسی لئی بعد اثبات افعال
کے بندیکو اختیار نہین کہ وہ اس اثر کو ظاہر ہونے دیوی بعد اسکے کہ اوسکو طاقت نہین کہ دور کرے
پس اگر اوسکو قدرت ہوتے تو اس اثر کو روک لیتا پس جب یہہ اثر اوسکی قدرت سے باہر ہی تو یہہ اوس کا کاسب
بھی نہین ہی اور یہی معنی ہی افعال تولیدیہ مین بندیکو مواخذہ اوسکی ہوتا ہی کہ وہ فعل کہ جس سے
یہہ پیدا ہوا ہی اوسکی اختیار مین تہا (اللہ جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی اور جسکو چاہتا ہی ہدایت
دیتا ہی) اگرچہ یہہ مضمون پہلی بیان ہوچکا ہی لیکن توضیح کے لئی مکرر کیا گیا۔ حاصل یہہ ہے
کہ جسطرح سی اور افعال کا اللہ تعالے خالق ہی اسیطرح ہدایت و ضلالت کو بھی وہی پیدا کرتا ہی اور
اس سی باریتعالے کو کچھ عیب نہین کیونکہ قبیح چیز کا کسب قبیح ہی نہ کہ پیدا کرنا چنانچہ اسکی تفصیل
حاشیہ مین ابھی ہوچکی ہی فف ہمنی جسکو چاہی کی قیدیون زیادہ کیہی کہ ہدایت اور ضلالت
سی اوپیدا کرنا اور نکا ہی نہ بیان کرنا طریق حق کا کیونکہ اللہ ہی راہ حق کو سب کے لئی بیان کردیا ہی
کسیکے ذمہ وہ بیت نہین فف پس یہہ جو قرآن مجید مین آیا ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہدایت کرتے ہین اور شیطان اور بت ضلالت مین ڈالتی ہین سو اس سے یہہ مراد ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اسباب ہدایت کے ہین اور شیاطین اور بت اسباب ضلالت کے ہین سو مجازاً ہدایت اور ضلالت کو انکی نسبت کردیا ہی نہ حقیقت مین اور نکا اللہ خالق ہی سبب ہین جو چیز جس کام کی لئی سبب ہوتی ہی

اوسکی طرف اوسکام کو مجازاً نسبت کردیتی ہین مثلاً کہتی ہین کہ اس دوا نی شفا دی اور اگ نے جلادیا اور پانی نی سرد کردیا علی ہذا القیاس سو دوا شفا کا سبب ہی اور اگ جلانیکا اور پانی سرد کرنیکا اسلئی انکے طرف نسبت کردیا ورنہ اس شفا اور جلانے اور سرد کرنی سب کا اللہ خالق ہے اگر چاہتا دوا کے بعد شفا نہ دیتا اور اگ کی بعد جلنی نہ دیتا اور پانیکی بعد سرد کے نہ بخشتا اسی سبب سے جو شفا کو دوا کا فعل سمجھے اوسکو علمارنی مشرک لکہا ہے اور موحد اور مشرک مین یہی فرق ہے کہ ہر چیز کو موحد اللہ کے مخلوق جانتا ہی اور وسائط کو سبب محض جانتا ہی اور مشرک سبب کو فاعل حقیقی سمجہہ لیا کرتا ہی بخاری اور مسلم نی زید بن خالد سی روایت کیا ہی کہ حدیبیہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی صبحکو امامت کی اور اوس رات کو مینہہ برسا تہا پس ہماری طرف منہ پہیر کے بیٹہی اور فرمانی لگی کہ تم جانتی ہو کہ تمہاری رب نے کیا فرمایا لوگون نی کہا اللہ اور اوسکا رسول ہی خوب جانتا ہی فرمایا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ صبح کو کچہہ لوگ مجہپر ایمان لائے اور کچہہ مجہسی کافر ہوئی پس جسنی یہہ کہا کہ اللہ کے فضل سی بارش ہوئی ہی سو وہ مجہپر ایمان لایا اور ستارونکا منکر ہوا اور جسنی یون کہا کہ فلان فلان ستارہ سی یہہ بارش ہی تو وہ ستارہ پر ایمان لایا اور مجہسی کافر ہوا انتہے - عرب مین لوگ یون جانتی تہی کہ جب فلان ستارہ فلان جگہہ آتا ہی یا فلان ستارہ کی پاس جاتا ہی تو بارش ہوتی ہے اور وہ اون ستارونکو بارش کا فاعل سمجہا کرتے تہی سو اسلئی اونکو کافر کہا - ہان اگر کسینی تجربہ سے یون معلوم کرلیا ہو کہ جب یہہ علامت ہوتی ہی تو اکثر اللہ کے یون عادت جاری ہی کہ وہ اوسوقت بارش کرتا ہی تو اسمین کچہہ مضائقہ نہین کہ وہ یون کہی کہ فلان علامت کی پائی جانیکی وقت اللہ بارش کرتا ہی سو ہر چیز پر مومن یہی اعتقاد رکہے اور اللہ کیطرف سی سمجہی اور وسائط کو محض سبب جانے وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فصل ۱۱ (اولیاء اللہ کے کرامتین حق ہین) ولی اوس مومن کو کہتے ہین کہ جو اللہ کی ذات و صفاتکا عارف ہو کر حسب امکان عبادات پر مواظبت کری اور گناہون اور لذات و شہوات سی کنارکش ہو اور اوسکی کرامت سی یہہ مراد ہی کہ کوئی امر خارق عادت جیسا کہ ہوا پر اڑنا یا پانی پر چلنا

بخاری

فصل ۱۱ ولایت کے نشان مین

خشک نکل جانا یا بے موسم کی کہانا حاجت کیوقت ظاہر کرنا یا جاہلوں کا کلام سنانا اوس سے
بدون دعوی نبوت کے ظاہر ہووے اور تفصیل سب خوارق کی صدر کتاب میں آچکی ہے
اور یہہ کرامت اوس نبی کی لیئے کہ جس کی امت میں سی یہہ ولی ہے معجزہ ہی کیونکہ یہہ
اوس نبی کی صداقت پر دلالت کرتی ہی کہ اوسکی ایک امتی سی یہہ امر خارق عادت ظاہر
ہوا سو کرامت اولیاء اللہ کا ثبوت قرآن واحادیث سی ہے چنانچہ بی مریم کا کہانا حضرت
زکریا علیہ السلام نی حضرت مریم اور عیسی علیہ السلام کی پاس دیکھا حالانکہ وہ بچہ تھیں کما قال
تعالی کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا یعنی جب مریم کے
عبادتخانہ میں زکریا گئی تو وہاں اونکی پاس بی موسم کہانا وہرا ہوا دیکھا۔ کہ جس سی تعجب کرکے
پوچھنی لگی قَالَ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا کہ یہہ تیرے پاس کہانسی آیا ہی قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
مریم نے جواب دیا کہ یہہ اللہ کے ہانسی آیا ہی۔ اور یہہ بہت دور دراز سے بلقیس کا تخت صف بن
برخیا سلیمان علیہ السلام کا وزیر چوبی نہ تھا ایک دم بہر میں لے آیا تھا چنانچہ قرآن میں اس تخت
کا آنا ہی ثابت ہی فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا یعنی جب سلیمان نے اوس تخت کو اپنی دربار میں رکھا
دیکھا۔ اور ہوا پر اڑنا بی بہت سے اولیاء اللہ سی منقول ہی جیسا کہ سلیمان سرخسی سی رح اور
جماعات کا کلام سنا اس حدیث صحیح سی ثابت ہی بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت
کیا ہی کہ سلمان اور ابو درداء رضہ کے آگی ایک مرکابی تسبیح کرنے لگی اور وہ اونکو سنائی دی انتہی
بخاری نے عبداللہ بن مسعود رضہ سی روایت کیا ہی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سی پانی
نکلتی دیکھتا اور ہم کہانکی تسبیح کہاتی وقت سنا کرتے تھی بخاری اور مسلم نی ابوہریرہ رضہ سی روایت کیا ہی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ایک شخص بیل کو ہانکی لئی جاتا تھا تھک کر راہ میں اوسپر چڑھ لیا بیل نی کہا
اسلئی نہیں پیدا ہوا ہوں بلکہ کھیتی کیواسطی پیدا ہوا ہوں سو وہ شخص حضرت کا امت تھا کہ اپنی بیل کی گفتگو سنی تھی
نبی تھا بخاری نی انس رضہ سی روایت کیا ہی کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضہ کی پاس نبی ﷺ کی اکسی معاملہ میں رات
کرتی تھی کہ اتنی کچھ رات گذر گئی اور وہ رات نہایت اندھیری تھی پھر وہ دونوں حضرت کے پاس سے اپنی گھر چلے

دونون کے ہاتھ مین دو عصے تہی اون مین سی ایک کا عصا روشن ہو گیا پہر جب دونون کی
راہ الگ ہوئی تو دوسرے کا عصا بہی روشن ہو گیا کہ وہ دونون اپنی عصونکی روشنی سی اپنی گہر
پہنچ گئی اسکے بیہقی اور ابونعیم اور ابویعلی نی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو کہ
اوسکا ساریہ نام تہا ایک فوج کا سردار کر کے نہاوند کیطرف جو مدینہ سی کئی مہینی کی راہ ہے
بہیجا تہا سو ایکروز وہان کفار نے مسلمانون کی ہلاکت کی لئے یہہ داؤ کیا کہ وہان پہاڑ کے
پیچہے گہات لگا کر بیٹہہ گئی اور جنگ شروع ہوا یہہ حال اللہ تعالی نی مدینہ منورہ مین جمعہ کے
منبر پر خطبہ پڑہتے وقت حضرت عمرؓ کو دکہلا دیا اونہون نے خطبہ پڑہتے ہی مین آواز بلند یہہ
فرمایا یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ سی بچ پہاڑ سے بچ اللہ تعالے نی عمر کی آواز
ساریہ کی لشکر تک پہنچا دے سو وہ عمر کے آواز لشکر سمیت پہل گئے اور کافرونپر فتحیاب ہوئی اسی
یہان دو کرامت ظہور مین آئین ایک یہہ کہ عمر کو کئی مہینی کی راہ کا حال نظر آیا دوسرے یہہ کہ
کئی مہینی کی راہ تک اون کی آواز پہنچی ابویعلی اور بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ مین خالد
بن الولیدؓ کا قصہ نقل کیا ہی کہ اونہون نے کافر کے ہاتہہ سے ایسی زہر قاتل کے شیشی پی لیے
کہ اگر اوسکا ایک قطرہ جاندار پر ڈالدین تو پہجاوی اور پہر اونکو کچہہ ضرر نہوا اور امام مستغفری
رح نے باسناد صحیح حضرت عمر کے رقعہ سی دریائے نیل کا جاری ہونا نقل کیا ہی جسے زیادہ تفصیل مطلوب
ہو وہ دلائل النبوۃ و شواہد النبوۃ و کلام المبین وغیرہ کتب کو دیکہی المختصر جس قدر کرامات کہ
صحابہ مین ظاہر ہوئین اور جو جو اونکی بعد التابعین و تبع التابعین سی ظہور مین آئین حد تواتر کو
پہنچ گئی ہین کہ اونکا انکار کرنا بے انصاف مکابر کا کام ہے خصوص متاخرین مین حضرت
غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی کرامات کا تو ایک عالم گواہ ہے
اور اونکی بعد اجتک اولیاء اللہ سے جو کرامات ظاہر ہوئی اور ہوتی ہین اونکا بہی ایک جہان
نے مشاہدہ کیا ہے اور کرتا ہی پہر انکار کرنا محض تعصب نہین تو اور کیا ہے معتزلہ اور شیعہ نے
جب اپنی سلف اور خلف مین کبہی کسیکو اس مرتبہ کا نہ پایا کہ اوسکی کرامات دیکہتی تو یہہ کرامات کا

کا انکار کرنیسے معتزلہ کی یہ حجت ہی کہ اگر ولی سے کرامت ظاہر ہو تو اوسمین اور نبی کے معجزہ مین کچھ فرق نرہی اسکا جواب یہ ہی کہ ولی دعوی نبوت کا نہین کرتا ہی بلکہ اپنی نبی کی پیروی ہونیکا معترف ہوتا ہی پس گویا یہہ کرامت اوسکی نبی کی حقانیت معجزہ ہی کہ اوسکی صداقت پر دلالت کرتی ہے بخلاف معجزہ کے کہ وہان دعوی نبوت ہوتا ہی شیعہ بغیر کسی برہان قاطع کے ولایت کا باب بند کرکے حضرت علیؓ کو خاتم الولایت کہتی ہین ف ولی سے کرامت ظاہر ہونمین چند حکمتین ہوتی ہین اول یہہ کہ اوسکی نبی کی تصدیق عوام کو حاصل ہوجاوے اور قیامت تک نبی صلعم علیہ وسلم کا معجزہ اولیاء اللہ کے سبب سے جاری ہی دوم یہہ ہی کہ ولی بتدریج ہی تو اوسکا یقین زیادہ ہوجاتا ہی اور یہہ نہایت ترغیب سے عبادتمین مشغول ہوتا ہی اور اگر منتہی ہی تو اوسکی مرید کے یقین کو قوت بخشتی ہی ف عام کو کرامت اور استدراج مین تمیز نہین اسلئے بی نماز شراب خوار فاسق کی خارق عادات امانت دیکھکر انکی مطیع ہوجاتے ہین اور ان خوارق کو کرامت اور اوس فاسق کو ولی سمجھتے ہین اور یہہ نہین جانتے کہ ولی کا درجہ مومن صالح کی بعد ہی یعنی جب مومن صالح ہو لیتا ہی اوسکی بعد ذات و صفات الہی کا غائب ہوکر لذات ترک کرتا ہی اور عبادتمین ہمہ تن مشغول ہوتا ہی تو جذبہ شوق الہی اوسی بارگاہ کبریا مین کھینچ لیجاتا ہی وہ خاص درگاہ مین شمار کیا جاتا ہی پہر سوقت اوس سے جو خوارق ظہور مین آوین اوسکا نام کرامت ہی اور یہہ شخص ولی ہی اور اگر اسدرجہ کو نہین پہنچا بلکہ فقط مومن صالح ہی تو اوسکی خوارق کرامت نہین اور اصطلاح مین یہہ شخص ولی نہین پہر جو سیر مومن صالح ہی نہین بلکہ کبائر مین مبتلا ہی ایسا مومن ہرگز ولی نہین اور اسکی خوارق تمام شیطانی ہین کرامت نہین بلکہ اوسکو استدراج کہتی ہین جیسا کہ پہلے اسکا ذکر ہوچکا ہی ف اولیاء کے بہت سے اقسام ہین بعض قطب بعض ابدال بعض اوتاد بعض علی ہذا القیاس کہ تفصیل اسکی اس مختصر مین گنجایش نہین کہتی اولیا کرامت کی ظاہر کرنمین اللہ کے محتاج ہین جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام معجزہ کی ظاہر کرنمین جناب باری کے محتاج ہین جب حکم الہی ہوتا ہی ظاہر کرتے ہین آپسے جسوقت جب چاہین نہین ظاہر کرسکتے اسی وجہ سے کرامت کی ظاہر ہونے پر ولایت کا دارمدار نہین کیونکہ بہتیرے اولیاء اللہ ایسے ہین کہ اونسے کبھی کرامت ظاہر نہین ہوئی بلکہ بعض

کرامت کے ظہور سے دور رہا کرتی ہین اور یہہ انکی جناب بار یسی اسرار ہین انکو وہی خوب جانتی
ہین واللہ اعلم ف اللہ تعالی ملائکہ یا انبیار علیہم السلام کو وحی یا الہام سے بعض غیب کے چیزین بتلا دیتا
ہی سو یہہ یقینی ہوتے ہین اور اولیار اللہ کو بھی بعض مغیبات پر کشف یا الہام سے مطلع کر دیتا ہے
لیکن یہہ بطور ظن کے ہوتا ہی اور یہہ سب غیب کی جانتی ہین اللہ کے محتاج ہوتی ہین جب
چاہتا ہی کسیکو انمین سی کسی چیز کے خبر دیتا ہی تب وہ اوسیقدر جانتی ہین اور جب چاہتا ہی انکو
انکی پشت پا کی خبر بھی نہین ہونی دیتا چنانچہ بہت سی امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین جانتے تھے جب
جبرئیل علیہ السلام بحکم الہی آکر خبر کرتے تھے تب مطلع ہوتی تھی کیا خوب کہا ہی کسینی ؎ گہی بر طارم
اعلی نشینم ٭ گہی بر پشت پا ہی خود نہ بینم ٭ پس ہر وقت ہر چیز کے خبر خاص اللہ جانتا ہی اگر کوئی
کسی فرشتے یا نبی یا ولی کو یون سمجھی گا مشرک ہوگا اور یہہ شرک فی العلم گنا جاویگا اور اسکی رو مین
بہت سے آیات قرآن کی اور بہت سی احادیث صحیحہ ہین طوالت کی خوف سی ترک کرتا ہون ف
اولیار اللہ کی دعا اکثر اللہ قبول کر لیتا ہی لیکن وہ جہان مرضی الہی دیکھتی ہین دعا کرتے ہین اور جہان
مرضی نہین پاتے تو ہاری ہیبت الہی کے نام بھی نہین لیتی پس اونکے زندگی مین یا بعد مرنیکی اونکو
حاجت روا اور مستقل نفع و ضرر دینی والا سمجھکر اونسی حاجات طلب کرنا اور بدون رضا اونکی نام کی نذر
دینا اونکی قبرونکی نذر و نیاز کرنا اونکی نام کا نہان و جھنڈا یا چبوترہ بنا کی پوجنا علی ہذا القیاس سب بدعی کہ
اس سی اللہ بھی اور اوسکی اولیار بھی ازحد بیزار ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بہت سے منع فرمایا ہے
(کوئی ولی کبھی کسی نبی کی شان کو نہین پہنچتا ہی) کس لئے کہ نبی مین اول سب کمالات
ولایت جب ثابت ہو جاتی ہین اور وہ خود کامل ہو جاتا ہی تب اوسکی بعد اوسکو اعلی درجہ نبوت کا
دوسرے نبی کی تکمیل کی لئی دیا جاتا ہی کہ پہر اوسکو سور خاتمہ کا ڈر رہتا ہی نہ معزول کیا جاتا ہی اور وہ
پہلے ہی درجہ مین ہوتا ہی سو اسکی لئے یہہ سب احتمال باقی رہتی ہین دوسرے جسقدر ولیکو کمالات حاصل
ہوتی ہین وہ سب کمالات نبوت سی حاصل ہوتی ہین تیسرے بندونکو اللہ سے جسقدر مراتب قرب
ہین اول سب مین سی اعلی درجہ نبوت کا ہوتا ہے نہ اوسدرجہ کو صدیق پہنچتا ہی نہ شہید

نہ صالح اسی لئے انبیا سب سی زیادہ مقرب اور اونکی نفوس سب سی کامل زیادہ ہوتی ہین
پس جسقدر اور ہین اونکی نفوس اس رتبہ کی کامل نہین ہین (کوئی عاقل بالغ اسبدرجہ
کو نہین پہنچتا کہ احکام شرع کی اوس سی دور ہوجاوین) خواہ کوئی نبی یا
ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سی بی عذر شرعی احکام شرعیہ معاف نہین جسطرح اور سب
فرض واجب ہین اسیطرح ولی و نبی پر بہی کیونکہ جسقدر خطابات تکلیف شرعیہ ہین وارد ہین سب
عام ہین کسیکی اوسمین خصوصیت نہین اور سب مجتہد و نکا اسبات پر اتفاق ہی دوم یہہ آیت دلالت
کرتے ہی کہ ہر شخص موت تک بہ تکلیف عبادت مکلف رہتا ہی وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ
کہ اپنی رب کی عبادت کر موت آنی تک + اور سب مفسرین متفق ہین کہ یقین سی مراد یہان پر موت
ہی کذا قال الملا فارسی نے شرحہ علی فقہ کبر بعض گمراہ لوگ جنکو مباحیہ کہتی ہین اونہون نے
یہہ قرار دی رکہا ہی کہ جب بندہ صدق دلسی ایمان لاوی اور نہایت محبت الہی اور صفائے
قلب اوسی حاصل ہوجاوی تو اوس سی شرع کی امر و نہی دور ہوجاتی ہین اور ہر گناہ اوسکو مباح
ہوجاتا ہے پہر اوسکی سبب اللہ اوسکو دوزخ مین داخل نکریگا اور اون مین سی بعض تو یہہ بہی کہتے
ہین کہ اسدرجہ مین سب عبادات ظاہری اوسکی ذمہ سی دور ہوجاتی ہین فقط تفکر آیات اوسکو
عبادت ہوتی ہے سو یہہ کفر اور گمراہی ہی کیونکہ سب سی محبت الہی اور صفای قلب ایمان
ہین انبیاء علیہم السلام کامل ہین خصوص جناب سید الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سب سے
ہر ایک کمال مین اکمل ہین کوئی فرد بشر اونکے برابر نہین سو اونکی لئی تو اور زیادہ تکلیف
شرعی نہی ساقط ہوجانا تو درکنار سب سی الگ خاص آنحضرت پر تہجد فرض تہی کہ شب بیدار
کرتے ہوی یا ہی مبارک دیم کرآئی تہی اور جو کوئی یون کہتا تہا کہ آپ اسقدر تکلیف کیون
اوٹہاتی ہو تم کو تو اللہ نے بخشدیا ہی پس آپ اوسکی جواب مین یہہ فرماتے الا اکون عبدا
سکو ازخوس ہی کہ ہندوستان مین سالاریہ مداریہ وغیرہ لوگ یہی کرتے ہین نماز و روزہ
کو فرض نہین جانتی کیا مکو حلال سمجہتی ہین اور جو کوئی اونسی قرآن و حدیث کے دلیل مین کہتا ہے

فصل ۱۱ رسالہ ہذا میں ہے

تو اوس سی کہتی ہین کہ یہہ قران تمہارے لئی ہے ہمارا قران اور ہی یا ہمارے دس پارہ اور ہین سو ایسی لوگ قطعی کافر ہین انکی خوارق دام شیطانی ہین اونسی دور رہنا چاہیی فصل ۱۱

## (اللہ تعالی بندے کی توبہ قبول کرلیتا ہی اور استغفار کرنیسی گناہ معاف کردیتا ہے)

توبہ یہہ ہی کہ بندہ اپنی گناہ پر گناہ سمجھکر نادم ہو اور آیندہ اوسکی ترک کا پکا ارادہ کری اور اگر کسی کی حقوق ہین تو اوسکو ادا کرے پس جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اپنی کرم و فضل سے اوسکی گناہ معاف فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ یعنی جو کوئی کام کرے بری کہ غیر کو ضرر اوس سی پہنچی یا ظلم کری اپنی جان پر کہ اوس سی غیر کو ضرر نہ پہنچے پھر وہ بخشش مانگی اللہ سی تو پاویگا اللہ کو بخشنے والا مہربان وقال یٰاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ یعنی اے مومنو توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ خالص شتاب ہی کہ رب دور کردی تمہاری گناہ کو تمسی الآیہ وقال ھُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ یعنے اللہ وہ ہے کہ اپنی بندون کی توبہ قبول کرتا ہی اور گناہ معاف کرتا ہی ابن ماجہ نے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی التائب من الذنب کمن لا ذنب له کہ گناہ سی توبہ کرنے والا بیگناہ کے برابر ہی المختصر آیات و احادیث و اجماع جمہور مسلمین سی ثابت ہے کہ توبہ جب باشرائط پائی جاوی تو بندے کی سب گناہ خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ معاف ہو جاتی ہین لیکن بندون کی حقوق اون کی معاف کئی بغیر نہین معاف ہوتی لیکن حالت نزع سی پہلی کے توبہ معتبر ہے چنانچہ اسکی تحقیق پہلی گذر چکی ہی اور جب تک آفتاب مغرب کیطرف سی نہ نکلی تب تک توبہ کا دروازہ بند نہو گا چنانچہ احمد اور ابو داؤد اور دارمی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ توبہ نہین منقطع ہوتی یہانتک کہ مغرب سی آفتاب نکلی پس جب وہ مغرب سی آفتاب نکلی گا اور سر و کیسکے توبہ مقبول نہو گی — انسان کو چاہیی کہ توبہ جلد کرے اور توبہ کے بھروسی پر گناہ پر دلیری نکری کیونکہ شاید توبہ نصیب نہو یا توبہ خالص دلسی میسر نہ آوے

ف لغت مین توبہ رجوع کرنیکو کہتی ہین پس اس توبہ کی چند اقسام ہین ایک توبہ
گناہ سی ہوتی ہے کہ گناہ سی نیکی کی طرف رجوع کیا اور یہہ عام ہے توبہ ہی اور ایک غفلت
سی توبہ ہوتی ہی کہ غفلت چھوڑکر یاد الہی کیطرف رجوع کیا اور یہہ خاص بندونکی توبہ ہے
اور اسکو اویسہ بھی کہتی ہین اور ایک توبہ ہی غیر اللہ کیطرف خیال اور التفات کرنیسی اور یہہ
خص انخواص عارفونکی توبہ ہی پس یہہ جو مسلم نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ میری دل مین غین یعنی کچھہ کدورت آجاتی ہی تو اُس سی مین بہر مین اللہ سے
سو بار بخشش مانگتا ہون انتہی سو اس توبہ اور استغفار سی بھی اخیر قسم کی توبہ مراد ہی کہ
خیالات بشریہ سی توبہ استغفار کیا کرتے تہی کسلئے کہ بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کبیرہ اور صغیرہ سی قبل النبوت اور بعد نبوت کی پاک تہی اور کبھی کوئی گناہ حضرت سی
نہین سرزد ہوا اللہ نے آپکو معصوم رکہا پس قرآن مجید مین یہہ جو آیا ہی واستغفر لذنبک کہ
اپنی گناہ ہونگی معافی چاہو لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور تاکہ تیرے
واسطے اللہ تیرے پہلی گناہ اور پچھلی بخشدی سو یہان بھی گناہ سی یہی غین مراد ہی کہ
علو شان کی برخلاف تہا سو اسی لئی حضرت کی لئی گناہ قرار دیا گیا اور اوسکو اللہ نے
معاف کردیا اور آئندہ جو بتقاضای بشریت کبھی ہوجاوے تو وہ بھی معاف فرمایا پس قرآن
مین یہان گناہ سی مراد کبائر صغائر نہین جیسا کہ بعض یہود و نصاری اپنی عداوت قلبی سے
یہہ مراد لیتی ہین اور آپکو گناہگار قرار دیکر قابل شفاعت نہین سمجھتی ہین کیونکہ اگر گناہ سی یہان
کبائر صغائر مراد ہون تو گویا اللہ تعالے آئندہ گناہ کرنیکی حضرتکو اجازت دیتا ہی کہ پہلی اور پچھلی گناہ ہمنے
معاف کرنیکا وعدہ کرتا ہی سو یہہ امر رسالت کی بالکل خلاف ہی پس گویا یہود و نصاری اللہ تعے

مین عیب ثابت کرتی ہین کہ اوسکو عبث اور لغو کار غیر الاکہتی ہین کیونکہ جب رسول خلق کی ہدایت کو
بھیجا پھر رسول کو گناہ کرنے پر آمادہ کیا تو اس رسول کا ہدایت کے لیئے بھیجنا عبث اور لغو ہو گیا بلکہ لوگ رسول کو
دیکھکر اور زیادہ گناہ کرکے گمراہ ہونگی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور اگر علی سبیل فرض المحال ان لغو کی
بات کو تسلیم کرلیوین تب بھی سرسر کائنات مین کچھہ عیب اور نقص نہین کیونکہ اللہ نے جب بندہ کو معاف کردیا
صاف ہو گیا پھر اور کسے شفاعت کرنی تو کیا محال ہی ہان اگر معاف نکیا جاوے اور مجرم ہووے البتہ اوسکے
شفاعت غیر کے عقل کی نزدیک غیر مسلم ہی (اور دنیا مین سب کے دعائین قبول کرتا ہے
اور حاجتین روا فرماتا ہی) خواہ کافر ہو خواہ مومن دنیا مین اون سبکی دعا قبول کرتا ہی اور
تمام مخلوقاتکی حاجات روا کرتا ہی کیونکہ اگر وہ نکرے تو پھر کونسی خالق ہمکہ ہی نہ خالق جو اہر ہی کہ
کرتا ہو کفار اپنی زعم مین یون جانتی ہین کہ ہم جونسی مانگتی ہین وہ ہمارے کام پورے کر رہی ہین حالانکہ
اونکو اپنی نفع نقصان کی بھی درکنار کی بھی قدرت نہین علی ہذا القیاس جو لوگ اللہ کے سوائے کسی اور سے حاجات
طلب کرتی ہین وہ اونہین کو حاجات روا جانتی ہین لیکن وہ اللہ ارحم الراحمین کہ جو رب العالمین ہی خود دیتا ہے
اور جو مانگتی ہین اوسی قبول کرتا ہی پھر آخر تمین اس امر کا بدلا اونکو دیگا کہ ہم دیتی نہی اور تم جو نکی مانگے
اور کسطرح سمجھتی نہی اب اون اور ون سے تو اگر اونہین کچھہ طاقت ہی پھر آخر تمین جاصن نے اپنے مومن بندونکے
دعائین قبول فرماوینگا اور اونہین کی حاجات پورے کرینگا اور کافرونکو یہہ سنا دیا جاویگا فادعوا وما
دعاء الکفرین الا فی ضلال یعنے تم جہنم مین اگر نہایت بیقرار ہو کر بھی دعا کروگی تو کروگی لیکن کافرونکی دعا بھی ہووے
ہی قبول نہین ہوگی اور اس مضمون کے بہت آیات قرآن مین موجود ہین دعا کرنیکی لئی قرآن مین ہم
فرماتا ہی ادعونی استجب لکم کہ مجھسی دعا کرو مین قبول کرونگا مسلم نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا ہی اللہ بندہ کی دعا قبول کرتا ہی یہانتک کہ جلدی نکری اور قطع رحم یا گناہ کی دعا نہ مانگے
یعنے جلدی نکرنا چاہیی اور قطع رحم اور گناہ کی دعا مانگنی نچاہیی ان صورتون مین دعا قبول کم ہووے ہے
ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی کہ تمہارا رب حیا والا اور کریم ہے اوسکو شرم آتی ہی کہ
بندہ اوسکی طرف ہاتھہ اٹھاوی اور وہ اوسکی خالی ہاتھہ پھیر دیوے دعا مین قبولیت کی لئے بڑے

بات یہہ ہی کہ دیسی مانگی اور قبول ہونیکا بھی اوسوقت یقین کرلیوے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے صحیح ترمذی مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت ہی کہ آپنی یون فرمایا ہی اُدعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ تم اللہ سے دعا کرو اسحال مین کہ تمہین قبول ہونیکا یقین ہو جاوی اور بیدلی کے دعا اللہ قبول نہین کرتا ہے اور جسوقت بیقرار ہوکر مانگتا ہی تو جلدی قبول کرتا ہی احادیث مین دعا کرنیکی بہت فوائد اور فضائل آئی ہین بلکہ اسکو عبادت کا مغز فرمایا ہی اگر دعا کی اثر ظاہر ہونے مین کچھہ دیر ہوا کرے تو بداعتقاد ہوکر دعا مانگنا نہ چھوڑے کیونکہ اوسکی اثر ظاہر نہونے مین کچھہ حکمت ہوتی ہی کہ اوسکو بندہ نہین جانتا ہے اوسکا بدلہ بھی اللہ قیامت مین دیدیتا ہی اور کبھی بعض اشخاص کے لئی یون دیر ہوتی ہی کہ وہ اور زیادہ مانگی کہ انجام مین اللہ اوسکو اوسکا بدلہ بھی بہت دیوے اور جتنی مدت دعا مانگی ہی وہ اوسکی عبادت مین لکھی جاوی کہ آخرت مین کام آوی اگر جلدی دیدیتا تو یہہ عبادت اسکی نصیب نہوتی اور اسیوجہہ سی اچھی بندونکی بعض دعا مین نہایت دیر کرتا ہی چنانچہ یعقوب علیہ السلام نی یوسف علیہ السلام کے ملاقات کی دعا مانگی پھر اتنی مدت کی بعد اثر ظاہر کیا اور بعض شخصونکی لئی اثر ظاہر کرنے مین کچھہ امتحان ہوتا ہے غرض بہت سی سبب دیر کیے ہوجایا کرتے ہین لیکن بندہ مانگنا نہ چھوڑے

(جو کچھہ بندکی حق مین بہتر اور اصلح ہو اللہ کو اوسکا کرنا واجب نہین) اگرچہ وہ اپنی رحیمی اور کریمی سے اکثر بندونکی بھلائی ہی کرتا ہے لیکن یہہ اوسپر ضرور نہین کہ خواہ مخواہ اوسکو کرے جیسا کہ معتزلہ کہتی ہین ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اوسکو دنیا اور آخرت مین خسارہ ہی بلکہ اوسکی لئی یہہ بہتر تہا کہ دنیا اور آخرت مین نعمت دیتا حالانکہ ہزارہا سخت کافر دنیا مین افلاس اور بیمارے اور صدہا طرحکی خواری مین مبتلا کفر مرگئے اور دوسرے اوسکا کسی بندہ پر احسان اور امتنان ثابت نہوتا کیونکہ اگر اوسنی کسیکو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اوسچیز کو کیا جو اوسپر واجب تہی سو یہہ کیا احسان ہی تیسرے ابوجہل لعین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچھہ زیادہ شکرگذاری حضرت پر نہوتے

مناظرہ ابوالحسن و ابوعلی جبائی

کیونکہ اوسنی جو دونون کے لئے اصلح تہا وہ کیا اور اپنی واجب سی فارغ الذمہ ہوا الغرض اصلح کو اللہ پر واجب کہنی سی اور بہت سی سخت اعتراض لازم آتی ہین کہ معتزلہ اونکی جواب سی بالکل عاجز ہین چنانچہ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے ابی علی جبائی معتزلی سی پوچہا کہ تین بہائی تہی کہ اونمین سی ایک مومن صالح ہوکر اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اونکا کیا حال ہوا ابی علی نی کہا مومن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عقاب ہی نہ ثواب ہے ابی حسن نے کہا اگر تیسرا بہائی اللہ سے یہہ کہی کہ مجہی بڑا کرکے مومن صالح بنا کی کیون نہ موت دے کہ مین جنت مین جاتا آرام پاتا کیون کہ اوسکے حق مین تو یہہ خوب تہا ابی علی نے جواب دیا کہ اللہ اوسکو یون جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین دکہہ بہرتا تیرے حق مین یہہ خوب تہا کہ تجہی لڑکپن مین موت دی ابی حسن نے پہر کہا اگر کافر یون کہی کہ مجہی مومن صالح کرکے کیون نہ مارا کہ جنت مین جاتا یا لڑکپن مین مارنا تہا کہ دوزخ سی بچتا اوسکی حق مین بہتر تہا کہ جہنم مین جاوے تو اللہ اوسکا کیا جواب دیگا پس ابی علی جبائی معتزلی کو جواب نہ آیا اور اسلئے معتزلہ کے غلطے ہر کس و ناکس پر واضح ہوگئی اور ان کی اس مسئلہ مین حماقت کو کیا دیکہتی ہو جسقدر فریق اہل سنت کی مخالف ہین اونکی ان سی بہی زیادہ زیادہ کج فہمیان عاقل کو معلوم ہوتی ہین چنانچہ ہر مسئلہ اختلافی مین اس کتاب سی بہی یہہ امر واضح ہوجاویگا اور کیونکر مخالف کو گمراہی ہے نہو کیونکہ حق امر کے بعد گمراہی کے سوا اور کچہہ نہین ہوتا کما قال تعالے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ کیونکہ باہم دو چیز مخالف مین سے ضرور ایک ناحق پر ہوگی

**(اللہ تعالی نی موت کو پیدا کیا ہی جس سے متعلق ہوجاتی ہی اوسکو وہ بناتے ہی)** اگرچہ ہر ایک شخص کی نزدیک موت یقینی ہے اور ہر ایک شخص جانتا ہی کہ ایکروز یہانسے جانا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنے ہر ایک موت کا چکہنے والا ہی وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ اور جو زمین پر ہے فنا ہونیوالا ہے لیکن کلام اس مین ہے کہ موت کوئی وجودی چیز ہے کہ جسطرح بخار وغیرہ امراض مین یا عدمی چیز ہے کہ زندگی کی دور ہونیکو

کہتی ہین شرائع کے نزدیک وجودی ہے اور جسطرح اور مخلوقات الہی ہی یہہ بھی ہی اور اسکی
اوپر یہہ آیت ہی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ یعنے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہی موت کو اور حیات کو
اور بعض کہتی ہین عدمی ہے اور خلق کے معنی ٹھیرانا اور اندازہ کیا ہی فنا کے بعد
میت کی روح اوسکی جسم سی جدا ہو جاتی ہے اور حقیقت مین اس جدائی کا نام موت ہی یعنی جسم
جو مرکب کی بنا گل سڑ جاتا ہی اور روح کو جسکو حکما نفس ناطقہ کہتی ہین قائم رہتی ہی سو اوسکو
سزا و جزا دیجاتی ہی پس اس امر مین کل متفق ہین چنانچہ ہنود کہتی ہین کہ جو لوگ اس جہان مین
بے بندگی و عبادت یعنی کمالات حاصل کئی بغیر مرجاتی ہین تو وہ پھر کسی اور بدن مین جو اوسکی عمل کے
مناسب بنتا آتی ہین مثلاً اگر بہادر بنتا تو شیر کے بدن مین اور بزدل بنتا تو خرگوش کی قالب مین
ظہور کرتا ہی علی ہذا القیاس ایک جسم کی بعد دوسرے مین جاتا ہے جب وہ اپنی کمالات حاصل کر چکیا
ہی اور کدورت سے صاف ہو جاتا ہی تو پھر عالم قدس مین ملائکہ کی ساتھہ رہتا ہی اور اوسکو وہ اواگون
یعنی تناسخ کہتے ہین حکما کہتی ہین کہ مرنیکی بعد جو لوگ کمالات علمیہ و عملیہ حاصل کر چکی ہین
وہ عالم قدس مین جاتی ہین اور جنکو کدورات جسمانی یعنی جہالت و بداخلاقی سی صفائی نہین
تو وہان عذاب پاتی ہین یعنی افسوس و غم کہاتی ہین اور اس کو وہ روحانی دوزخ کہتی ہین اور جسمانی
دوزخ سی اسکو سخت بتلاتی ہین اہل کتاب کی زبان حفظ اسیقدر ہی کہ جو لوگ گناہون سے
بچتے ہین وہ وہان نجات پاتی ہین ورنہ تکلیف اٹھاتی ہین اور کچھہ مفصلا احوال نہین البتہ
انجیل مکاشفات یوحنا مین دوزخ اور جنت اور کچھہ وہان کے عذاب و ثواب کے بھی تصریح
ہی کہ کچھہ ذکر اسکا آگی آویگا لیکن قرآن نے کہ سب کے تکمیل کی لئے بعد مین آیا اس امر عظیم کو
جو کتب سابقہ مین وضاحت و تفصیل سے بیان نہ تھا بیان کر دیا لہذا اہل اسلام کا
یہہ عقیدہ ہی کہ جو لوگ دنیا مین فوت نظریہ و قوت عملیہ مین کامل ہین قوت نظریہ کے
کمال سی یہہ مراد ہی کہ موافق شرع کے اللہ تعالی کے ذات و صفات کو جانتی ہین اور رسولکو
برحق مانتی ہین اور جسقدر چیزون کی رسول نی خبر دی ہی اوسکو سچا جانتی ہین اور اوسکو

ایمان کہتی ہین اور قوت عملیہ کے تکمیل سی یہہ مراد ہے کہ اپنی اخلاق کو درست کرتی ہین
یعنی جو چیزین اللہ تعالی نی رسول کی معرفت منع کی ہین انسی بچتی ہین اور جنکا حکم دیا ہی انکو
بجالاتی ہین تو وہ لوگ مرکر عالم قدس یعنی علیین مین کہ جو برزخ ہے حشر تک رہتی ہین بعد
خراب ہونی اسعالم کی یعنی قیامت کی بعد کہ جب انکو کمال تزکیہ حاصل ہوجاتا ہی عالم قدس کے
اعلی طبقہ مین کہ جسکو جنت کہتی ہین جاتے ہین اور وہان ہمیشہ رہین گی اور ہر قسم کے
لذات حاصل کرینگے اور جو لوگ علم و عمل مین ناقص تہی اور نقصان دو طرح پر تہا ایک یہہ
کہ خدا کا کسیکو کسی صفت مین شریک سمجہا یا اسکی کسی صفت کا انکار کیا اسکی رسول یا اوسکے
فرمای ہوی بات کو جہوٹہہ سمجہا اور اوسکو کفر اور شرک کہتی ہین تو وہ ہمیشہ وہان عذاب پاوینگے
اور طرح طرح کے عقوبات اٹہاوینگے اور سجین مین کہ طبقہ دوزخ ہے رہینگے اور بعد حشر کے جہنم کے
آگ مین تزکیہ کے واسطی ڈالا جاویگا جسطرح کہ چیکٹ کپڑا کسی دہوبی کو کرتے ہین اسطرح اوذکر کرینگی لیکن جو
چیکٹ ہوگیا اوسکو چیکٹ سی صفائی نہوگی سو اسی وجہہ سی یہہ لوگ ہمیشہ جلتی رہینگی قرآن
مین ایک جملہ اسی بیان مین کیا ہے اعجاز رکہتا ہی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا کہ
فلاح پائی جسنی اپنی نفس کو پاک کرلیا اور خسارہ مین رہا جسنے آلودہ کیا اوسکو اور دوسرا نقصان ہے
یا تو علم مین کچہہ نقصان ہوا کہ بعض امور کو برخلاف یقین کرلیا جیسا کہ اہل سنت کی غیر اور فرقہ
اسلامیہ کے بعض بعض معتقدات ہین یا عمل مین نقصان کیا کہ خدا کی اوامر و نواہی پر عمل نکیا اخلاق
کو خراب کرلیا تو وہ بہی اوس عالم مین عذاب پاوینگی پہر اون کی نجات کی یہہ صورت ہوگی کہ
جسکا جسقدر نقصان ہی اوسیقدر تکلیف دیکر اوسکا تزکیہ کیا جاویگا بعض کو عالم برزخ مین صفائی
ہوجاویگی بعض کو کہ جسکا نفس کدورات سی زیادہ ملوث ہے آگ جہنم سی صفائی ہوگی پہر جب تزکیہ
ہوچکیگا تو عالم قدس مین بہیجا دیگا یا اللہ تعالی اپنی رحمت خاصہ سی بعض کو بنی علیہ السلام کی شفاعت
سی صاف کردی گا اور عالم قدس مین بلاویگا یہہ ہر ایک مذہب کا مجمل بیان ہی سو اسمین
اکثر امور مین اتفاق ہی مگر ہنہوں کا تناسخ سب کے نزدیک بالاتفاق غلط ہے ہر مذہب والی اپنے

ان اسکی غلطیوں پر یقین موجود ہین البتہ تفصیل مین باہم اختلاف ہی اور تفصیل ہر ایک
مذہب کے انکی کتابون مین موجود ہے اور ہمنے انکی تفصیل اسباب مین اور اس سی اگلی باب مین
مذکور ہے تنبیہ عالم آخرت کو ہر کوئی آنکھ سی دیکھ کر ہی آیا ہی نہین کہ اپنی مشاہدہ کو سند بنا کر ہمسے
اسکی دریافت کے دو صورتین ہین یا تو حکما مشائین اپنی عقل کے زور سی بدلیل ثابت
کرین سو اس عالم کا مجملا احوال تو بلاشک عقل سلیم سی دریافت ہو سکتا ہی لیکن تفصیل سی دریافت
کرنین عقل قاصر ہے اور کیون نقاصر ہو حالانکہ اسعالم کے صدہا امور کے تفصیل مین قاصر ہے
جیسا کہ مقدمہ کتاب مین بیان ہوا یا حکما راشراقین اپنی اشراق سے دریافت کرین سو
یہہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ نبی کا نفس اشراق و مکاشفات مین سب نفوس سے
کامل اور مرتبہ کے ہوتا ہی اور اسکی اشراق کے آگی اور ونکا اشراق اسطرح حیرہ ہے
کہ جسطرح ذرہ آفتاب کی دبر کیونکہ انبیا علیہم السلام کو وحی ہوتی ہے کہ خدا تعالی بذریعہ فرشتہ
اونپر مغیبات کو ظاہر فرماتا ہے اور یون بہی اون کو عیانا دکہلا دیتا ہے اور انکو خلق
کے لئی ہادی بنا کر بہیجتا ہے اسلئی غلطے نہونی مین آپ اُن کا محافظ و حامی ہوتا ہے
نہ انکی مشاہدات مین غلطی ہونے دیتا ہے نہ حسیات مین بخلاف اور راشراقین کی کہ انکے
اشراق بلکہ کبہی حسیات مین غلطی ہو جاتی ہے لہذا ایکدوسرے کا رای مین مخالف ہونا ہی
اور یہہ بہی ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب نبی مین
بلکہ سب کی امام ہین سو آپ کو عالم آخرت عیانا بارہا نے دکہلایا ہی ہی اور بذریعہ وحی
خبر بہی دی ہے پس جہان تفصیل عالم آخرت مین باہم اختلاف ہی وہان ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام الاشراقین معلم النبیین کی قولکی سند سے
اور سب کے مقابلہ مین غلط ہین پس اب حضرت کے
بیانکی موافق ہی عالم کا حال
کیا جاتا ہے

باب دوم

فصل

فصل (مرنیکے بعد قبر مین منکر و نکیر دو فرشتے آکر سوال کرتی ہین
کہ رب تیرا کون ہی اور دین تیرا کیا اور نبی تیرا کون ہی پس مومن
جواب درست دیتا ہی کہ رب میرا اللہ ہی اور دین میرا اسلام اور نبی
میرے محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ اسکی لئی جنت کیطرف کھڑکے
کھولدیتی ہین اور طرح طرح کے خوشبو مین اور ہوا مین وہانسی آتی ہین اور
کافر و منافق کو جواب نہین آتا پھر وہ نہایت سخت عذاب کرتے ہین)
پس یہہ سب حق ہے کیونکہ یہہ امور سب ممکن ہین عقل سلیم اونکو محال نہین جانتی اگر کوئی
محال کہی تو دلیل بیان کرے باوجود اسکی مخبر صادق نی کہ جسکے نبوت اور صداقت پہلی
ثابت ہوچکی ہے اسکی خبر دی ہے اور نصوص قرآنی اسپر دلالت کرتے ہین پس کسکے
مخالف کا اللہ اور اوسکی رسول کی مقابلہ مین قول معتبر نہین المختصر بعد مرنیکے اعمال کی جزا
اور سزا پر سب کا اتفاق ہی قرآن و احادیث اسپر دلالت کرتے ہین اور عقل سی بہی ثابت
ہوتا ہے دلیل عقلی عالم آخرت پر یہہ ہے کہ سب اہل عقل کی نزدیک یہہ مسلم ہی کہ خدا
تعالی عادل ہی اور وصف عدالت اوسکو حاصل ہی پس اب ہم کہتی ہین کہ صدہا آدمی ایسے ہے
کہ اونہون نی وہ بڑے کام کہ جو سب کے نزدیک مسلم ہین کئے ہین یعنی کفر و شرک بہی کیا ہی اور
خدا تعالی مین صدہا عیوب ثابت کئی ہین پھر بندگان خدا پر ظلم بہی کیا ہی باوجود اسکی تمام
عمر اونکی عیش و آرام سی گذر گئے تو اب اگر اونکو کہین اور جا سزا اور اون مظلومون کو جزا
نہ ملی تو خدا کی عدالت مین معاذ اللہ فرق آوی پس ثابت ہوا کہ بعد مرنیکے جزا و سزا ہی اور
یہی مدعا ہی اہل اسلام کی ہان عالم آخرت کی دو طبقی ہین اول بعد مرنے سے حشر تک دوم
قیامت سی لیکر ابد الآباد تک سو اول طبقہ کو عالم برزخ دوسرے کو عالم حشر کہتے ہین اب ہم وہ
آیات ذکر کرتی ہین کہ جنسے عالم برزخ کا ثبوت ہی قال تعالی اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا

وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب صبح اور شام کنار فرعونی آتش دوزخ کے پیش کیجاتی ہین اور جسروز قیامت ہوگی حکم ہوگا کہ فرعونیون کو سخت عذاب مین داخل کرو یہان سی معلوم ہوا کہ گو کمی جزا اور سزا کے دو درجے ہین ایک مرنیکے بعد سی قیامت تک کہ جسکو عالم برزخ کہتے ہین اور اس درجہ مین جزا اور سزا پورے پوری نہین ہوتے کیونکہ اسدرجہ مین فرعونیون کے لئے آگ کی حاضر کیجانا فرمایا اور قیامت مین سخت عذاب کی تصریح فرمائی ہے اور دوسرا قیامت سی لیکر ابدالآباد تک اور اس درجہ کو عالم حشر ونشر کہتی ہین اور اسمین پوری جزا اور سزا ہوتے ہی کہ جس مین اشد العذاب کا لفظ وارد ہے وقال تعالے اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا یعنے قوم نوح غرق کیے گئے اور جیسی آگ مین داخل کی گئی ۔ اور زبان عرب مین فا تعقیب کے لئے آتی ہے اور تراخی نہین چاہتی پس ثابت ہوا کہ ڈبوتی ہی آگ مین داخل کی گئی بلا تراخی پس اس سی عالم برزخ ثابت ہوا کیونکہ مرنیکے بعد سی حشر تک کی زمانہ کو عالم برزخ کہتی ہین اور وہی حشر نہین ہوچکا کہ حشر کے عذاب پر محمول کیا جاوی وقال تعالے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے ۔ لوگ کہ اللہ کے راہ مین ماری گئی ہین اونکو مردہ نگمان کر بلکہ وہ اپنے رب کے ہان زندہ ہین رزق دیے جاتی ہین خوش ہین اللہ کے دی ہوئی نعمتون سے اور جو اون کے خویش واقارب ابھی اونکی پاس نہین پہنچے مرکے بلکہ زندہ ہین سو اون کے حال سی اون شہدا کو یہہ خوشی سنائی جاتی ہے کہ اون پر بھی کچھہ خوف نہین اور نہ وہ غم مین پڑین گے یہان سی بھی ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد نیکو کو یہہ کچھہ راحتین ملتی ہین اور جو کہ اونکی خویش واقارب دنیا مین نیک ہین اون کو وہان اون کے فکر ہے کہ دیکھیے وہ مرکر کہان جاتی ہین سو اونکی حالسی بھی لوگون کو وہان مژدہ سنایا جاتا ہے کہ وہ بھی مرکر ایسے

پاس آوینگی اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ اونسی حشر سے پہلے ہی اور یہی مدعا ہی
وقال تعالی قیل ادخل الجنۃ قال یلیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی
من المکرمین ۝ یعنے جب حبیب نجار کو کفار نے شہید کر دیا تو اونکو حکم ہوا کہ جنت مین داخل ہو
پس جب وہ جنت مین گئی تو اونکو یہہ آرزو ہوئی کہ کاش میرے قوم بھی اسکو جان لیتی کہ مجھکو
میرے رب نے بخشدیا اور مکرمین مین مجھے داخل کیا کہ اسکے بعد وہ بھی ایمان لاتے۔
المختصر یہہ آیات اور اُنکی اسواسی اور آیات سی بھی یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرنیکے بعد نیک اور
بد کو حشر سے پہلی بھی جزا و سزا ملتی ہے اور یہہ امر ظاہر ہے کس لئی کہ روح جو اصل انسان
ہے وہ فانی نہین ہوتا بلکہ بدن سے جدا ہو جاتا ہے جیسا کہ عقل و نقل اسکی شاہد ہین پس اگر
اوسکو حشر و نشر سے پہلے مین جزا و سزا ہوا کرے تو اتنی مدت اوس سی پہلی اوسکو معطل رکھنا اللہ کے
عدالت کے خلاف ہے پس وہ جو بعض شیعہ و بعض معتزلہ یہہ کہتی ہین کہ مرکے آدمی
بمنزلہ جمادات کی ہو جاتا ہے اوسکو سزا و جزا ہونا محال ہے پس اوسکو حشر و نشر سے پہلے مین
جزا و سزا ملی گے اوسکی پہلی نہین سو یہہ قول اُنکے کمال جہالت پر دلالت کرتا ہے
اور عقل و نقل و اجماع جمہور مسلمین بلکہ تمام بنی آدم کے خلاف ہے اور کوئی دلیل
عقلی یا نقلی اسکی لئے نہین ہے لہذا اکثر شیعہ اور معتزلہ ہمارے موافق ہین یہہ
دس پانچ آدمے کا لمعدوم ہین پس تمام امت کا عالم برزخ مین ثواب و عذاب
ہونے پر اتفاق ہے اب مین وہ احادیث نقل کرتا ہون کہ جن سی عالم برزخ کے
ثواب و عقاب کی خوب تشریح ہو جاوی صحیحین مین انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جب مردیکو قبر مین دہر کر اوسکی اہل و عیال پھر تی ہین تو وہ اونکی جوتیونکی آہٹ سنتا ہی
پھر اوسکی پاس دو فرشتی آتی ہین اور اسی بٹھلا کر پوچھتی ہین کہ تو ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جانتا
تھا پس اگر مومن ہی تو کہتا ہی کہ یہہ اللہ کے بندی اور رسول ہین پس اوسکو کہتی ہین کہ تو پہلی ہی
دوزخ کا ٹھکانا دیکھہ کہ اسکی بدلی اللہ نے تجھکو جنت مین جانے دی ہے تو اوسکو دونون جگہہ نظر آتے ہین اور

اور اگر مردہ منافق یا کافر ہوتی تو وہ اُنکی جا کہیں کہتا ہی کہ میں کچھہ نہیں جانتا جو کچھہ اور لوگ
اوںکو کہتی تھی میں بھی کہدیا کرتا تھا تب فرشتی کہتی ہیں ہم نے نہ جانا تھا پس اوسکو لوہے کے
گرز دنی ایسا مارتی ہیں کہ اوسکی چیخ سوا ی جن وانس کی سب سنتی ہیں امام مسلم نے براء
بن عازب سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار بقیع پر سوار ہوکر بنی نجار کے
باغیچی کی پاس سی ہوکر نکلے اور ہم لوگ اُنکی ساتھہ تھی کہ یکایک اُنکا بغلہ ایسا بدکا کہ قریب
تھا کہ آپ گر پڑتے پھر دیکھا تو وہاں پانچ چھہ قبریں تھیں آپ نے پوچھا کہ کوئی ان قبر والوں
کو جانتا ہی ایک نی عرض کیا کہ ہاں میں جانتا ہوں آپنی پوچھا کس زمانیکی قبریں ہیں
اوسنی عرض کیا کہ یہہ لوگ شرک کے زمانہ میں مرے ہیں تب آپ نی فرمایا کہ یہہ قبر والی عذاب
میں مبتلا ہیں اگر یہہ خوف نہوتا کہ تم آیندہ مردیکو دفنانا چھوڑ دوگی تو میں اللہ سی دعا کرتا
جو عذاب میں سنتا ہوں تمہیں سنوتا پھر آپنی ہمارے طرف منہ پھیر کے فرمایا پناہ مانگو اللہ سے
عذاب قبر سے ہمنی کہا الٰہی تیرے پناہ ہی عذاب قبر سے پھر فرمایا پناہ مانگو عذاب قبر سی ہمنی کہا
الٰہی تیری پناہ ہی عذاب قبر سے فرمایا پناہ مانگو اللہ کے ظاہر اور باطن فتنوں سی ہمنی کہا الٰہی
تیری پناہ ہی ظاہر اور باطن کے فتنہ سے فرمایا پناہ مانگو فتنہ دجال سی ہمنی کہا الٰہی تیرے
پناہ ہی فتنہ دجال سی۔ ترمذی نی ابوہریرہ رضہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جب میت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اوسکی پاس سیاہ رنگ نیلی آنکھوں کی دو فرشتے
آتی ہیں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں وہ مردیسی پوچھتی ہیں کہ تو اسکو (یعنی نبی علیہ
السلام کو) کیا کہا کرتا تھا تب وہ کہتا ہے وہ اللہ کی بندی اور اوسکی رسول ہیں اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پس وہ کہتی ہیں کہ ہمیں پہلی
ہی معلوم ہوگیا تھا کہ تو یوں کہیگا پھر اوسکی قبر ستر در ستر گز کشادہ ہوجاتی ہی اور اوسکو منور
کیا جاتا ہی پھر اوسکو کہتی ہیں کہ اب تو سوجا آرام کر تب وہ کہتا ہی مجھی گھر جانے دو کہ وہاں اپنے
اہل و عیال کو بھی اپنی احوال کے خبر کرآؤں پس وہ کہتی ہیں کہ سو جیسطرح سی دولہا سوتا ہی

کہ سوائی دولہن کے اوسی کوی اور نہین جگاتا ہی یہانتک کہ بھی خدا تیرے قبر سے اوٹھاوے
یعنے حشر تک یہان آرام کرا اور اگر مردہ منافق ہے تو جواب مین کہتا ہے جو کچھہ اور لوگ اکو کہتی
تہی مینی بہی سنکر وہی کہدیا اب مین کچھہ نہین جانتا تب وہ کہتی ہین ہمکو پہلی ہی معلوم ہوگیا تہا کہ
تو یون کہیگا پس زمین کو حکم ہوتا ہی کہ تو اسکو بہینچ لی تب زمین اسطرح بھینچتی ہی کہ اوسکی
ایدہر کی پسلیان اودہر نکل جاتی ہین پس ہمیشہ اوسکو قبر مین عذاب رہتا ہی یہانتک
کہ اللہ تعالے اوسکو اوسکی قبر سے اوٹھاوے + امام حمد اور ابو داؤد نے براء بن عازب رضہ
سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتی تہی کہ مرد کے پاس دو فرشتے آتی ہین اوسکو
بٹہلاکر پوچہتی ہین تیرا رب کون ہے پس وہ کہتا ہی میرا رب اللہ ہی پہر کہتے ہین دین تیرا
کیا ہے وہ کہتا ہی دین میرا اسلام ہی پہر کہتی ہین یہہ شخص جو تمہاری پاس آیا تہا (یعنے
نبی علیہ السلام) کون ہی وہ کہتا ہی وہ اللہ کے رسول ہین صلی اللہ علیہ وسلم تب وہ کہتی ہین تو نے
کاہی سی جانا وہ کہتا ہے اللہ کے کتاب کو پڑہا اور سچ جانا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہا) اللہ کے
اسقول مین جو ثابت رکہنا ہے سو وہ اسی جا ثابت رکہنا مراد ہے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الآیۃ ثابت رکہتا ہے اللہ مومنونکو سچے قول پر + پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
کہ ایک آواز دینے والا آسمان کی طرف سی یہہ کہتا ہی سچا ہی میرا بندہ اسکی واسطی جنت کا
فرش بچہاؤ اور اسکو جنت کی کپڑے پہناؤ اور جنت کیطرف اسکی لئی دروازہ کہولدو پس دروازہ
کہل جاتا ہے وہانسی سرد ہوائین اور خوشبوئین آتی ہین اور جہان تک اوسکی نظر جاتی ہے
وہانتک اوسکی قبر کشادہ ہوجاتی ہے + اسی طرح اس حدیث مین کافر کا حال لکہا ہی کہ
اوسکو جواب نہین آتا ہی اور مومن کی برخلاف سب معاملات اوس سی عمل مین آتی ہین خاتمہ
کے لئے تمامہ حدیث کو نقل کیا ابن ماجہ نے جابرؓ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جب مرد کو قبر مین رکہتی ہین تو اوسکو آفتاب غروب ہوتا ہوا دکہلائی دیتا ہے
پس بیٹہکر آنکہین ملتی لگتا ہی اور کہتا ہے (منکر و نکیر کو) مجہے ذرا چہوڑدو مین نماز پڑہ لون +

الغرض اس احوال مین اس کثرت سی احادیث ثابت ہین کہ سب کا مسیقون مشترک تواتر کو پہنچگیا ہے ف احادیث مین جن اور سزا کا مقام علیین و سجین بھی آیا ہی کہ ملائکہ مومنین کے ارواحکو قبض کرکے جنت کی حریرون مین لپیٹ کر نہایت تعظیم و تکریم سے ساتوین آسمان تک لیجاتے ہین پہر والے حکم ہوتا ہے کہ علیین مین اسکو لیجاؤ پس وہ جہان اور مومنین کے ارواح ہین وہان آتا ہے وہان کی مومنین اوس سی دنیا مین اپنی اپنی اقارب کا حال دریافت کرتے ہین اور اوسکی آمی سی نہایت خوش ہوتی ہین کہ جسطرح کوئی کسے غائب کے آنیسی خوش ہوتا ہے احمد اور نسائی نے اسکو روایت کیا ہی اور شہیدونکی جنت مین رہنا بھی ثابت ہوا ہی اور کافر اور منافق کی روحکو فرشتے نہایت شدت کے ساتھہ قبض کرکے بدبو کی ٹاٹ مین بند کرتے ہین اور آسمان کی طرف لاتی ہین سو وہان اوسکی لئی آسمانکا دروازہ نہین کہلتا ہی پہر حکم ہوتا ہی کہ اسی سجین مین جہان اور کفار کی ارواح معذب ہین لیجاؤ سو وہان لیجاکر عذاب مین گرفتار کرتے ہین پس یہ مومن حشر تک علیین مین آرام اٹہاتی ہین اور کافر حشر تک سجین مین عذاب پاتی ہین پس ان احادیث مین اور جن مین کہ قبر کے اندر ثواب و عقاب ثابت ہی سطابقت اسطرح ہوسکتی ہی کہ بعد قبض ہونیکی روح آسمان پر جاتی ہے اور وہان سے منکر و نکیر کے سوال و جواب کے لئے تہوڑی دیر پہر قبر مین بدنسے ایک نوعکا تعلق ہوتا ہے چنانچہ یعاد روحہ فی جسدہ اس پر دلالت کرتا ہے لیکن یہہ تعلق حیات کے تعلق کی مانند نہین ہوتا ہے تاکہ کوئی یون نہ کہے کہ قبر مین مردہ اٹہتا بیٹہتا یا حرکت کرتا نہین معلوم ہوتا ہی پس بعد جواب منکر و نکیر کے علیین مین اوسکی لئی رہنے کا حکم ہوجاتا ہے لیکن قبر سے پہر بالکلیہ اسکا تعلق رہتا ہے کہ جو کوئی وہان جاکر سلام علیک کہتا ہے وہ سن لیتا ہی اور چونکہ اس جسم سی فی الجملہ اوسکو تعلق رہتا ہے خواہ جسم سبزہ سبزہ ہوجاوی پس اس تعلق کے سبب اوسکی قبر مین بہی وسعت کیجاتی ہے کہ اوسکو وہان کسی نوع کے تکلیف نہو جسطرح

ف

جسطرح کوئی امیر کے بالاخانہ مین رہتا ہی لیکن اوسکی نظر کے سامنی کے مکانون
اور زمین کو کہ جہان سے اوسکو تعلق نظری ہے نہایت صاف اور درست رکھتی ہی کیا
دل تنگ نہودی علی ہذا القیاس حال کافر و منافق کا ہی بعض علما کہتے ہین ممکن ہے کہ
ہر شخص کا وہان جدا جدا حال ہو بعض قبر مین عذاب و ثواب پاتے ہون اور بعض علیین
اور سجین مین رنج و راحت اوٹھاتی ہون واللہ اعلم - اور ستر یہہ ہے کہ وہ عالم اس عالم
کے بالکل غیر ہے وہانکی کوئی بات اس عالم کی مشابہ نہین پھر من وعن حال وہان کا تقریر
سی کیونکر ادا ہوسکی اور سامع کسطرح اوسکا تصور کرسکے اسی لئی بسبب بیان کرنے مختلف حالات
کی اور مختلف مقامات کی اکثر لوگ شارع کے کلام مین اختلاف سمجھہ بیٹھتی ہین جسطرح کسینی کو
شہر بالکل نہین دیکھا اور ایک دیکھنی والا اوسکا حال بیان کری پس اگر وہ ایک امیر کا حال
بیان کری اور اگر وہ کسی مکان اور بازار کا اور کسی وقت کسی اور حالکو وہان کے ظاہر کری اگر سامع
نہایت فطین اور ذکی ہوگا تو مقامات کا اختلاف سمجھیگا اوسکی بیانکو مضطرب نکہیگا اسی لئے
صحابہ کو کبھی کسی نوعکا شک پیدا نہوتا تہا اور کم عقل اوسکی بیانمین اختلاف سمجھ لیگا پس یہہ حال
عام مومنین کا ہی اور شہید ونکو قبل حشر کے یہی جنت مین جاتی ہی اور اسطرح جو شخص النبی ہے
زیادہ درجہ مین ہو جسطرح کہ صدیقین اور انبیا مین یا جسکو اللہ چاہے اوسکو یہی جنت مین مقام ملتا ہی
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فے محدثون کے چند شبہات اور اونکی جوابدہی کرتا ہون تاکہ کوئی اونکی کید
مین اگر انکار کر بیٹھی اور جہنم مین اپنا ٹھکانا بنالے شبہہ قبر مین کسی مردکو آجتک ثواب و عذاب نہین
کہ جسکا کوئی حدیث مین آنا ہی مستدل نہین دیکھا کسی کی قبر کے وسعت معلوم ہوئے کہ ستر در ستر کشادہ ہوگئی ہو علی ہذا
القیاس جواب ہم پہلی ثابت کرچکی ہین کہ اصل مین انسان روح ہے اور بدن اوسکے تابع ہی ثواب و عذاب یہی عالم
برزخ مین روح کو ہوتا ہے اگر بدن بھی ملجاوے تو شخص ہی نظر نہین آتا تو اوسکی ثواب عذاب کیونکر نظر آوینگی پس جس قسم کا وہ شخص ہے
اوسی قسم کی اوسکی لئی عذاب ثواب ہین دیتے ہے اوسکی کثیری ہین ہے اور اوسکا فرش ہی اوسی قسم کی اوسپر گزرتی ہی جن
اوسی قسم کے ساتھ پیہوان دستی ہین جسطرح کہ روح جسم عنصری نہین اوسکی ثواب عذاب سے عنصری نہین اسکا بھی نظر نہین

یہہ جواب تحقیقی ہے اور تمہاری شبہہ کے بنا اس پر ہی کہ تمنی میت کہ جس کو ثواب و عذاب ہوتا ہے
اس خاک کے ڈہیر کو جو اسکا مرکب تہا عرف عام کا اعتبار کرکے سمجہہ لیا اور اسی قسم کی عنصری قالب
و ثواب تمنی اسکی لئی فرض کئی پہر تمنے جب اسکو ایسی خالی پایا تو تمہین شبہہ ہوا اور الزامی گفتگوی
اسطرح پر ہے کہ خواب مین کوئی شخص تمہاری روبرو کچہہ ثواب و عذاب دیکہی یا اپنی جائی نہایت
تنگ دیکہی یا میدان وسیع مین جاوی یا کوئی مہیب چیز اوسکو نظر آوی علی ہذا القیاس سو یہہ
ممکن ہی حالانکہ اوس کا جسم تمہاری روبرو پڑا ہی اوسپر کوئی اثر مرتب نہین ہوتا پہر کیا وجہہ
ہی کہ تم اوسکو سچا جانتی ہو اور خواب مین اور اوس عالم مین یون بعید ہی خوابمین روح
جسم سی بدستور متعلق رہتی ہی فقط توجہہ اوسکی ادہر نہین رہتی اوسپر وہ یہہ کچہہ معاملات دیکہتی
ہی اور اون کو تم سچی جانتی ہو پس جب روح جسم سی بالکل الگ ہوگئی اور تب وہان اوسنے
کچہہ اوسعالم کی حالات گذرنے ہین اوسکو تم خلاف عقل اور خلاف مشاہدہ کیون قرار دیتی ہو
پس جسطرح تم خواب مین تنگ اور وسیع مکان مین ہونا مسلم رکہتی ہو اسیطرح اوسکی قبر کے
کشادگی اور تنگی کو مسلم رکہو کیونکہ قبر کے تنگ اور وسیع ہونیسی ہماری یہہ مراد نہین کہ یہہ گڑہا
کہ جسم کو جس مین چہپایا ہی وہ تنگ و وسیع ہوتا ہے بلکہ اوس عالم مین روح پر تنگی اور کشادگی
ہوتی ہی اور اصل قبر اوسکی وہی ہے ان عرف عام مین اس جسم کے اعتبار سی اسکو قبر کہتے ہین
شبہہ بعض لوگون کو آگ مین جلا دیتی ہین اور بعض پانی مین غرق ہوجاتے ہین بعضے
ہوا مین معلق لٹکتی رہتی ہین علی ہذا القیاس پس انکی لئی قبر نہوگی اور منکر نکیر کا سوال جواب
جو خاص قبر مین ہوتا ہی وہ بہی نہوگا جواب ابہی ہم کچہہ لکہچکی ہین کہ یہہ گڑہا قبر مراد اصلی نہین
جسکو تم قبر سمجہی ہو بلکہ مراد وہ ہی جواب بیان ہوچکا پس خواہ کوئی غرق ہو یا جلی یا کوئی جانور
اوسکو کہا جاوی اوسکی روح سی بہر طور یہہ معاملات برتی جاتی ہین اور وہان ہی منکر نکیر
اوس سی سوال و جواب کر لیتے ہین اور وہان ہی اوسکی روح پر کشادگی و تنگی وغیرہ ثواب و
عذاب ہوچکتی ہین شبہہ جہان مین ایکروز صدہا آدمی کے مرنیکا اتفاق ہوتا ہوگا پہر

کوئی مشرق مین اور کوئی مغرب مین پس سب سی ایک وقت مین دو فرشتے کیونکر سوال
کرتے ہین جواب جسطرح عزرائیل علیہ السلام کی بہت سی ملائکہ روح قبض کرنیمین تابع ہین
وہ ہر کہین سی روح قبض کرتے ہین اسیطرح منکر و نکیر ایک جماعت کا نام ہے اوسمین سی دو
فرشتے جاکر ہر جگہہ سوال کر لیتے ہین شبہہ حدیث سابق سی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے سوا سی قبر کے عذاب سی بد کے اور ایک جا آپنی یون فرمایا کہ سوا سے جن و انس کے اوسکی
چیخ سب سنتی ہین پس کیا وجہہ کہ اشرف المخلوقات کو جو انسان ہی اور اوسکا ادراک بہ
اور دونسی زیادہ ہی نظر نہ آوی اور حیوانات کو معلوم ہو جاوے جواب مخلوقات مین سی جن اور انس
پر بتکلیف شرعے اور غیب پر ایمان لانا فرض ہی پس اگر انکو بھی یہہ حال معلوم ہوا کرتا
تو کوئی کبھی کسی امر غیر شرعی کا مرتکب نہوتا اور سب کا ایمان اضطراری ہوتا اور ایمان بالغیب جاتا رہتا
اور یہہ عالم بالکل خراب ہو جاتا پس اسمین رسولون کا بھیجنا بیکار ہو جاتا سو اسلئے اللہ تعالے
نی ان سی اوسحال کو مخفی رکھا اور وہ قدیر ہے اوسنی اور چیز دونسی اوس پردہ کو اٹھا دیا اور
ممکن ہی کہ انسان خاص اس عالم کی چیزونکی لئی مدرک ہو لیکن اور چیزین اوسعالم کا بھی
ادراک کرتے ہون - یا یہہ ہو کہ اون مین سی بھی کبھی کسی کو معلوم ہو جاتا ہو کیونکہ کسی حدیث سی
صاف یون نہین معلوم ہوتا کہ اور چیزین ہمیشہ ہر میت کی عذاب و ثواب کو معلوم کرتی ہین
واللہ اعلم پس جو شخص اللہ تعالی کی اور عجائبات قدرت کو جو اس عالم مین موجود ہین بنظر
غور دیکھیگا تو میت کی ساتھہ اوس عالم مین ثواب و عذاب ہونیکو کچھہ بعید نہ سمجھیگا اور جسکو
اللہ تعالی نی دل کی آنکھون سی اندھا پیدا کیا ہی اور مرض شک و انکار مین مبتلا ہی اگر
کسی امر کو بعید سمجھی تو کچھہ بعید نہین ہزارون احمق دنیا مین دنیا کی عجیب و غریب کارخانون
اور کلونکی دیکھی انکار کر بیٹھتے ہین چنانچہ تار برقی یا ریل کی ہونیسی پہلی اگر عامیون سی اسکی
کیفیت بیان کرتے ہی تو وہ کبھی یقین نکرتے بلکہ صدہا شکوک اور اعتراض اسپر پیش کرتے
اسیطرح بہت لوگ امور دنیا مین نہایت دانا ہین لیکن امور آخرت کی نسبت پرلے درجے کے

احمق ہین ۵ ہر کسی راہبہکاری ساختند ۔ ف قبر مین میت سی اس قسم کے سوالمین
بہت سی مشکلین ہین کہ اوسکو وہی خوب جانتا ہے ف بعض مخصوصونسی قبر مین سوال نہین
ہوتا ہے چنانچہ طبرانی نی ابی ایوب رضی سی اونہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ جو شخص
کفار کی مقابلہ مین ثابت قدم رہی پس یا تو غالب ہوجاوے یا شہادت پاوے وہ قبر مین منکر نکیر کے فتنہ سے
محفوظ رہے گا ۔ اور امام احمد اور ترمذی نی عبداللہ بن عمر رضہ سے اونہون نی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کیا ہی کہ جو مسلمان جمعہ کے رات کو یا جمعہ کی دن مین مریگا فتنہ قبر سے محفوظ رہیگا
بعض علماء فرماتی ہین کہ انبیاء علیہ السلام سی اور مسلمانون کی نابالغ لڑکونسی اور شہیدون سے
بہی سوال نہوگا الغرض جس سے سوال کرنیکا حکم الہی ہوگا اُس سے منکر نکیر سوال کرینگے اور جس کے لئی
حکم نہوگا اُس سے سوال نہوگا اُسکو بی سوال کے قبر مین انس اور راحت وعیش دیا جاویگا واللہ
یختص برحمتہ من یشاء (سب کفار کو اور بعض مومنین گناہگار کو قبر مین عذاب
ہوتا ہی) کل کفار کا قبر مین معذب ہونا احادیث سابقۃ الذکر سے معلوم ہوچکا ہے اور بعض
مومنین گنہگار کو اللہ اپنی رحمت سی بخشدیگا عذاب قبر سے محفوظ رکہے گا جیسا کہ پہلی ثابت ہوچکا
ہی اور بعض مومنین کا گناہ سی قبر مین معذب ہونا ان احادیث سی ثابت ہے بخاری اور مسلم
نے ابن عباس سی روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایکبار دو قبرون کی پاس سے
ہوکر گذرے پس فرمانی لگے کہ یہہ دو شخص عذاب مین گرفتار ہین لیکن اور کچہہ بڑے بات کے
سبب سی اُنکو عذاب نہین بلکہ ان مین سی ایک چغلی کیا کرتا تہا اور ایک پیشاب سی کم سنبہالتا تہا
پہر آپنی ایک کہجور کے شاخ چیر کر آدہی ایک کی قبر پر گاڑدی اور آدہی دوسرے کے قبر پر لوگون نے
لوگون نے اسکی وجہ پوچہی تو آپ نی فرمایا کہ شاید انکی تسبیح جبتک اللہ انکی عذاب مین مخفف
کرے ۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ دو شخص کافر نہی دو وجہ سی ایک یہہ کہ حضرت نے
ان کے عذاب کا سبب یہہ گناہ بیان فرمایا اگر کافر ہوتی تو کفر کے وجہ سی عذاب کرتی ہی
ایسی گناہ کا ذکر کرنے محل نتا دوسرے کافر کی لئی بلکہ مرنیکے آپ تخفیف نہ ہوتی ۔ دوم لی سعد

صحیح ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے مسلمانون پیشاب
سی بچا کرو کیونکہ اکثر عذاب اسکی سبب سی ہوتا ہے ۔ ترمذی نی ابن عباس رضہ سی اونہون نی نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ سورہ تبارک الذی عذاب قبر کو روکتی ہے اور پڑہنی والیکو قبر کی عذاب سے
نجات دیتی ہی ۔ دارمی نی خالد بن معدان سی روایت کیا ہی کہ نجات دینی والی سورہ الم تنزیل کو
پڑہا کرو کیونکہ نبی سنا ہی کہ ایک شخص بڑا گناہ گار اسکو کثرت سے پڑہا کرتا تہا مرنیکی بعد یہہ سورہ پانزو پہیلا کر
عذاب روکنی کو اوسپر گر پڑے اور کہنی لگے کہ ای رب یہہ مجہی بہت پڑہتا تہا اسکو بخشدی پس رب نے
اوسکی شفاعت قبول کی اور حکمدیا کہ اس سورہ کی ایک ایک حرف کی بدلی اسکی ایک ایک
گناہ معاف کرو اور ایک ایک اجر دو ف عالم مثال مین دنیا کی اعمال ایک صورت خاص
مین ظہور کرتے ہین نیک اعمال حور و قصور و طوبے کیصورت مین ظاہر ہوتی ہین اور بد اعمال
سانپ بچہو طوق و زنجیر آگ وغیرہ ہجاتی ہین اور یہہ بات اللہ کی قدرت سی کچہہ بعید نہین کہ جسنے
معدوم محض کو ایکصورت خاصہ مین ظاہر کردیا پس وہ اعراض کو جواہر بہی بنا سکتا ہی اور جسصورت
مین چاہے اسکتا ہی ان اللہ علی کل شئ قدیر ۔ اور مومنین کو وہان عیش اور
آرام ہی ۔ مومنین کی لی عیش و آرام کا ہونا اور نعمائی کا قبر مین پانا بہی پہلی احادیث سی اور
آیات سی ثابت ہوچکا ہے پس جو مومنین کامل ہین اونکی لئے تو یہہ امر ظاہر ہے اور جو ناقص یعنے
گنہ گار ہین اونکو بہی چاہے گا تو قبر مین نجات و راحت دیگا گو وہ بے توبہ کے مرجاوین ۔

ف قبر مین جن گناہگار مسلمانون کو عذاب ہوتا ہے سو وہ کبہی بقدر اون کے گناہ کے
ہوکر پہر موقوف ہوجاتا ہی اور کبہی چند مدت کی بعد بغیر اسکی کہ بقدر گناہ پورا عذاب ہوا ہو یون
ہی اللہ اپنی فضل سی رہائی کردیتا ہی اور کبہی دنیا کی لوگونکی دعا اور صدقہ و خیرات سی دور ہوجاتا ہے
بالخصوص جمعہ کی روز تو ہر مومن گناہگار کے رہائی ہوجاتی ہی اور اسیطرح رمضان مین بہی رہائی ہوتی ہے
ہی علی ہذا القیاس پہر جب جسکی لی اللہ چاہتا ہی رہائی ہوجاتی ہی لیکن کافر کی لئی کوئی چیز نفع نہین دیتی
وہ ہمیشہ برزخ مین اور اوسکی بعد ابدالآباد حشر مین گرفتار عذاب رہیگا اللھم اجرنا من النار

(ضغطۂ قبر کبھی نیک بندونکو بھی ہوتا ہی) ضغطہ کہیں ایسا اور تنگی کہ پسلیان
ادہر سو ادہر ہوجاوین سو تہوڑی دیر کے گناہ کے سبب یا کسی نعمت کے شکر ادا نکرنے کے سبب یہہ ذرا سی دیر کی لئے
کبھی انہی سے ذرا سی تنگی ہوجاتی ہی پہر اوسیوقت دور ہوجاتی ہی چنانچہ امام احمد نی جابر رضہ
سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کی جنازہ پر تشریف لائی پہر جب خاک برابر کیا
اونکو قبر مین دفنایا اور مٹی برابر کرچکے تو حضرت نی بڑی دیر کہڑے ہوکر تسبیح کی پہر کسینی اپنی اسکا سبب
پوچہا فرمایا اس نیک بندی پر قبر کے تنگی ہوئی تہی پہر اللہ نی کہولدی ۔ گویا اسکی تسبیح و تکبیر کے
اور نسائی نی عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سعد کی نسبت یون
فرمایا پہنچا کہ اسکی موت سی عرش کو حرکت ہوئی اور آسمانون کے دروازے اسکی لیی کہولی گئی
اور ستر ہزار فرشتے اسکی جنازہ پر آئی پس اسکو بہی تہوڑی دیر تنگی قبر کے معلوم ہوئی تو اور کا کیا
مرتبہ ہی بیہقی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ کسینی آنحضرت سی سعد بن معاذ
کے ضغطہ کا سبب پوچہا اپنی فرمایا کہ پیشاب سی پاک رہنی مین اسی کہیہ کمی ہوجاتی تہی بیہقی نے
عائشہ صدیقہ رضہ سی روایت کیا ہی کہ مینی حضرت سی عرض کیا کہ جب سی اپنی منکر نکیر اور
ضغطۂ قبر کا ذکر کیا ہی میری دلکو چین نہین ہی اپنی فرمایا اے عائشہ منکر نکیر کی آواز مسلمان کے
کان مین ایسی نرم معلوم ہوگی کہ جیسا انکہہ مین سرمہ اور ضغطۂ قبر ایسا ہوگا کہ جیسا کوئی دو سرے کے
شکایت کرے تب اوسکی ماں نہایت مہربانی اوسکی سر کو نرم نرم دبائی ف علمائی مسلمانکے
گناہ معاف ہونیکی دس سبب لکہی ہین اول توبہ کرنیسے دوم استغفار سی سیوم نیک اعمال
جو تہی دنیا مین کسی بلا مین گرفتار ہونیسی پانچوین ضغطۂ قبر سے چہٹی مسلمانونکی دعا کرنیسی ساتوین
اس سی کہ مسلمان اسکی طرفسی صدقہ دیوین آٹہوین قیامت کی سختی سی نوین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی شفاعت سی دسوین اس سی معاف ہوتی ہین کہ اللہ آپ رحمت کرکے بخشدیوی
پس ضغطۂ قبر بہی موس کو اسی سبب ہی ہوتا ہے کہ بشریت سی جو کبہی کوئی گناہ ہوگیا ہو
اس سی معاف ہوجاوی ۔ بعض کو اللہ ضغطہ سی بہی محفوظ رکہیگا چنانچہ ابونعیم نے حلیہ مین

عبداللہ بن سخیرہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو شخص ہر صبح ہو تین
قل ہو اللہ احد پڑہیگا فتنۂ قبر اور ضغطۂ قبر سی محفوظ رہیگا اور قیامت کی روز بالکہ ہاتہون ہا
اوسی پل صراط سی اتار کر جنت مین لیجاوینگی (زندہ مومنونکی دعا اور صدقہ دینی
سے مردہ مومن کو نفع پہنچتا ہے) اگر مردہ مومن عذاب مین مبتلا ہوگا تو اسکو
دعا اور خیرات سی یا تخفیف ہو جائیگی یا بالکل معاف ہو جاوینگا اور اگر عذاب مین نہین
تو اس دعا اور خیرات سی اوسکی لئی وہان درجات زیادہ ہو جاتی ہین بہر طور اوسکو
نفع ہوتا ہے اور قرآن و احادیث و اجماع صحابہ رض اسکی لئی دلیل ہی قال تعالے وَالَّذِينَ
جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ اور رد سے
اون لوگون کے کہ جو انصار و مہاجرین کے بعد آئی اور کہتی ہین کہ الہی ہمکو بخش اور جو ہمسے
پہلے مومن ہین اونکو بخش اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ دعا اموات کو بہی شامل ہی پس اگر
دعا سی سابقون کو کچہہ نفع نہ ہوتا تو اللہ تعالی اسکو بعد والونکی مدح مین ذکر نفرماتا بلکہ یہہ
یہہ دعا فعل عبث گنا جاتا اور جنازی پر نماز پڑہنا حضرت کی عہد سی اب تک جمہور
اہل اسلام کی ان چلا آتا ہی پس اگر میت کو اس سی کچہہ نفع نہین ہی تو گویا ایک فضول
امر ہی اور کسطرح سی فضول ہو سکی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت نہایت تاکید
فرماتی ہین اور میت کو نفع ہونیکی صراحت کرتے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین انحضرت سی منقول
ہے کہ جس میت پر سو مسلمان نماز پڑہین اور اوسکی لئی شفاعت کرین تو اللہ اونکی شفاعت
قبول فرماتا ہے اور دوسری جا مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے
کہ جس میت پر چالیس آدمی جو مشرک نہون نماز پڑہین تو اللہ اونکی شفاعت قبول فرماتا ہے
اور طبرانی نی اوسط مین انس رض سی اور انہون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا
ہی کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہی کہ جو قبر مین گنہگار داخل ہونگی بسبب دعا اور
استغفار مسلمانون کی قبر سی بیگناہ ہو کر اوٹہین گے * اور صدقہ کے نافع ہونیمین بہی بہت

سی احادیث وارد ہین چنانچہ صحیحین مین حضرت عائشہ سی روایت ہے کہ ایک شخص نی نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سی سوال کیا کہ میرے ان باپ کب بی وصیت کئے مر گئے ہی اور مجھی گمان ہے
کہ اگر وہ کچھ بولتی تو وصیت کرتے اب اوسکو ثواب ہوگا اگر مین صدقہ دون آپی فرمایا ان ہوگا
بخاری نے ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی پوچھا
کہ میری ان بعد فوت ہو گئی ہے پس اگر مین اوسکی طرف سی صدقہ دون تو اوسی نفع ہوگا آپنی
فرمایا ان ہوگا سعد نی کہا اب مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ میرا باغ میری اوسکی طرف سی صدقہ ہے
امام احمد اور اصحاب سنن اربع نے سعد بن عبادہ سی روایت کیا ہی کہ مین نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے اپنی ماں کے لئے پوچھا کہ اوسکو کونسا صدقہ نافع ہے اپنی فرمایا پانی کا صدقہ نافع ہی پس سعد
نے ایک کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے نام سی صدقہ کر دیا طبرانی نے اوسط مین انس سی روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس گھر والی کسی میت کی طرف سی بعد موت کے
صدقہ دیتی ہین تو جبرئیل نور کے طباقون مین لگا کر اوسکی پاس لیجاتی ہین اور وہ نہایت خوش
ہوتا ہے اور اوسکی پاس والون کو جنکی پاس کسینی ہدیہ نہین بھیجا غمگین ہوتے ہین بیہقی اور دیلمی نے
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مردہ قبر مین غریق کے مانند دعا کا منتظر رہتا ہے
پس جب ان باپ یا دوست خاص کی طرف سی اوسکی دعا پہنچتی ہے تو اوسکو دنیا اور ما فیہا
سے محبوب سمجھتا ہی اور بلاشک زندون کی دعا کو قبر مین پہاڑ کے مانند بنا کی اللہ بھیجتا ہی اور زندون کی
طرف سی مردون کے لئی استغفار تحفہ ہی غرض اور بہت احادیث اس مضمون کے کتب
احادیث مین وارد ہین کہ اونکو شمار سی باہر کہین تو بجا ہے اور سلف سی خلف تک کسینی اسکا انکار
نہین کیا ہے لیکن معتزلہ منکر ہین اور کہتی ہین کہ ہر آدمی خاص اپنی اعمال سی نفع و ضرر اٹھاتا
ہے اور قرآن مین وان لیس للانسان الا ما سعی آیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے الناس
مجزیون باعمالھم فرمایا ہی جواب آیت کا یہہ ہے کہ اول تو یہہ آیت ہماری مدعا کے
مخالف ہی نہین کیونکہ مطلب اس کا یہہ ہے کہ جسیکے ان نیت کریگا اوسکی کام سی وہی چیز

مدعا زید کا یہہ ہے کہ
ہر آدمی کو اپنی
اعمال سی نفع
ہوتا ہے اور
دوسرے کی
عبادت سی
کچھ نفع نہین
ہوتا اور
مدعا ہمارا
یہہ ہے کہ
دوسرے کی
عبادت سی
بھی نفع
ہوتا ہے
اون کے
اعمال سی
نہین

چیز ملیگی چنانچہ حدیث مین آیا ہے لکل امرء ما نوے یعنی ہر آدمی کو وہی ملتا ہے کہ جسکی وہ نیت کرتا ہی ثواب کی نیت سے کریگا تو ثواب پاویگا اور نامداری کی لیے کریگا تو اسکا بدلہ وہی دیا جاویگا پس اس سی یہہ نہین نکلتا کہ دوسرے کے اعمال سے مردکو نفع نہین پہنچتا دوم یہہ جواب ہے کہ یہان لام تملیک اور استحقاق کے واسطی ہے یعنی انسان کو استحقاق اور تملیک اپنی ہے اعمال مین ہی پس اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ دوسرے کے اعمال سی اسکو نفع نہین پہنچتا یا لام للانسان مین علی کے معنے ہین پس اس آیت سی اور جسقدر آیات واحادیث اسمضمون کے ہین مثل کلام بالا کے ثابت رہا تو سب سی یہہ مراد ہے کہ کسی آدمی کو کسیکی بدی نہین پہنچتی کیونکہ یہہ خلاف عدالت ہے پس بدی مین ہر شخص اپنی اپنی اعمال مین سزا پاویگا کسیکا عمل اور کو ضرر نہ دیگا لیکن نیکی مین یہہ حکم نہین کیونکہ اللہ تعالے کسی مومن کا عمل ضایع نہین کرتا پس جس شخص نے کسیکے لئی کچھہ نیکی کمائی تو اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سی اوس شخص کو بھی کہ جس کی لئی نیکی کی ہے محروم نہین رکھتا اور اوس نیکی کرنیوالیکو بھی اجر دیتا ہے ف مالی عبادت کی ثواب پہنچنی مین سب اہل سنت متفق ہین ان بدنی عبادت مین اختلاف ہی امام شافعی انکار کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے انہین ادلہ کی عموم سے ثابت کرتے ہین۔ دوسرے اور بہت احادیث انکی لئی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم نی عائشہ رضی سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جو شخص کہ وہ اپنی ذمہ پر لے کر مرجاوی تو اوسکی طرفسی کوئی قرابت دار ادا کر دیوے مسلم نے روایت کیا ہی کہ ایک عورت نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ پوچھا کہ میرے ماں پر دو مہینی کے روزی واجب تھی اگر اسکی طرفسی مین ادا کردون آیا کافی ہوجاویگی آپنی فرمایا ہان پہر اوسنی کہا کہ میری ماں نی کبھی حج نکیا تھا اگر مین اوسکی طرف سے کردون تو اوسکو کافی ہوگا آپنی فرمایا ہان پس روزہ کا بدنی عبادت ہونا تو خود ظاہر ہی لیکن حج بھی بدنی عبادت ہی کیونکہ جسقدر ارکان حج ہین اون مین کہین روپیہ کی ضرورت نہین کسلئے کہ جو قرابتی کی طاقت نہین رکھتی ہین اونکو روزی رکھنی کا حکم ہے روپیہ فقط کعبہ پہنچنی کے

کے لئی شرط ہے اور اسی سبب سی فقیر پر بھی کہ مین پہنچے سی حج واجب ہو جاتا ہی اور اسی سبب
سب اہل کہ پر فرض ہی بس بدنی عبادت کا نفع پہنچنا میت کو صاف ثابت ہو گیا کسلئی کہ میت پر
کوئی چیز واجب نہین رہتی فقط زندگی مین تکلیف شرعی تہی بس میت کی طرف سی واجب
ادا کرنیکے یہی معنی ہین کہ میت حالت حیات کی واجبات ترک کرنیکے سبب جو ماخوذ تہا اس مواخذے
ادا کرنے سے رہا ہو گیا اور یہی نفع ہے پس جب یہہ ثابت ہوا کہ کل مالی عبادت کا ثواب اور بدنی
مین حج و روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو جمیع قسمہا عبادت بدنیہ کا بہی ثواب میت کو پہنچتا ہی چنانچہ بیہقی فی شعب
الایمان مین عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مردہ کو
بند کر کے نر کہا کرو جلدی لیجایا کرو اور اوسکے سر کیطرف سورہ بقر کا اول اور اوسکی پاؤن کی طرف سورہ
بقر کا اخیر پڑہا کرو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ فی معقل بن یسار سی روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ اپنی مردون کی پاس سورہ یسین پڑہا کرو خلال فی شعبی
سے روایت کیا ہے کہ انصار مین جب کوئی مرجاتا تہا تو اوسکی قبر پر قرآن پڑہا کرتے تہی ابو محمد سمرقندی
نے حضرت علی سی انہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ جو شخص قبرستان مین
جاکر گیارہ بار قل ہو اللہ پڑہکے مردون کی روح کو بخشدی تو اوسکو بہی جسقدر مردی وہان
ہین ثواب ملیگا ابوالقاسم سعد بن علی نے ابی ہریرہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جو شخص قبرستان مین جاکر سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور الہکم التکاثر پڑہکر سب
مردون کی روحکو بخشدی تو تمام مومنین اور مومنات قیامت کو اوسکی شفیع ہونگی عبدالعزیز
صاحب خلال نی اپنی سند سی انس سی انہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ
جو شخص قبرستان مین جاکر سورہ یسین پڑہی مردون کی عذاب مین تخفیف ہو جاویگی اور جسقدر وہان
مردی ہین اوسقدر اوسکو بہی ثواب ملی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نی احیاء العلوم مین امام
احمد بن حنبل سے روایت کیا ہی کہ اگر قبرستان مین جاکر سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور

معصوم ہین پھر کہا اہل مقابر کے روح کو بخشدی تو اُنکی روح کو ثواب پہنچیگا - نقل کیا ہی اسکو شارح
محدث بالی نبی علیہ الرحمہ نے ترجمہ کشف الصدر جلال سیوطی مین واللہ اعلم ف اگر کوئی کافر
کسے کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دی یا کسی مومن مردہ کی لئی دعا کرے یا صدقہ دی ہرگز
نفع نہ دیگا کیونکہ کافرون کی سب اعمال حبط ہین اور بعد مرنیکی کافر کو تخفیف نہین ہوتی کہ کسیکی
دعا یا صدقہ سی تخفیف ہو جاوی اور اسیطرح اگر مومن کسی کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دیوے
وہبی اوسکو نفع نہ دیگا فقط مومن کی دعا یا صدقہ مومن ہی کو نفع دیتا ہے ف جو لوگ عالم
برزخ مین ہین خواہ وہ ثواب مین ہون خواہ عذاب مین حشر تک وہان ہی رہین گی پس جب عالم فنا
ہو چکیگا اور پھر مردی زندہ ہو کر حساب و کتاب دینگی پس ثواب والون کو جنت مین اور عذاب
والون کو دوزخ مین داخل کر دیا جاویگا اور پھر وہان کسیکو فنا نہین چنانچہ تفصیل حشر کے اور
حساب و کتاب کی اور وہان دوزخ جنت مین رہنی کی اور علامت قیامت کی تیسرے باب مین
مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی لیکن یہہ نہین ہے کہ مرکے انسان پھر اسی دنیا مین کسی قالب مین
آجاوی اور وہان اپنی اعمال کی سزا و جزا پاوے جسطرح کہ اکثر ہنود کہتی ہین اور اسکا تناسخ
نام رکہتی ہین کیونکہ یہہ تناسخ قرآن و احادیث اور ادلہ عقلیہ سی کہ جو کتب حکمت مین مذکور ہین
باطل ہی لہذا تمام عقلاء اسکو باطل کہتی ہین قال اللہ تعالی وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ
يُبْعَثُونَ یعنی قیامت تک مردون مین ایک حجاب رکہا ہوا ہی کہ اسکی سبب پھر کے
نہین آتے وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ملینے جس قریہ کو کہ ہمنی ہلاک
کر دیا ہی پھر اوسپر پھر آنا حرام ہے اس امر مین احادیث بہی بکثرت وارد ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی فرقہ اس کا قائل بہی نہین ہوا لہذا اسیقدر پر اختصار کرتا ہون اور ادلہ
عقلیہ کا کتب فلسفہ مین حوالہ دیتا ہون جسے دلیل عقلی مطلوب ہو وہان دیکھ لے

* اس مختصر مین اونکی ذکر کے گنجائش نہین *

## باب سوم

فصل ۱ قیامت کی علامتون کے جسقدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی خبر دی ہے

کہ بڑی کام اور بڑی لوگ ظاہر ہونگی پہر امام مہدی ظہور کرینگی پہر دجال ظاہر
ہوگا پہر عیسی علیہ السلام آسمانسی اترینگی پہر قوم یاجوج وماجوج ظاہر ہونگی پہر دابۃ
الارض زمین سی اور آفتاب مغرب کیطرف سے نکلیگا سب حق ہے ٭
کس لئی کہ یہہ سب چیزین فی نفسہ ممکن ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی انکی خبر دی ہے
اور پہلی ثابت ہوچکا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب خبرین حق ہوتی ہین پس یہہ بہی
حق ہین اور ممکن ہونا انکا اظہر من الشمس ہی کوئی دلیل انکی محال ہونیکی کسیکی پاس نہین
بلکہ اہل کتاب کی ہان خود یہہ علامت قیامت مذکور ہین چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۸ مین
یاجوج ماجوج کا آنا اور پہر وہان سی اونکا مرجانا اور انکی تیر وکمان سی سات برس تک لوگونکا
ایندہن جلانا صاف مذکور ہے اور یسکا شفات یوحنا مین دجال اور دابۃ الارض اور عیسے
علیہ السلام کا نزول بہی مذکور ہی پس اونکو محال اور خلاف عقل کہنا یا تبک وشبہ کرنا کمال نادانی
ہی اور سریہہ ہی کہ جسطرح ہر عظیم الشان چیز کے فنا یا پیدا ہونیکی اول مین علامات اور آثار
ہوا کرتے ہین سو اس عالم کا فنا ہونا سب سی عظیم الشان امر ہی پس اسطرح اسکی لئی بہی آثار اور
علامات ہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی بطور پیشین گوئی کے خبر دی ہی اور ایک ایک بات
بیان فرمادی ہی جس صحابی کی جسقدر یاد رہین اوسقدر بیان فرمائین جیسا کہ دلالت کرتے
ہی اسپر حدیث حذیفہ رضہ کی کہ آنحضرت نی خطبہ پڑہا اور قیامت تک کی جتنی فتنی ہونگی سب کے
خبر دی جسنی یاد رکہا اوسکو یاد ہین اور جسنے بہلا دیا سو نہ یاد رہا اوسکی اور مین جب کوئی بات دیکہتا ہون
ہی کہ پہلی سی مین اوسکو بہول گیا ہنا اسطرح پہچان لیتا ہون کہ جسطرح کوئی کسی غائب کو کہ جب
سامنی آوی پہچان لیتا ہی رواہ البخاری ومسلم اور وہ علامات وآثار دو قسم پر ہین ایک علامات
صغری دوسرے علامات کبری علامات صغری کی تفصیل یہہ ہی امام بخاری فی روایت

علامات قیامت کے بیان

کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف ابن مالک سی فرمایا تہا کہ قیامت سی پہلی یہہ چہہ علامات ہین اول میری موت پہر بیت المقدس کا فتح ہونا پہر ایک بار عام ہوگی یہہ دونو علامت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مین ہوئین پہر فتح بیت المقدس بہی ہوئے اور ایک وبا بہی اسی پر تہی کہ جب مسلمانونکا لشکر گاہ عمواس یہہ تہا مین ہزار آدمی مرگئی پہر مال بہی زیادہ ہونا مال کا کہ سو دینار کو آدمی حقیر جانیگا یہہ ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین جب بہت سے ملک فتح ہوئی پہر ایک فتنہ کہ عرب کی گہر گہر مین داخل ہوگا تو وہ فتنہ عثمان کی قتل کا تہا پہر ایک صلح ہوگی تم مین اور بنی اصفر مین پہر وہ غدر کرینگی اور اسی نشان کہ ہر نشان کی ساتہہ بارہ ہزار لشکر ہوگا لیکر تمپر چڑہائی کرینگی بخاری اور مسلم نی بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یون روایت کیا ہی کہ علامت قیامت یہہ ہین کہ علم اوٹہہ جاویگا جہل زیادہ ہوگا زنا اور شراب خوری کی بڑی کثرت ہوگی عورتین بہت مرد کم ہونگی یہانتک کہ بیس عورتونکا کاربار کرنیوالا ایک آدمی ہوگا صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ عنہ سے نقل ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جہوٹی لوگ بہت کثرت سی ہوجاوینگے صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ بڑی بڑی کارنامی لوگونکی پیدا کی جاوینگی صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ لوگ مصائب دنیا کے کثرت سے موتکی آرزو کیا کرینگی ترمذی نی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی شرارلوگ جہاد کی غنیمت کو اپنا حصہ سمجہینگی اور کسیکی امانت کو مال غنیمت سمجہکر دابلیہینگی اور زکوۃ دینی کو جرمانہ سمجہینگے علم دنیا کی لیی پڑہینگی مرد عورتکا مطیع مان کا نافرمان ہوجاویگا اور باپ کو نزدیک اور یار کو دور کردیگا مسجدون مین شور کرینگی چلاوینگی فاسق لوگ قوم کی سردار ہوجاوینگی اور رذیل لوگ قوم کے ضامن ہونگی اور بدکی خوفسی آوسکی تعظیم کرینگی باجی علانیہ ہوجاوینگی شراب خوری ہوا کریگی امت کے پہلی لوگونکو پچہلی لوگ لعنت کرینگی پس اوسوقت انتظار کرینگے سخت آندہی کا کہ سرخ رنگ کی ہوگی اور زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف کا اور دیگر علامات اسطرح پے در پے آوینگی کہ جسطرح تاگا توٹکر تسبیح کے دانی گرتے ہین المختصر برسے کار ظہور مین آوینگی اچہی کار اٹہہی جاوینگی۔ اور اوسکی ساتہہ نصاریٰ تمام ملک مین بادل کی طرح پہیلینگے بعض احادیث سے یون ثابت ہوتا ہے کہ اون دونون مین سلطان روم کو نصاریٰ کی ایک فرقہ کی ساتہہ جنگ پیش آویگی اور

اور ایک فریق نصاری کے ساتھ موافقت ہوگی مخالف لوگ قسطنطنیہ پر غالب آجاوینگی تب وہ سلطان شہر چھوڑکر ملک شام مین آجاویگا اور اوس فرقہ موافق کے موافقت مین بہر اون مخالفین سی جنگ عظیم ہوگے آخر لشکر اسلام غالب آویگا نصاری موافقین مین سی ایک شخص کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک شخص لشکر اسلام مین سی خفا ہوکر اوسکو مار یگا اور کہیگا بلکہ دین محمدی غالب آیا پس وہ نصرانی اپنی قوم کو جمع کرینگی اور غدر کرکے اہل اسلام کی قتل کو آمادہ ہونگی اور بہت سی مسلمان اور سلطان شہید ہوجاوینگی چنانچہ ابوداؤد نے ذی مخبر سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تہی کہ تم رومیہ سی صلح امن کرکے اپنی مخالفون سی جنگ کروگے غنیمت اور امن سی تم ایک سبز جنگل مین کوہان ٹیلی ہین آوگے پس ایک نصرانی کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک مسلمان خفا ہوکر اوسکو مار یگا پہر تمام نصرانی جمع ہوکر غدر مچائین گے اور جنگ کرینگی خدا اس جماعت اسلام کو شہادت دیگا انتہی دوسرے جا ابوداؤد نے ام سلمہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اوسوقت ایک بادشاہ کی مرنیسی اختلاف پڑجاویگا تمام حدیث آگی آتی ہے پس ان احادیث کی علامتین یہی مطلب سمجھا جاتا ہی الحاصل اس جنگ کی بعد وہ نصاری ملک شام پر قبضہ کرلینگی اور اون مخالفین سی لڑاوین گی اور خیبر تک اونکا عمل ہوجاویگا بعد اسکی مسلمانون مین بڑی ہل چل پڑجاویگی اور گھبراکر تلاش امام مہدیؑ مدینہ مین آوینگی اور امام مہدی یہہ سمجھکر کہ مبادا ابھی لوگ خلیفہ بناوین اور یہہ امر عظیم میرے سپرد کرین مدینہ سی مکہ کو چلی جاوینگے علامت کبری

## فصل (امام مہدی بیالمعنین)

واضح ہو کہ مہدی بلغت مین ہدایت پانی والی کو کہتے ہین سو اس معنی سے بہت سی مہدی ہوچکی ہین اور بہت سی تا زمانہ مہدی موعود ہونگے لیکن یہ مہدی کہ جن کا ذکر احادیث مین بکثرت ہی وہ ایک شخص خاص ہین جو دجال ہوگو کسوقت مین ظاہر ہونگے اور اوس سی پہلی نصاری سی جنگ کرکے فتحیاب ہون گی حلیہ مبارک اونکا یہہ ہی قدمائل بدرازی قوی الجثہ رنگ سفید سرخی مائل چہرہ کشادہ ناک باریک

فصل امام مہدی بیالمعنین

وبلند زبان ہین قصد کرلکنت کہ جب کلام کرنے مین تنگ ہونگی لوزالو پر ہاتھہ مارین گی
اور علم آپ کا لدنی ہوگا چالیس برسکی عمر مین ظاہر ہونگی بعد اسکی سات یا آٹھہ برس تک علی اختلاف
الروایت زندہ رہین گی نام آپکا محمد والد کا نام عبداللہ ماں کا نام آمنہ ہوگا جناب امام حسن رضہ
کی اولاد سی ہونگی مدینہ کے رہنی والی ہونگی یہہ علامات اکثر احادیث مین مذکور ہین چنانچہ
بعض کا ذکر کرتا ہون ترمذی اور ابوداؤد نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
کہ دنیا تمام نہوگی جبتک کہ میری اہل بیت مین سی ایک شخص عرب کا مالک نہوگا کہ اوسکا نام
میرا نام اور اوسکی باپ کا نام میرے باپکا نام ہوگا پس نام حضرت کا محمد عبداللہ کے بیٹی لقب
مہدی ہوگا یہانتک روہوگیا شیعہ کا کہ وہ کہتی ہین امام مہدی موعود حسن عسکری کی بیٹی ہین
اور مدت سی پیدا ہوچکی کفار کے خوف سی ایک غار مین چھپی بیٹھی ہین کیونکہ امام مہدی کی باپکا
نام عبداللہ ہے نہ حسن عسکری دوم جسکو وہ حسن عسکری کا بیٹا کہتی ہین وہ امام حسین رضہ کے
اولاد سی تھی مرچکے اور امام مہدی امام حسن کی اولاد سے ہونگی جیسا کہ روایت کیا ہی ابوداؤد
نے علی رضہ سے کہ انہون نی امام حسن کو فرمایا یہہ میرا بیٹا موافق فرمانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سید ہے اور اوسکی اولاد سی ایک شخص تمہارے نبی کے مانند اخلاق مین نہ بالکل صورت مین پیدا
ہوگا پھر تمام حدیث نقل کے کہ دنیا کو عدل و انصاف سی بھر دے گا تیسرے امام کے
شان یہہ نہین کہ کفار سی باوجودیکہ مسلمانون کی بہت بڑی بڑی سلطنتین موجود ہون جسکر
بیٹھہ جاوین اور رد ہوگیا اُس فرقہ کا کہ دکھن مین ابتک موجود ہین اور سید محمد جونپوری کو
امام مہدی موعود قرار دیتی ہین اور جو منکر ہوا وسی کا فر کہتی ہین کیونکہ جسقدر علامات امام مہدی کے
ہین اونمین سی کوئی بھی محمد جونپوری مین نہ پائی گئی نہ اون کی عہد مین دجال موجود تھا
نہ نصاری سی مقابلہ ہوا نہ اشاعت دین ہوئی نہ اوس مہینی مین دوبار کسوف وخسوف ہوا
نہ مکہ مین اونسی لوگون نے بیعت کی بلکہ کل علماء مکہ نے اونکی پیروونکی قتل کا فتوی دیا اور
امراء برادونکا قتل کرنا واجب ٹھیرایا اسی طرح اور بہت سی اوباتون نی مہدویت کا دعوے

کیا ہتاف پہلے حدیث مین حضرت نے یون فرمایا کہ عرب کا مالک ہوگا حالانکہ امام مہدی تمام
زمین کی مالک ہونگی اسکی یہہ وجہہ ہے کہ عرب کے تمام ملک اصل مین تابع ہین کیونکہ مسند اسلام
یہی ملک ہی پس اسلئے اسکو ذکر مین خاص کیا ابوداؤد نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی لتملکن بنی لصلب الجبهة اقتی لا تلف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما
وجورا یملک سبع سنین کہ محمد کی میری اولاد مین سی ہے کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا
زمین کو عدل و انصاف سی جیسے کہ بھر گئے تھی جور و ظلم سی + المختصر امام مہدی مدینہ سی کہ مبعوث
آئین گے لوگ اون کو پہچان کر اونسی بیعت کرینگے اور اپنا بادشاہ بنادینگی اور اوسوقت عجب
سی یہہ آواز آویگی هذا خلیفة الله المهدی فاستمعوا له واطیعوا کہ خدا کا خلیفہ مہدی یہہ ہے اسکی بات سنو
اور اطاعت کرو + اور دوسرے علامت یہہ ہوگی کہ اوس سال جو رمضان ہوگا اوس مین
دو بار چاند و سورجگہن ہوگا کذا ذکرہ مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ تعالی پس ابدال و عصابہ جیسے
اگر انسی بیعت کرینگے اور عرب کی بہت سی فوج انکی مدد کو جمع ہوگی اور کعبہ کے دروازہ کے
آگے جو خزانہ مدفون ہے کہ جسکو ناج الکعبہ کہتی ہین نکالین گے اور مسلمانونکو تقسیم فرماوینگی پس
جب یہہ خبر مسلمانون مین منتشر ہوگے تو ایک امیر خراسانی کہ جسکی فوج کا سپہ سالار ایک شخص
منصور نامی ہے امام مہدی کی مدد کو آویگا چنانچہ ابوداؤد نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر یعنے ملک خراسان سی ایک شخص حارث حراث کہ جسکے
فوج کے آگے ایک شخص منصور ہوگا محمد کے اہل بیت یعنی امام مہدی کی مدد کو آویگا جیسا کہ قریش
نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مدد کی ہے و کریگا ہر مسلمان پر اوسکی مدد واجب ہے
اور امام احمد اور بیہقی نی دلائل النبوت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت کیا ہی
کہ تم سیاہ نشان دیکھو کہ خراسان کی طرف سے آئی ہین تو اونکی طرف متوجہ ہونا کیونکہ اونمین
خدا کا خلیفہ مہدی ہے یہان مہدی سے نائب مہدی مراد ہے پس جو شخص ان کارا مین
بدرون یا انصاری مین سے مزاحم ہوگا سب کو صاف کرتے ہوئی امام مہدی کی پاس آویگی

اور داؤد ہین دونون مین ایک شخص کہ جو دشمن اہل بیت اور بڑا ظالم ہوگا ابوسفیان کی اولاد
مین سے کہ جسکی ننہال قبیلہ بنو کلب ہوگا دمشق کے اطراف مین حاکم ہوگا وہ امام مہدی کے
قتل کے لئے ایک فوج جرار بھیجیگا کہ وہ فوج مکہ اور مدینہ کے درمیان بمقام بیدا زمین میں دھنسا
ہوجاویگی کل دو شخص باقی رہین گے ایک وہ کہ امام مہدی کو خبر دیگا دوسرا کہ اوس سفیانی کو اطلاع
دیگا پھر وہ سفیانی خود فوج کشی کریگا سو وہ مغلوب و مقہور ہوگا چنانچہ ابوداؤد نے ام سلمہ رضہ سے
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک بادشاہ کی مرنیسی اختلاف پڑجائیگا
تو ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بھاگ کر مکہ مین آویگا تو اہل مکہ اوسکو اوسکی گھر سے بلا کر حالانکہ
وہ انکار کرتے ہون گے رکن اور مقام کی درمیان بیعت کرینگے اور شام کی فوج اوسپر چڑھائے
کریگے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا مین زمین مین دھس جاوینگے جب لوگ یہہ حال
دیکھین گے تو ابدال شام سے اور عصائب عراق سے آکر اون سے بیعت کرینگی پھر ایک
شخص قوم قریش کا کہ جسکی ننہال قبیلہ کلب ہوگا امام مہدی پر فوج بھیجیگا کہ وہ سب مغلوب
ہوجاوینگی اور امام مہدی اور اونکی اتباع غالب آوین گے اور یہہ فوج کلب کہلاویگی
پس امام مہدی سنت نبویہ پر عمل کرینگے اور زمین پر خوب اسلام پھیلی گا اور سات برس
امام مہدی زندہ رہین گی پھر انتقال کرینگے اور مسلمان اونکی جنازہ کی نماز پڑہین گے
القصہ امام مہدی مع لشکر اسلام مکہ سے مدینہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کی زیارت کو
آوینگی پھر وہان سے ملک شام مین دمشق تک پہنچینگی اور نصاری انتی نشان کہ ہر نشانکی نیچی بارہ ہزار
فوج ہوگی لیکر مقابلہ کو آوینگی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو امام بخاری نے اور دمشق کے قریب والق
یا اعماق مین آہیرینگے اور اونکے مقابلہ کو امام مہدی دمشق سی فوج لیکر باہر نکلین گے دیکھینگے
کہ جن مسلمانون نے ہمارے لوگ پکڑے ہین اون کو ہمارے حوالہ کردو ہم انہین کو قتل کرین گے
امام مہدی فرماوین گے واللہ ہم ہرگز اپنے بھائیون کو نہ دین گے پس مسلمان کے تین فریق ہونگے
ایک نصاری کے خوف سے بھاگ جاوینگی اون کے توبہ خدا کبھی قبول نہ فرمائیگا یعنے حالت کفر

مین مرجاوینگی اسلام نصیب نہوگا اور ایک فریق شہید ہوجاویگا اور عند اللہ افضل شہدا کا ہوگا
پاویگا اور تیسرا فریق فتح پاویگا اور ہمیشہ فتنہ سے امن مین رہیگا روایت کیا اسکو امام مسلم نے
گر صحیح مسلم مین بجای شہر دمشق لفظ مدینہ بمعنی شہر آیا ہے لیکن اسکو علمارنے دمشق ہی کہا ہے
لہذا اسکو لکھدیا اور تفصیل اس فریق کے فتحیاب ہونیکی نصاری پر جیسا کہ امام مسلم فی بروایت
عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی یون ہی کہ امام مہدیؑ جب اس
جماعت سے مقابل ہونگی تو مسلمان یہہ قسم کہائین گے کہ ہارین گی یا مرجائین گی شام تک
جنگ رہی گی آخر دونو فریق اپنی اپنی فرودگاہون مین لوٹ جائین گے دوسرے روز پھر بہت
سے لوگ قسم کہاکر امام مہدی کی ہمراہ میدان جنگ مین آئین گے دن بھر لڑتے رہین گی بہت سے
جوانمردی کی داد دیکر شہادت کا پیالہ پیوینگی آخر بسبب رات کی دونون فریق علیحدہ ہوجائین گے تیسرے روز
پھر جماعت کثیر اوسی طرح قسم کہاکر میدان جنگ مین آوینگی تمام روز کشت وخون رہیگا ہر دو
فریق آخر شام کیوقت اپنے اپنی خیمون مین جاوینگی چوتھی روز جو کچھہ اہل اسلام باقی رہگئے
ہین امام کی ہمراہ ہوکر میدان جنگ مین آوینگی اور دلیرانہ اسطرح جنگ کرینگی کہ نصاری کے
کشتہ کی پشتی لگادین گے یہانتک کہ اگر ان لاشون پر پرندا ڈریگا تو اس سرے دوسرے
سرے تک نہ جاسکی گا آخر نصاری کی بڑی شکست ہوگی بہت سی جہنم واصل ہون گے
باقیماندہ سراسیمہ ہوکر بہاگین گے پھر امام مہدی صاحب انعام بے شمار دلاوران اسلام کو
عطا فرماوینگی اور مال غنیمت کو تقسیم کرین گی لیکن لوگو نکو اس سبب سی کہ انکی خویش واقارب
بہت سی شہید ہوگئی ہین اوس سی کچھہ خوشی نہوگی یہانتک کہ جس قبیلہ کے سو آدمی تھے ایک
باقی رہگیا ہوگا پس وہ کس غنیمت سی خوش ہوگا اور کونسی میراث کو تقسیم کرے گا۔ بعد اسکی امام
مہدیؑ بلاد اسلام کا انتظام اور لشکر جمع کرنیکا اہتمام کرکے قسطنطنیہ پر کہ جو اب سلطان روم کا
تخت گاہ ہی اور اسکو اسلامبول بھی کہتی ہین چڑہائی کرینگی تاکہ اون نصاری کو کہ
جنہون نے سلطان کو وہان سی نکالا انہا شکست دیوین اور تفصیل اسکی موافق روایت

ابوہریرہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی جیسا کہ روایت کیا ہی اوسکو امام مسلم نے یون ہی کہ جب
امام مہدی معہ جوج کثیر قسطنطنیہ کو آگیرینگی تو اولاد اسحاق کی ستر ہزار مسلمان اوسکو گھیر لینگی اور رہینگے
ایک جانب دریا اور دوسری طرف خشکی ہی پس جب وہ اولاد اسحاق آواز لا الہ الا اللہ واللہ اکبر بلند کرینگی
تو دریا کیطرفکی دیوار گر پڑیگی پھر جب دوسری بار تکبیر کہینگی تو خشکی کی طرفکی دیوار گر پڑیگی پس جب تیسری
بار تکبیر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہینگی تو راہ کھلجاویگی اور شہر مین گھس آوینگی اور کفار کو قتل کرینگی اور غنیمت و خوردنی
زیتون سے لڑکا کرمال غنیمت تقسیم کرتے ہونگی کہ اتنی مین کوئی پکاریگا کیا بیٹھے ہو دجال تمہارے
گھرون مین آگیا ہی جب اسکی تحقیق کو نکلینگے تو معلوم ہوگا کہ یہہ خبر جھوٹھہ بلکہ آواز شیطانی
تھی پھر جب لشکر اسلام لوٹ کر شام کی طرف آویگا تو دجال نکلیگا۔ الحاصل بعد فتح قسطنطنیہ کے
دجال نکلی گا ایکبار اسکی نکلنی کے جھوٹی خبر مشہور ہوگی تو امام مہدی دس سوار اوسکی
تحقیق کو بطور طلیعہ کے کہ جسکو غلط عام مین علاوہ کہتی ہین بھیجینگے مسلم نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ دن سوارون کی اور اون کے باپون کی نام اور اونکی گھوڑون
کے رنگ پہچانتا ہون اور وہ اوسوقت کے سب روی زمین کی سوارون سی افضل ہونگے
پس معلوم ہوگا کہ یہہ خبر غلط ہے ابھی دجال نہین نکلا پس امام مہدی رضا باہستگے ملک کا
بندوبست کرلے ہوئی شام مین آوینگے پھر دجال نکلی گا فصل ۲ (دجالکی حقیقت)
دجال مشتق ہے دجل سے کہ جسکی معنی لغت مین خلط اور مکر اور تلبیس ہین یقال دجل
الحق بالباطل اور کبھی دجل کذب کے معنی مین آتا ہے پس معنی دجال کی لغت مین مکار
اور جھوٹا ہین اس اعتبار سے بہت سی دجال ہونگے یعنی جس مین یہہ صفت بدرجہ پایا گیا
دجال ہی چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین
لا نبی بعدی ۔ الحدیث کہ میرے امت مین تیس جھوٹی نبوت کا دعوے کرینگے حالانکہ مین
خاتم النبیین ہون اور ایکروایت مین دجالون کذابون آیا ہے لیکن دجال موعود وہ ایک

شخص خاص ہے قوم یہود سے نسب اوسکا مسیح ہوگا داہنی آنکھ کور ہوگی انگور کے دانہ کی
مانند ناقوز ہوگا اور بال اوسکی نہایت پیچیدہ جیسون کے بال کی مانند ایک بڑا گڑھا اوسکی سراسر
ہوگا اور اوسکی ماہنی کی بیچا بیچ کافر اسنے لفظ ک ف ر لکھا ہوگا کہ جسکو ہر دنی شعور پڑھ لیگا
اب مین وہ احادیث ذکر کرتا ہون کہ جس مین اوسکی اوصاف مذکور ہین بخاری اور مسلم نے
انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی نسبت
یون فرمایا ہی الا انہ اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیہ
ک ف ر کہ ہر کور چشم ہی اور رب تمہارا کور چشم نہین اور اوسکی دونون بھوؤنکے
درمیان ک ف ر لکھا ہے اور ایک روایت مین شیخین نے یون روایت کیا ہے الدجال
اعور عین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ کہ دجال کی داہنے آنکھ کانی ہے جیسا
کہ انگور کا دانہ اور بہرا ہوا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے ایک حدیث طویل
نقل کے ہے اوسمین دجال کے نسبت یہہ جملہ ہے ثم اذا انا برجل جعد قطط
اعور العین الحدیث پھر مینے ایک شخص دیکھا کہ جسکے بہت بال پیچیدہ اور آنکھ
کانی تھی الحدیث اور صحیح مسلم کے ایک حدیث سی کہ جس مین تمیم داری رضی اللہ تعالے
عنہ نے فرمایا ہی کہ مین ایک جزیرہ مین گیا تو وہان دیکھا کہ ایک گبند مین ایک شخص
زنجیرون سے جکڑا ہوا ہے الحدیث یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد مین بھی موجود تھا اور وہ کسے جزیرہ مین مقید ہے وہان سے نکلی گا پس اول
وہ ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوکر نبوت کا دعوی کریگا اوسکے بعد
اصفہان مین آویگا اور ستر ہزار یہودی اوسکے تابع ہون گے اور وہان وہ
خدائیکا دعوے کریگا جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے یہہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد سے +
اور اوسکی ساتھ آگ ہوگی کہ جسکو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا کہ جس کا
نام بہشت رکھی گا اور حقیقت مین جسکو وہ جنت کہی گا دوزخ ہوگا اور جسکو دوزخ

کہیگا جنت کی تاثیر کہتی ہوگے جیسا کہ روایت کیا ہے اوسکو بخاری اور مسلم نے پس وہ
زمین مین ڈالین بالین فساد ڈالتا پھریگا اور زمین مین بادل کیطرح پھیل جاوے گا اور اوسکے
ظہور سے پہلی بڑا سخت قحط ہوگا پس وہ کسے قوم پاس آوے گا اور اپنی دین کی طرف
بلاوے گا وہ اوسپر ایمان لاوینگی تب بادل کو کہے گا تو وہ برسے گا اور زمین خوب
سبزہ اوگاویگی اور مواشے پہلی سی بہی زیادہ دودہ دیوین گی پھر کسے اور قوم پاس
جاویگا وہ اوسکی دین سے انکار کرین گے تو اون کے سب مواشے مرجاوین
گے اور اوجاڑ مین سی خزانہ طلب کریگا پس وہ خزانہ مہال کی مکھیون
کی مانند اوسکے ساتہہ ساتہہ چلے گا جیسا کہ روایت کیا ہے امام مسلم رحمہ اللہ
تعالے نے پھر کسے قوم اعراب سی آکر کہے گا اگر مین تمہاری مردہ اونٹون کو یا
بہائی باپ مردہ کو زندہ کردون تب بہی مجہے مانوگے وہ کہین گے ہان تب وہ شیاطین
کو حکم کریگا کہ وہ اوسکے اونٹ اور باپ بہائی وغیرہ مردگان کے شکل مین ظاہر
ہوکر نظر آوین گے وہ شخص باپ بہائی ان کو سمجہکر ایمان لاوے گا یہہ روایت ہے
مشکوۃ مین ف پہلی ہم ثابت کرچکے ہین کہ کفار کے ہاتہہ سے بہی خوارق عادات ظاہر ہوا
کرتے ہین کہ انکو استدراج کہتے ہین سو یہہ امور بہی دجال سی بطور استدراج کے ظاہر
ہونگے اور یہہ امور دجال سی خدا تعالے کی ارادہ سی ظاہر ہون گے اور ان افعال کا
حقیقت مین اللہ تعالے فاعل ہوگا لیکن ظہور ان کا دجال کے ہاتہہ پر ہوگا تا بندون کا
امتحان ہوجاوے اور کافر اور مومن اور خالص دوبے خالص مین امتیاز ہوجاوے
اللہ کے خالص بندے ایسے افعال کو خاص خدا کا فعل اور بندے کو سبب جانتے
ہین اور بری لوگ اون سبب کو فاعل حقیقی سمجہکر اوسپر ایمان لاتے ہین اور اون کے
ہمنہر ہوجاتے ہین الغرض مع لشکر بیشمار ملک مین فتور و فتنہ ڈالتا ہوا ہر جگہہ پہریگا اور جہان
مسلمان محصور ہونگے وہان اونکو اللہ تعالے کی تسبیح و تہلیل روٹی و پانی کا کام دیگی یعنی بسبب

ابد اہوک اور پیاس کی دور ہو جاوینگی جیسا کہ مروی ہے مشکوٰۃ مین بہر وہ مین سے کہ کسیطرف
اوینگا لیکن بسبب محافظت ملائکہ کے کہ مین نہ آسکے گا پھر وہان سے مدینہ منورہ کا قصد کریگا
اور مدینہ کے قریب احد پہاڑ کے پاس ڈیرہ کریگا اور مدینہ کی اوسوقت سات دروازے ہونگی
ہر دروازہ پر دو دو فرشتے محافظ ہون گے اس سبب سے دجال اندر نہ جاسکیگا جیسا کہ روایت کیا ہے
بخاری نے امام مسلم نے روایت کیا ہی کہ اوسوقت ایک شخص مؤمنین مین سے دجال کی پاس
جاویگا اور ایک روایت مین بخاری و مسلم کی یون ہے کہ وہ شخص اوسوقت کی تمام لوگون سے
اچھا اور بہتر ہوگا اور ترمذی کے روایت سے ثابت ہی کہ وہ جوان ہوگا پس اوسکو راہ مین دجال
کے پہرہ والی پوچھین گے کہ تو کہان جاتا ہی وہ کہیگا دجال کی پاس جاتا ہون وہ کہین گی کہ تو ہمارے
خدا دجال پر ایمان نہین لاتا تب وہ کہیگا کہ خدا کی صفات ظاہر ہین اور اوس مین وہ صفات نہین
یہہ دجال کا قریب پہرہ ایک مین ایک دوسرے سے کہی گا کہ اسکو قتل کرڈالو پہر ایک شخص کہیگا کہ ہمارے خدا
نے اپنی اجازت بغیر قتل سے منع کیا ہی اسکو نہ مارو تب وہ اوسکو دجال کی پاس لاوین گے
وہ مؤمن دجال کو دیکھکر کہیگا اے لوگو یہہ وہی دجال ہے کہ جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
ہی پس دجال کہیگا کہ اسکا خوب سر کچلو تب وہ اوسکو اسقدر ماریں گے کہ اوسکا پیٹ اور پیٹھ پھول
جاوینگی تب دجال کہیگا تو اب بہی مجھپر ایمان نہین لاتا ہے وہ کہیگا تو مسیح کذاب ہی تب دجال
حکم کریگا کہ اسکو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کردو پس وہ اوسکی دو لوتھڑے کہیگا کہ کہڑا ہو تب وہ شخص
زندہ ہو جاویگا پہر دجال کہیگا کہ اب بہی مجھپر ایمان نہ لاویگا وہ کہیگا مجھی اب اور زیادہ تیرے
دجال ہونیکا یقین ہوگیا اور اب تو میکو سزا نہ دیسکیگا پہر دجال خفا ہو کر اوسکی ذبح کا حکم دیگا لیکن
ذبح پر قادر نہوگا تب غصہ مین آکر اپنی ہیکل کے طرف اوسکو پہینکیگا اور وہ شخص اصل مین جنت کے
طرف پہینکا جاویگا اور عند اللہ بڑا درجہ شہادت کا پاویگا بعد اسکی دجال کو پھر کسیکے ساتہہ ایسا معاملہ
کرنیکی قدرت نہوگی اور وہ جانیگا کہ اب میرا اقبال گیا تب وہان سے شہر دمشق کیطرف کہ جہان امام
مہدی علیہ السلام ہون گے روانہ ہوگا امام مہدی صاحب لشکر اسلام کا قلب میمنہ و میسرہ درست

دجال

کرکے اوسکی جنگ کی لئے مستعد ہون گے کہ اتنی مین عصر کیوقت دمشق کے جامع مسجد کی شرقی
کنارہ پر دو فرشتونکی بازو نپر ہاتھہ دہرے ہوی عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترین گی اور سیڑہی
منگاکر وہان سے نیچی آوین گے فصل ۳ (عیسے علیہ السلام کے نزول مین) عیسی علیہ السلام
بنی اسرائیل کے نبی ہین بے باپ کی اللہ تعالے نی اپنی قدرت کاملہ سی اونکو پیدا کیا ہی وہ شب و روز
دین حق کی پہیلانیمین مصروف رہی اوسوقت کے یہودیون کو اونپر حسد آیا ایک سکان بن اون کو
قتل کی لئے گہیر لیا خدا کی قدرت سے چھت پہٹ گئی عیسی علیہ السلام کو آسمانپر اٹہا لیگئی اور اون
مین سی ایک شخص جو اندر آیا تہا وہ عیسیٰ کی شکل مین ہوگیا اوسکو یہودی عیسیٰ سمجہکر پہانسی دیا
قتل کیا پس جب سی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانپر مین دجال کے قتل کو دنیا مین آوین گے جیسا کہ دلالت
کرتے ہین اسپر احادیث صحیحہ اور کتاب مکاشفات انجیل سے بہی اون کا آنا ثابت ہی اور تفصیل اوسکے
جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہی یون ہی کہ اوسوقت اللہ تعالی عیسے بن مریم کو بہیجیگا وہ شہر دمشق کے
شرقی سفید منارہ پر زرد حلی پہنی ہوی دو فرشتون کی بازو نپر ہاتھہ رکہے ہوی اوترینگی جب سر
نیچی کرینگی تو پسینہ سی قطرے ٹپکین گی اور جب سر اوٹہاوین گی تو موتیونکی دانون کی مانند قطرے
گرینگی حسن و خوبی مین الحدیث پس جب منارہ سی میسر ہے لگا کر نیچی آوین گی امام مہدی رضی اللہ عنہ
سے ملاقات کرینگی امام تواضع سی پیچہے آوین گے اور کہین گی ای نبی اللہ امام ہو کر نماز پڑہائیے
تب حضرت عیسی فرماوینگی نہین بلکہ تمہین امامت کرو دین خاص دجال کے قتل کو آیا ہون مسلم کے
ایک روایت سی یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی امامت کرینگی اور روایات سی یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ امام مہدیؓ کو اس امت کے تعظیم و تکریم کی لئے امام بناوینگی سو علماء نے اسکی تطبیق یون کی
ہی کہ اول روز تو امام مہدی علیہ السلام نماز پڑہاوینگی تاکہ تکریم امت ہو پھر عیسی علیہ السلام بسبب اسکی کہ وہ
نبی ہین واللہ اعلم الغرض بعد نماز کے حضرت امام مہدی کہین گی کہ اب تدبیر جنگ اور انتظام فوج
آپ کی رای پر ہے حضرت عیسی فرماوینگی نہین بلکہ تمہین کرو مین تو خاص اوس کافر کے قتل کو
آیا ہون پس صبح کو دجال کے مقابلہ کو لشکر طیار ہوگا حضرت عیسی فرماوین گے کہ میری واسطے

ایک گھوڑا اور ایک نیزہ لاؤنگا کہ میں اوس کا تمسے مقابلہ کرون تب مسلمان دجال کی فوج سے
جہاد کرینگے اور عیسے علیہ السلام اوس کے قتل کو آمادہ ہون گے اور جیسا کہ مسلم کے روایت سے ثابت
ہوتا ہے حضرت عیسیٰ کے دم کی ہوا میں یہہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو وہ ہوا لگ جاویگی مرجاویگا
اور جہانتک اون کی نگاہ جاویگی کہ جہانتک اون کی نظر پڑیگی پس وہ دجال کا تعاقب کرینگے
اور باب لد کے پاس اوسی جا گھیرینگے اور نیزہ سے اوس کو قتل کرکے اوسکا خون لوگون کو
دکھلاوینگے اور اگر اوسکی قتل میں حضرت عیسیٰ جلدی نکرتے تو وہ کافر نمک کی طرح سے خود بخود
گھل جاتا پھر لشکر اسلام دجال کی لشکر کو کہ جو اکثر یہودی ہون گی بہت قتل کریگا یہانتک کہ اگر کوئی یہودی
پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپی گا تو وہ بھی بتلاویگا کہ ای مسلمان اسی بندۂ خدا یہہ یہودی میری آڑ میں
چھپا بیٹھا ہے آسکو قتل کر مگر درخت غرقد نہ بتلاویگا کیونکہ وہ یہود کا درخت ہی کذا رواہ المسلم اور دجال
اس شر و فساد کے ساتھہ کل چالیس روز رہیگا کہ جس کا ایک روز ایک برس کی برابر اور ایک روز ایک مہینے
کی برابر اور ایک روز ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام اور ایام کے برابر ہونگے کما رواہ المسلم پس اس حساب سے تخمیناً
ایک برس تو ہوائی مہینی تک اوسکا سندر دستور رہیگا اور ان ایام میں نماز ایک روز کے کافی نہوگی
مثلاً جو روز کہ ایک برس کے برابر ہوگا اوسمیں سال بھر کے نماز اوقات کا حساب لگاکر پڑھنے پڑینگے
جیسا کہ مسلم نے روایت کیا کہ صحابہ نے پوچھا کہ جو روز برس کی برابر ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس
میں ایک روز کے نماز کفایت کریگے فرمایا لا اقدروا لہ قدرہ نہیں بلکہ اندازہ کرنا اور اسی نماز روز کے
لئے اونکی مقدار میں ف محققین قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اوس زمانہ میں
اون ایام کو اسقدر درازی دیگا کہ تین قرنین سے ایک دن کے برابر ایک مہینے کا ایک ہفتہ کے برابر ہوجائیگا
اور اسکی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر بعض علماء کہتے ہیں کہ مراد یہہ ہے
کہ کثرت غم و شدت قحط سے ایک روز برس کی برابر اور ایک مہینہ اور ایک ہفتہ کی مانند معلوم ہوگا
ورنہ دن حقیقت میں سب برابر ہون گے مگر یہہ قول مخالف ہے اس روایت کی کہ جس میں
آنحضرت نے نماز کی مقدار کا حکم فرمایا کیونکہ اگر حقیقت میں وہ دن ایک دن کے برابر ہوتا

تو ایک دن کے نماز کافی ہونے کے کیا وجہ ہے بعض اس کے جواب مین نادلات وتکلفات بے فائدہ کرتے ہین بخوف تطویل نقل نہین کرتا بعض لوگ اسکے قایل ہین کہ یہہ دراز ہی دجال کے استدراج سے ہوگے گو یہہ ممکن ہی مگر یہہ روایات چندان صحیح وقوی نہین ف ابوداؤد نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جنگ عظیم مین کہ جو نصارے سے ہوگی اور فتح قسطنطنیہ مین کہ جو اہل اسلام فتح کرین گے چہہ برس کا فاصلہ ہوگا پہر ساتوین برس مین دجال نکلے گا۔ اور ایک روایت مین بجاے چہہ برس کے چہہ مہینے کا فاصلہ آیا ہے مگر اول روایت صحیح زیادہ ہے القصہ جب دجال اور اوسکی فوج پامال ہوچکی گے تو امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام ملک کی سیر کرینگے اور جنکو دجال کی مصیبت پہنچی تہی اونکی درجات جنت مین بیان فرماوین گی اور تسلی دیوین گے اور اون کے نقصان کا الطاف وعنایت سی تدارک کرین گے کما رواہ المسلم اور حضرت عیسے علیہ السلام حکم دینگی کہ خنزیر قتل کیے جاوین اور صلیب کہ جسکو نصارے پوجتی ہین توڑے جاوی اور کسے کافر سی جزیہ نلیا جاے بلکہ وہ اسلام لاوی کما رواہ البخاری والمسلم پس اوسوقت تمام روے زمین پر دین اسلام پہیلجاوی گا کفر مٹ جاوے گا جور وظلم جہان سے معدوم ہوگا اور جیسا کہ ابو داؤد رضہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے حضرت امام مہدی کی خلافت سات برس ہوگی اور بعض روایات مین آیا ہے بعض مین نو بہی آیا ہے بعد اسکی امام مہدی رضی اللہ تعالے عنہ دنیا سے تشریف لیجاوین گے حضرت عیسی علیہ السلام اور مسلمان اونکی نماز پڑہکر دفن کرینگے اس حساب سے کل عمر اونکی سینتالیس یا اٹہتالیس یا اونچاس برسکی ہوگی بعد اس کی تمام انتظام حضرت عیسی کے اختیار مین ہوگا اور عالم اچہے حالت پر ہوگا کہ یکایک حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی آوے گی کہ میری بندونکو

کوہ طور کے طرف لیجانے ایک ایسی قوم نکالی ہی کہ کسیکو اوسکی سامنہ تاب جنگ وطاقت لڑانے
نہین ہے کمارواہ السلم **فصل ۴۴ (یاجوج وماجوج کے بیان مین)** واضح ہو کہ یاجوج
دو قوم کا نام ہے کہ وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین سی ہین اور اونکو ذوالقرنین نے ایک دیوار
چین کر بند کردیا تھا علمارنی لکھا ہی کہ یاجوج ماجوج شمال کی جانب ایسی جگہ ہین کہ اونکی شمال کیجانب
دریاہی نور یعنی سمندر ہے اور چونکہ وہ جای اقلیم ہفتم یا ششم مین ہی بسبب کثرت سردی کی وہان
سمندر منجمد ہے اور ہرسی کوئی کشتی یا جہاز نہین جاسکتا اور مشرق اور مغرب سی دو پہاڑ بلند
جنوبی طرف دو قوس کیصورت مین آملی ہین مگر کسیقدر گہائی باقی رہی وہ لوگ وہانسی اگر
ملک مین خوزریزیان کرتے تہی فساد ڈالتی تہی ذوالقرنین نے اون پہاڑون کی بیچ لوہے
کے تختی رکھکر اونکو خوب گرم کیا اور اوپر سی تانبا پلا دیا وہ ایک ذات ہوگئی جسپر سی اونکی
راہ بند ہے قریب قیامت وہ دیوار ٹوٹ جاویگی اور وہ قوم پھیل پڑیگی چنانچہ تورات اور انجیل
مین اسقوم کی خروج کا ذکر ہے جیساکہ پہلے گذرا **سوال** آجتک یورپ کی کسی سیاح
نے نہ اوسکو دیکھا اور نہ کسے جغرافیہ دان نی اوسکا حال لکھا **جواب** جن جن سیاحون نے
اوسکو دیکھا ہی اور جن جن جغرافیہ والون نی اوسکا حال لکھا ہی اونکی تفصیل کی اس
مختصر مین گنجایش نہین لیکن ہم دفع شک کے لئے اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین کہ امریکہ جسکو نئی دنیا
کہتی کسقدر وسیع ملک ہی لیکن ہزارہا سال سی نہ کسی جہان گشت کو اوسکا پتا ملا تھا اور نہ
کسی جغرافیہ دان کو اوسکا حال معلوم ہوا تھا باوجودیکہ پہلی ہی بڑے بڑے حکیم کامل ودانشمند
ہوگزرے ہین اور اسیطرح اب بہی صدہا جزائر اور صدہا بیابانونکا حال روز بروز معلوم
ہوتا جاتا ہی اور بہت سی جزائر اور بہت سی افریقہ کے بیابانون کا بسبب مشکلات راستون کے
کہ کوئی وہان جانہین سکتا ابتک اجبی طرح حال معلوم نہین ہوا کہ وہان کیا ہی حال ہے
جغرافیون کو دیکھکر دن بدن ارنین نئی نئی حالات زیادہ لکھی جاتی ہین چنانچہ بہت سے
نئے پہلی جغرافیون مین نہین بجھلیون مین ہین پس اسیطرح ممکن ہے کہ جنوب کی طرف سے

وہان بسبب انجماد بحر کے کوئی جہاز نہین جاسکتا ہو اور مشرق و مغرب ایک عظیم پہاڑ ہو کہ وہانسے
جانا مشکل ہو اور جنوب مین بسبب درازی زمانہ کے بہت سا گرد و غبار جیکر وہ دیوار بھی پہاڑ
کے مشابہ ہوگئی ہو اب اگر کوئی جاہی تو مشرق و مغرب و جنوب کی طرف سی وہان جاسکتا ہی
مگر تینون طرف سے سوائی ایسی پہاڑ کے کہ جو آسان سی باتین کرتا ہی اور کچھہ نہ دکھلائی دیگا
اب وہ اوسکی اندر کا کیا حال بیان کریگا اور اس قسم کی بہت سی پہاڑ موجود ہین ان اگر
حال کی جغرافیہ مین کسینی ایسی پہاڑ کا ذکر کیا ہو تو کچھہ پروا نہین اور کچھہ عجب نہین کہ جب
صنایع بدایع اور زیادہ ترقے پر ہون تو کسی منکر کو بھی وانکا مفصلا حال معلوم ہوجاوے اور اگر
کسیکو معلوم ہوا ہو تو خبر واحد کو بالخصوص سیاحت کی بارہ مین اگر معاند تسلیم نکریگا تو ہم اوسکو
انکھہ سی کیونکر دکھلائین گے۔ امام مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ
تعالی یاجوج و ماجوج کو بھیجیگا وہ ہر بلندی سی اوترتے آوینگی پس اونکی اول جماعت طبریہ کے
تالاب پاس آویگی اور تالاب کا سب پانی پی جاویگی پچھلی جماعت اگر کہیگی کہ پہلی یہان کبھی
پانی تھا یعنی کیچڑ دیکھکر کہین گے پھر وہ جب جبل الخمر کے پاس کہ وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہی آوینگے
تو کہین گی کہ زمین کے سب لوگون کو تو ہمنی قتل کر ڈالا پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکین گے اللہ تعالے
اونکی تیرون کو (اونکی آزمایش اور سرکشی کی لئی) خون آلودہ کرکے نیچی بھیجیگا اور حضرت
عیسے علیہ السلام اور اونکی ہمراہی (کوہ طور پر ایک قلعہ مین) محصور ہونگی اور بسبب گرانی غلہ
کے ایک بیل کی سر سے اوسروز سو اشرفے سی بہتر معلوم ہوگی پھر عیسیؑ اور اونکی ہمراہی دعا
مانگی گے تب اللہ تعالی اونکی گردن مین پھوڑا نکالیگا کہ صبح کو سب مری پاوینگی پھر عیسیؑ اور
اونکی ہمراہی پہاڑ سی نیچی اوترین گی تو کوئی جگہہ ایسی نرہی گی کہ جہان اونکی بدبو اور گندگی
نہ پھیلی ہو پھر دعا کرینگے تب اللہ تعالے ایسی پرندہ بھیجیگا کہ اونکی گردنین بختی اونٹ کی گردن کے
مانند ہونگی تب وہ اونکو جہان حکم الہی ہوگا اٹھاکر پھینکدین گی اور (ترمذی کی روایت مین
آیا ہی کہ اونکی تیر و کمان و مسلمان سات برس ایندہن بناکر جلائین گی پھر پانی اور لہو و گندگی

اللہ تعالیٰ ایسا مینہہ برساویگا کہ کوئی گھر یا خیمہ بغیر بچے رہیگا اور (لکھا ہی کہ یہہ مینہہ
چالیس روز برسیگا) پھر زمین کو صاف کردے گا (اور یہ بیس بار تکی) مین مین نہایت رونق
ہوگی اور بڑی برکت ہوجاویگی یہانتک کہ ایک انار کو ایک گھر کے آدمی سکم سیر ہوکر کھاوینگی اور ایک
بکری کے دودھ سی ایک گھر کے لوگ سیر ہوجاوینگی۔ المختصر اوس زمانہ مین نہایت برکت ہوگی عداوت
وکینہ نرہے گا اور لوگونکو مال کے کچھہ پروا نرہیگی یہانتک کہ ایک سجدہ کردینا دنیا ومافیہا سی اچھا
جانینگے اگر کوئی کسیکو مال دیگا نلیوی گا رواہ المسلم یہہ خیر وبرکت سات برس تک رہیگی
پھر عیسے علیہ السلام دنیا سی انتقال کرینگے مشکوۃ مین ابن الحوزی سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ عیسی علیہ السلام پینتالیس ۴۵ برس زندہ رہینگے پھر مرجاوینگی اور میری قبر
مین دفن ہونگے کہ قیامت کو مین اور عیسی بن مریم اور ابوبکر وعمر کے بیچمین ایک قبر سے
اوٹھینگے۔ مگر صحیح مسلم مین یون آیا ہے کہ عیسی علیہ السلام سات برس زندہ رہینگے
پس دونو روایتون کے مطابقت یون ہے کہ آسمان سی اگر کل سات برس زندہ رہینگے
نکاح کرینگے اولاد ہوگی آخر روضۂ مبارک مین دفن ہونگے اور نزول سی پہلی انکی عمر
ہرسکی عمر ہوگی کہ کل پینتالیس ہوتی ہین اور عیسے علیہ السلام اپنی بعد ایک شخص جہجاہ
خلیفہ مقرر کرجاوینگے چنانچہ بخاری اور مسلم نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت
کیا ہے کہ قیامت نہوگی جبتک کہ ایک شخص قحطان کا لوگون کو اپنی غصے سی نہانکے گا
یعنی حکومت نکرے گا اور مسلم نے روایت کیا ہی کہ دنیا نہ تمام ہوگی جب تک کہ بادشاہ
ہولیوے گا ایک شخص کہ جسکو جہجاہ کہینگے۔ المختصر بعد عیسے علیہ السلام کے وہ شخص
قحطانی جس کا نام جہجاہ ہے اچھی طرح عدل کے ساتھہ حکومت کرے گا لیکن شر وفساد
کفر والحاد پھر پھیلنا شروع ہوگا اسی طرح دو تین شخص کے بعد دیگرے حاکم ہونگے
پس جب کفر والحاد زیادہ پھیل جاویگا تو اوس زمانہ مین ایک مکان مشرق مین اور
ایک مکان مغرب مین کہ جہان منکر نقدیر رہتے ہونگے وہین جاویگا اور اونہین

دونمین آسمان سی ایک دھوان نمودار ہوگا کہ مومنین کو زکام سا معلوم ہوگا اور کافرون کو
نہایت تکلیف ہوگے کہ کسیکو ایک دنکی بعد کسی کو دو دنکی بعد کسیکو تین روز کے بعد ہوش آویگا
کسیکو پہنی روز اور کل چالیس روز یہہ دھوان رہیگا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہے
دُخَانٌ مُّبِينٌ يَغْشَى النَّاسَ کہ دھوان لوگونکو ڈھانک لیگا اور مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قیامت نہوگی جبتک کہ دس علامت نہ دیکھوگے پس ذکر کیا
دھوان اور دجال اور دابۃ الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسے کا نازل
ہونا یاجوج ماجوج کا نکلنا اور تین جگہہ زمین مین خسف ہونا ایک مشرق مین ایک
مغرب مین ایک جزیرۂ عرب مین اور سب سی پیچھے ایک آگ کہ یمن سی نکلی گے اور لوگونکو
محشر کے طرف پہنچاویگی ۔ لیکن بخاری نے روایت کیا ہی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالے عنہ فرماتے تہے کہ اس دھوین سے وہ دھوان مراد ہے کہ جب قریش مین حضرت کی بددعا
سی چند سال کا قحط پڑا تہا تو بھوک کے ماری آسمان کے طرف دھوان سا نظر آتا تہا اور بسبب
ضعف بصر کے دھندلا دکہائی دیتا تہا واللہ اعلم **فصل** (طلوع آفتاب کی بیان
مین) اور انہین دنون مین کہ ذی الحجہ کا مہینہ ہوگا یوم النحر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی
یہانتک کہ بچی چلچلا اوٹہین گے اور مسافر تنگدل ہوجاوین گے اور مواشے چراگاہ مین
جانے کے لئی نہایت شور کرین گے لیکن صبح نہوگے یہانتک کہ لوگ ہیبت اور قلق
سے بیقرار ہوکر نالہ و زارے کرین گے اور توبہ توبہ پکارین گے جبکہ اس رات کے
درازی تین یا چار راتکے برابر ہوجاوے گی اور لوگ نہایت مضطرب ہون گے تب
قرص آفتاب تہوڑے سی نور کے ساتہہ جیسا کہ گہن کے وقت ہوتا ہی مغرب کی جانب
سی طلوع کرے گا اور اتنا طلب ہوکر کہ جتنا چاشت کے وقت ہوتا ہے پھر غروب
ہوجاوے گا اور پہر حسب دستور قدیم مشرق سی طلوع کیا کرے گا
لیکن اس کے بعد کسی کے توبہ قبول نہوگے پس اگر کافر ایمان

کافر ایمان لاویگا یا گناہ گار کسی گناہی توبہ کریگا تو یہہ ایمان اور یہہ توبہ قبول نہوگی احادیث
صحیحہ مین یہہ مضمون بکثرت آیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی جبتک کہ آفتاب مغرب سی طلوع نکریگا پس جب وہ طلوع کریگا
اور لوگ اوسکو دیکھینگی تو ایمان لاوینگی مگر اوسوقت کا ایمان نفع نذیگا اوسکو کہ جو پہلی سی ایمان
نہ لایا ہتا اور خیر نہ حاصل کی ہتی یعنی جو پہلی سی ایمان نلایا ہتا اور جسنی پہلی توبہ نہ کی ہتی اوسکو اوسوقت
ایمان لانا نفع نذی گا احدیث مسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نی جب آفتاب غروب ہوا تو فرمایا کہ تو جانتا ہی یہہ کہان جاتا ہی میں عرض کیا اللہ اور
اوسکا رسول ہی جانتا ہی فرمایا یہہ جاکر زیر عرش اللہ کو سجدہ کرتا ہے جب حکم ہوتا ہی تو پھر وہ کہا
اور قریب ہی کہ یہہ اون مانگی گا لیکن اوسکو اجازت نہوگی بلکہ تو جہانسی آیا وہین جا یہہ حکم ہوگا تب
یہہ مغرب سی طلوع کریگا احدیث ف اس مضمون کی احادیث حد تواتر کو پہنچ گئی ہین پس جو
شخص فلسفیون کی تقلید سی اسکا انکار کریگا کفر کا خوف ہی **سوال** حکمار کی نزدیک آفتاب
آسمان کی حرکت سی پھرتا ہی اور آسمانی حرکت مشرق سی مغرب کو ہے پس یہہ محال ہی کہ مغرب
سی مشرق کیطرف ہو **جواب** اس قسم کے ضعیف مسائل فلاسفہ کی چند اصول ضعیفہ پر مبنی
ہین جب اہل حق وارباب تحقیق کی نزدیک وہ اصول کہ جو جہالت بالغیب مقرر کئے ہین ضعیف اور
بے اصل ہین تو ان مسائل کا کیا اعتبار ہی جو اونپر مبنی ہین پس اونپر اعتماد کرکے شک یا انکار کرنا محض
نادانی اور تقلید حکمار ہے جسکو اس تحقیق پر مطلع ہونیکا شوق ہو وہ علم کلام کی کتب مطولہ مثل
شرح مواقف وغیرہ کی دیکھی **فصل ۶ (دابۃ الارض کی بیان مین)** مغرب سے
آفتاب طلوع ہونیکی دوسرے روز یہہ حادثہ پیش آوی گا کہ مکے کے شرقی جانب مین جو ایک پہاڑ ہے
جسکو صفا کہتی ہین زلزلہ اگر شق ہوجاویگا اور ایک جانور کہ جسکی ایسی صورت ہوگی باہر آویگا موتہہ ایک
بالتوا اونٹ کی سی گردن والیاں گھوڑے کی مانند دم گائے کی طرح سینگ گینڈے کے سا یہہ تہہ بند کسطرح
ہونگی اور فصاحت سی کلام کریگا اور اسل سی پہلی اوسکی نکلنی کا چرچہ اکیابار مین اور نجد مین ہے

ف سوال جواب فصل ۶ دابۃ الارض کی بیان مین

ہوگا لیکن جلدی سی غائب ہوجاویگا ایکی بار ظہور اجیسی طرحسے کریگا اوسکی ایک ہاتہہ مین عصائے
موسوی اور دوسری مین انگشتری سلیمانی ہوگے تمام ملک مین پہریگا کوئی مرد وعورت وچارپائے
اوس سی بہاگ کر نہ جاویگا پس وہ مومن کے ہاتہی پر اوس عصی سی ایک خط کہینچیگا کہ جس سے
اوسکا تمام چہرہ نورانی ہوجاویگا اور کافر ومنافق کے ہاتہی پر اوس انگوٹہی سی مہر کریگا کہ اوسکا
تمام منہ سیاہ ہوجاویگا بعد اسکی ہر مومن وکافر ممتاز اور الگ معلوم ہوگا ف دابۃ الارض کا نکلنا
اور کلام کرنا احادیث وآیات سی ثابت ہی اور یہہ ثبوت بہی حد تواتر کو پہنچ گیا ہی چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ یعنی جبکہ واقع ہوگا لوگونپر حکم خدا کا (یعنے قیامت کا وقت قریب پہنچیگا)
اونکی لئی ہم زمین سی ایک جانور نکالین گے کہ کلام کریگا اونسی کہ لوگ اللہ کے آیات پر یقین نہ
لاتے ہی اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہی
کہ قیامت کی اول علامات مین سی آفتاب کا مغرب سی نکلنا اور دابۃ کا چاشت کیوقت لوگونپر
ظاہر ہونا ہی الحدیث اور دوسرے جا مسلم نے ابی ہریرہ رضہ سی یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب قیامت کی تین علامات پائی جاوینگی کسیکا پہر ایمان لانا کہ اوسنی
پہلی نیکی نکی ہی اور ایمان نہ لایا تہا نفع نہ دیگا اور وہ تین علامات یہہ ہین آفتاب کا مغرب سی
طلوع ہونا دجال کا ظاہر ہونا دابۃ الارض کا نکلنا۔ مگر دابۃ الارض کی صورت مذکورہ اور انگشتری
وعصا کا ثبوت خبر احاد سے ہی پس جب وہ دابۃ انگوٹہی سی مہر اور عصا سی خط کرچکیگا
تو پہر غائب ہوجاویگا اور طلوع آفتاب اور خروج دابہ نفخ صور مین تنور برسکا فاصلہ ہوگا یعنی بعد
طلوع شمس اور بعد نکلنی دابۃ کے سو برسکی بعد قیامت آجاویگی فصل (ہوا کی بیماری)
بعد نکلنی دابۃ کے چند عرصہ کی بعد شام کیطرف سی ایک ٹہنڈی ہوا چلی گے پس کوئی اہل ایمان
اور اہل خیر زمین پر نہ رہیگا سب اوس سی مرجاوینگی یہانتک کہ اگر کوئی پہاڑ کے غار مین جہپی گا تو
وہان بہی وہ ہوا پہنچی گی اور اوسکو مارگی پس بعد اسکی بدلوگ کہ جو نیکی وبہلائی نجانین گے

باقی رہجاوینگی الحدیث رواہ مسلم **فصل ۸ (حبشہ کے بیان مین)** بعد اسکی حبشہ کے
کفار کا غلبہ ہوگا اور تمام ملک مین اونکی سلطنت ہوجاویگی اور وہ حبشی خانہ کعبہ کو گرا دینگے اور
اوسکی نجیو سے خزانہ نکالینگی پس اوسوقت مین ظلم و فساد پھیلے گا جوایون کے طرح لوگ کوچہ و بازار مین
مان بہن سے جماع کیا کرینگی قرآن کا مذون سے اوٹھہ جاویگا کوئی اہل ایمان دنیا پر نہ رہیگا اور اونکی جورو
ظلم سے تھرا اوجاڑ ہوجاوینگے قحط و وبار کا ظہور ہوگا ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لا یحج بعد کن الکعبۃ الا ذو السویقتین من
الحبشۃ کہ کعبہ کا خزانہ چھوٹے پنڈلیون والا حبشے نکالی گا **فصل ۷** کعبہ کو جو دار امن فرمایا
ہے اور وہان خاص اللہ کے عبادت ہوگے سو یہہ قبل ان علامات قیامت کے ہی یہہ مطلقاً
پس نہ منافی ہوئی اس امر کو یہہ حدیث جو گذری اور وہ حدیث کہ روایت کیا ہے اوسکو مسلم
نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی جبتک
کہ پھر لات و عزے نہ پوجا جاوی عائشہؓ نے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہہ دین سب پر غالب
رہے گا پھر کیونکر یہہ ہوگا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہہ ایک زمانہ معین تک رہے گا آخر ایک ہوا
ہوا چلے گی کہ جس سے سب مومن مرجاوینگے پھر برے لوگ باقی رہینگے اور اپنی اباواجداد
کی دین مین ہوجاوینگے ۔ اور وہ حدیث بخاری و مسلم کے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی
جبتک کہ دوس کے عورتین اپنی بت جاہلیہ ذی الخلصہ کی گرد نہ پھیرینگی یعنی اوسکی عبادت
کرینگے بعد اسکی ملک شام مین کچھہ ارزانی و امن ہوگا تب لوگ تجار و اہل حرفہ وغیرہ گھوڑے
چھوڑ کر اونٹون اور دیگر سواریون پر سوار ہوکر وہان جاوینگے یہانتک لوگونکی کثرت ہوگی کہ کسے اونٹ
دو کسی پر تین کسے چار کسی پر پانچ شخص تک سوار ہونگے **فصل ۹ (آتش کی پیدائش)**
بعد چند مدت کی جنوبکی طرف سے ایک آگ اوٹھی گی اور لوگونکو گھیر کر جہان کہ بعد مرنے کے
حشر ہوگا یعنی ملک شام کے طرف لاویگی جب شام کیوقت لوگ ٹھہر جاکر رینگے آگ بھی ٹھہر جاویگی
پھر جب آفتاب بلند ہوگا وہ آگ اونکی ہنکی چلیگی جب لوگ شام کی ملک مین پہنچ جاوینگے تو وہ

اگ غائب ہوجاویگی چنانچہ مسلم نے حذیفہ بن اسید غفاری رضی سی انہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی دس علامات قیامت روایت کی ہین اونمین آخر یہہ ہی نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم کہ ایک اگ یمن سی کہ جنوب مین واقع ہے نکلی گے لوگونکو محشر کیطرف کہ ولیک شام ہی ہانک کرلے جاویگی اسکی بعد پانچ چار برس تک پہر لوگونکو خوب عیش و آرام میسر آویگا اور شیطان آدمی کیصورت مین آکر کہیگا تمکو حیا نہین آتی وہ کہینگے اب تو کیا کہتا ہی تب وہ کہیگا بتون کی عبادت کرو تب لوگ بتون کے عبادت کرینگی اسمین ان کو روزی کے فراخی اور فراخ دستی حاصل ہوگی جیسا کہ روایت کیا اسکو مسلم نے الغرض جب دنیا پر کوئی اللہ اللہ کہنی والا باقی نرہے گا جیسا کہ روایت کیا اسکو مسلم نے تب صور پہنکی گا قیامت ہوجاویگی الحاصل لوگ اوسوقت عیش و آرام مین ہونگی کوئی کسی کام مین کوئی کسی مین مصروف ہوگا کہ یکایک جمعہ کو کہ روز عاشورا ہوگا علی الصباح لوگون کی کان مین ایک بار یک آواز آویگی لوگ متحیر ہون گی کہ یہہ کیا ہی تب رفتہ رفتہ وہ آواز بلند ہوتی جاویگی یہانتک کہ کڑک رعد کی برابر ہوگی اور لوگ ہول کے ماری باہر جاوینگے اور باہر کی جانور بلند آوینگی جب اس سے بہی زیادہ ہوگی تب لوگ مرنی شروع ہونگی کہ تفصیل اسکی آتی ہے ف انحضرت سی ظہور مہدی تک جو علامات ظاہر ہونگی اونکو صغرے اور امام مہدی سی نفخ صور تک جو ظاہر ہونگی اونکو کبرے کہتی ہین اور ابتدا قیامت کا نفخ صور ہے اور نفخ ثانی سی لیکر کل مافیہا کو عالم حشر اور عالم آخرت بہی کہتی ہین **فصل (بعد ان سب علامات کی صور پہنکیگا اس سی کل عالم فنا ہوجاویگا)** صور ایک چیز ترہے یا بگل کے مانند ہی میکائیل اوسکو منہ سے بجاوینگی اوسکی آواز کے شدت سی ہر چیز فنا ہوجاویگی چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ صور ایک سینگ سا ہی کہ اوس مین پہونک ماری جاویگی صحیح مسلم مین آیا ہے کہ اول صور کے آواز ایک شخص کی کان مین پڑیگی کہ وہ اپنی اونٹ کے حوض کو لیپتا ہوگا سنتی ہی بیہوش ہوجاویگا اور پہر سب آدمی بیہوش ہوجاوینگی وترا الناس

تکرے وما ہم بسکری ولکن عذاب اللہ شدید یعنی دیکھی گا تو تو کہ بیہوش پڑے
اور وہ بیہوش نہونگی بلکہ اللہ کے سخت عذاب مین مبتلا ہونگی پس دمبدم آواز زیادہ ہونی لگے گی
کہ ابکہ وحشی جانور شہرون مین آوین گے اور شہرون کے لوگ گھبراکے جنگل مین جاوین گے
کما قال تعالے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جب وحشی مین رول پڑجاویگی پس جب سب جانور
چیرین مرجاوین گے تب آواز زیادہ ہونیکی سبب سی درخت اور پہاڑ روئی کے گالونکی طرح
اوڑتے پہرینگے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ یعنے ہوجاوینگی اور سرو زمین پہاڑ دہنی ہوئے
اون کی مانند پہر جب اور آواز تیز ہوگی تو آسمان کی تارے اور چاند سورج لوٹ کر پڑینگی اور آسمان
پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑی ہوجاویگا اور زمین بہی معدوم ہوجاویگی وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ جسوقت کہ
آسمان پہٹ جاوے وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ اور جب زمین کہینچی جاوی اذا الشمس کورت واذا
النجوم انکدرت جسوقت سورج لپیٹا جاوی اور جسوقت ستارے بی نور ہوجاوین فَاِذَا نُفِخَ
فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ
وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ پس جب پہونکا جاوی صور مین ایک ہی دفعہ اور اٹہائے
جاوی زمین اور پہاڑ پس ایک ہی بار توڑے جاوین پس اوسروز ہوجاویگی ہونی والی یعنی
قیامت اور پہٹ جاویگا آسمان ف بعض علمار کہتی ہین کہ خدا کی ساری آٹہ چیز مستثنے ہین کہ
اُن کو فنا نہوگی عرش و کرسے لوح و قلم و بہشت و دوزخ و صور و ارواح لیکن ارواح پر ایک
قسم کے بیہوشی طاری ہوگی اور بعض علمار فرماتی ہین کہ سوای ذات باریتعالی کے ہر چیز فنا
ہوگی اور ان چیزون پر بہی ایک دم بہر کے لئی فنا آویگی المختصر جب فقط اللہ تعالی باقی
رہے گا کما قال تعالی وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور باقی رہجاویگا ایک اللہ برتر
اور جلال والا اوسوقت فرماویگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کہ آج کسکا ملک ہی پہر جب کوئی جواب نہ دیگا
تو آپ ہی فرماویگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کہ ملک ایک اللہ قہار ہی کا ہے ف اہل کتاب کے
نزدیک بہی اسمالم کا فنا ہوگا اور پہر دوبارہ پیدا ہوگا اور ہر ایک سی حساب لیا جاناثابت ہے

چنانچہ انجیل کے وہ عبارتین کہ جنسی یہہ مضمون ثابت ہی نقل کرتا ہون مگر حکمار کی نزدیک محال ہے
اور جو قول اونکا اسپر مبنی ہے کہ یہہ عالم خدا سی بی اختیار اور ارادیکی صادر ہوا ہی لہذا قدیم ہے
سو یہہ قول اونکا باطل ہی اور دلیلین اسکی بطلانکی صدر کتاب مین ہوچکین پس جب یہہ باطل ہوا تو
جو اسپر مبنی ہے وہ بہی باطل اور بناء الفاسد علی الفاسد ہی اور کیون نہو یہہ الہام انبیاء کے مخالف ہے
(بعد اسکی پہر دوسری بار صور پھونکیگا اس سی ہر چیز پھر دوبارہ موجود ہوجاویگی)
بعد نفخ صور اول کے جب چالیس برس کی مقدار عرصا گذریگا اور اتنی مدت ظہور احدیت صرفہ کا ہوچکیگا
تو خدا اسرافیل کو زندہ کریگا سو وہ صور بجاویگی جس سی اول تا آخر جاندار عرش پہر جبرئیل و
میکائیل عزرائیل اور ہمین سے پہر زمین و آسمان چاند و سورج موجود ہونگی پہر ایک مینہہ برسیگا
کہ جس سی مثل سبزہ کے زمین کا ہر ذرہ روح جسم کے ساتہہ زندہ ہوگا اور اس دوبارہ پیدا کرنے کو
شرع مین بعث و نشر کہتے ہین اور اسکی ثبوت مین اکثر آیات و احادیث وارد ہین از انجملہ یہہ آیات
ہین اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ یعنی اللہ نے اول بار پیدا کیا عالم کو وہ پہر دوسری بار پیدا کریگا
کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ جسطرح شروع کے تہی ہمنی پہلی پیدائش
دوبارہ کرینگی ہم اوسکو وعدہ ہی ہمارے ذمہ پر تحقیق ہم کرنے والی ہین وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ
فِیْہَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اور یہہ کہ تحقیق قیامت آنیوالی ہے اوسمین شک نہین
ہی اور یہہ کہ اوٹہاویگا اللہ تعالے اونکو کہ جو قبرون مین ہین وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ہُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اِلٰی رَبِّہِمْ یَنْسِلُوْنَ اور پہونکا جاویگا صور مین پس اوسیوقت لوگ قبرون سی اوٹہکر اپنی رب کی
طرف چلینگے مکاشفات انجیل یوحنا باب ۲۰ مین بہی لوگونکا دوبارہ زندہ ہوکر حساب کیلئے کہڑا
ہونا ثابت ہی (پہر مینے دیکہا کہ مردے کیا چہوٹے کیا بڑے خدا کی حضور کہڑے ہین اور کتابین کہولی
گئین اور ایک کتاب دوسری جو زندگی کی ہی کہولی گئی اور مردونکی عدالت جسطرح اون کتابون مین لکہا تہا اوسکی مطابق کیگئی
یہانتک مجملاً حشر الاجساد و حساب سب ثابت ہی اور اسی کتاب کے باب ۲۱ پہلے آیت مین یون ہے
(پہر مینے ایک نئی آسمان اور نئی زمین کو دیکہا کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی اور سمندر

بھی مطلق نہ ہو) یہانتک بھی عالم کا فنا ہونا اور پھر دوبارہ پیدا کیا جانا ثابت ہوا اور اگر کفار سے
حضرت کی اس پر بحث سنا کرتے تھے وہ محال جانتی اور خلاف عقل بیان کرتے تھی اللہ تعالی اور
جواب مین اسکا اثبات نازل فرماتا ہے کما قال تعالے یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ
فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ الخ اے لوگو اگر تمکو بعث مین کچھہ شک ہی پس ہمنے تمکو
مٹی سی پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے + پس جب کہ ہمنے تمکو معدوم محض سی موجود کر دیا دوبارہ پیدا
کرنا ہمکو پھر کیا مشکل ہے علی ہذا القیاس اسی مضمون کے اور بہت سی آیات ہین شبہہ اگر کسے
جاندار کو کسی جاندار نے کھایا اور وہ جزء بدن ہو گیا پس جسکو کھایا ہے اگر اوسکو بجمیع اجزائہ زندہ کرینگے
تو کھانیوالیکا بجمیع اجزا محشور ہونا باطل ہو جاویگا کیونکہ اوسکی بعض اجزا مین یہہ بھی داخل تہا اور اگر
کھانیوالی مین اوسکو محشور کرینگے تو گو آکل بجمیع اجزائہ محشور ہو اگر ماکول کا محشور ہونا بجمیع اجزا
باطل ہو گیا حالانکہ تم قائل ہو کہ ہر حیوانکی کل اجزا بدن کو جمع کرکے اوسمین روح ڈالیجاویگی جواب
کل اجزا بدن سی مراد ہماری اجزا اصلیہ ہین جو اول سی آخر تک باقی رہتے ہین اور یہہ کہا
ہوا حیوان اس کھانیوالی کے اجزا اصلیہ مین داخل نہین پس اسکو اپنی اجزا اصلیہ کی ساتھہ
جدا اور اوسکو اوسکی اجزا اصلیہ کی ساتھہ جدا اٹہاوینگے شبہہ حدیث مین آیا ہی کہ دوزخی کے
ڈاڑہ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور کئی گز کا موٹا اوسکی بدنکا چمڑا ہو جاویگا پس جہنمی کا وہ بدن کہ جو
دنیا مین ہی اس بدنکی جو جہنم مین ہوگا غیر ہوا کیونکہ وہ اتنا بڑہا نہ تہا پس جب ایک روح دو بدنون کے
ساتھہ متعلق ہوئے تو تناسخ پایا گیا حالانکہ اہل اسلام تناسخ کا انکار کرتے ہین جواب جہنم کا بدن
اسی پہلی بدن سے غیر نہین ہی بلکہ زیادہ عذاب دینکی لئے اللہ تعالے اسی دنیا کے بدن کو اتنا
بڑا کر دیگا دوسرے تناسخ مین یہہ شرط ہے کہ دنیا مین دو بدنون سے ایک ہی بار ایک
روح متعلق ہو دی پس یہہ شرط یہان فوت ہی کیونکہ ایک بدن دنیا مین اور ایک آخرت
مین پایا گیا پس اگر ان دونون بدنون کو غیر بھی کہین تب بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا +
شبہہ حکمارنی دلیل سی ثابت کیا ہی کہ معدوم چیز کا پھر موجود ہونا محال ہے پس یہہ بدن

معدوم ہوئی کیونکر موجود ہون گے جواب حکما کی دلیل بالکل غلط ہی چنانچہ اوسکی غلطی ثابت کردی گئی ہی جسکو دیکھنا ہو وہ کتب کلامیہ مین دیکھ لی پس معدوم کا پہر موجود ہونا محال ثابت نہوا علاوہ اسکے ہم تو یہہ کہتی ہین کہ اللہ تعالے انسانکی اجزاء اصلیہ کو جمع کرکے پہر اوسکی ساتھہ روح متعلق کریگا خواہ اب اسکو تم اعادۂ معدوم کہو یا اسکا کچھہ اور نام رکھو سو اسکی محال ہونے پر کوئی دلیل حتک کیمی قائم نہین کی ہے

ف تفصیل بعث کی یون ہی حدیث مین آیا ہی کہ سب سی اول مین اوٹھونگا پہر حضرت عیسیٰ پہر انبیاء پہر صدیقین پہر شہداء پہر صالحین پہر اور مومنین یہہ کہتی ہوئی اوٹھینگی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ط ان ربنا لغفور شکور پہر کفار اشرار یہہ کہتی ہوئی اوٹھین گی یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا اور ہر جماعت اپنی اپنی مثل کی ساتھہ کئی جاویگی کما قال تعالے واذا النفوس زوجت پس یکجا نکا الگ گروہ ہوگا اور ہر دن کے جدی جماعت ہوگی علی ہذا القیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت کو مین ابوبکر اور عمر کے ساتھہ اوٹھونگا پہر بقیع مین اونگا پس وہانسی لوگ میری ساتھہ ہونگی اونکے بعد میرے پاس مکہ اور مدینہ کی لوگ آوینگی اور ہر شخص جسحال مین مرا ہے اوسمین اوٹھی گا پس شہید وہی زخمون سے خون بہیگا رنگ خونکا رنگ ہوگا اور بو اوسکی مشک کی ہوگی اور حاج مین مرا لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا اور شرابی نشے کی حالت مین اوٹھی گا صحیحین مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر شخص برہنہ بے ختنہ اوٹھی گا پس سب سی پہلی ابراہیم کو سفید جنت کا حلہ پہنایا جاویگا اونکی بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونسی بہتر کپڑے پہنائی جاوینگی اونکی بعد اور رسولون اور انبیاء کو اونکی بعد اونکو پہنائی جاوینگی اور بعض احادیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جن کپڑون مین مردے دفن ہونگی اونہین مین اوٹھین گے اور بعض سی یون ظاہر ہوتا ہی کہ موتکی وقت کی کپڑون مین اوٹھینگے اور ممکن ہے کہ ہر شخص کی نسبت جدا جدا حکم ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوکر اور حسنین رضا حضرتکے ناقہ پر سوار ہوکر اور مومنین جنت کی اونٹنیون پر کہ اونکی زین طلائی اور مہار زمردی ہوگی سوار ہوکر حساب گاہ مین چلین گی اور مومن فاسق پیادہ اور کفار کے سر کے بل گھسٹتی ہوئی چلین گے بعض احادیث مین یون آیا ہی کہ مومن جب قبر سے اوٹھیگا تو ایک نہایت حسین آدمی اوسکو نظر آوے گا

یہہ کہیگا کہ تونکون ہی وہ کہیگا مین تیرا عمل نیک ہمرن دنیا مین ہمیشہ مین سوار رہتا آتو اب مجھپر سوار ہو
وَيَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا سے یہی طرف اشارہ ہے اور کافر ایک نہایت بدشکل
کو دیکھی گا اور پوچھیگا تو یہہ منظر کون ہے وہ کہیگا تیرا عمل بد ہمرن دنیا مین مجھپر تو سوار رہتا آج مین
تجھپر سوار ہوتا ہون وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ سے یہی مراد ہے
اور اعمال لکھنی والے فرشتے مومن کی لیی گواہی کر ساتھہ رہینگے کہینگی ہمری مومن کی لاتخف
وَلَا تَحْزَنْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتَ تُوعَدُ اور کافر کو کہینچی ہوئی لیجاوین گی کافر
اور فاسق اندہے ہوکر اور رسکے اور سور اور بندر کیصورت مین اوٹھینگی سود خوار ایسے ہونگے
مانند اونٹنیکی تیمون کی مال کہانیوالون کی منہ سی آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا کما قال تعالی إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وہ متکبرون کو چیونٹیون کی مانند بنا کر خلائق کی پاؤن مین روندوانینگی
سوال کرنیوالیکی منہ پر گوشت نہوگا مسلمانون کے قتل کرنیوالیکی منہ پر رحمت سی ناامید کیا
ہوگا جو دنیا مین انصاف نہین کرتے ہین اونکا ایک پہلو شکستہ ہوگا علی ہذا القیاس نقشہ
کیا اسکو بدور السافرہ مین جلال سیوطی نی المختصر ہر شخص قبر سے اوٹھکر محشر مین آویگا جب
تمام اہل محشر تنگ ہونگی کہ قریب ایک میل کی آفتاب ہی دھوپ کی شدت گرمی کے تیزی ہے
کوئی سایہ دار چیز نہین علی ہذا القیاس سب انکا لیف ہونگی تب لوگ کہینگے حضرت آدم کے پاس چلو
کہ وہ ابوالبشر ہین شاید اونکی شفاعت سی حساب شروع ہو وہی سوا اونکی پاس آوینگی وہ کہینگی
آج خداوند کا نہایت غضب وقہر ظاہر ہے کہ کبھی ایسا نہوا نہا مین ڈرتا ہون کہ مجھسی بہ نیوجہہ
بھی کہ تو نے ہمری تحکیم کیہون کو کیون کہا یا نہا تم نوح کے پاس جاؤ تب اونکی پاس آوینگی
وہ بھی اسیطرح عذر کرینگے اسیطرح پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر موسی پھر عیسی علیہ السلام کے
پاس آوینگی سب اسیطرح عذر کرینگی حضرت عیسی کہینگے تم خاتم النبیین امام الرسل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ شفاعت کرینگے تب آپ کی پاس آکر کہینگے آپ کی خدا نے
اگلی پچھلی سب گناہ معاف کردیے اور آپکو خاتم النبیین کیا اور درجہ شفاعت آپ کو دیا آپ ہمارے

شفاعت کیجے حضرت فرماوینگی ان مین کرونگا تب حضرت سجدہ مین گرینگی اور خدا کے نہایت ثنا و صفت کرینگی پہر حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھا جو مانگیگا ملیگا شفاعت کر قبول ہوگی اور برق جبرئیل لیکر انکی پاس آوینگی آپ اوسپر چڑہکر آسمانپر جاوینگی اور ایک جگہ مقام محمود ہی وہان جاکر حمد و ثنا کرینگی اور سب لوگ دیکھینگے اور ثنا و صفت حضرت کی کرینگی پہر حضرت نیچے تشریف لاوینگی لوگ پوچھینگے کیا حکم ہوا حضرت فرماوینگی اللہ تعالی اب زمین پر تجلی فرماتا ہی اور ہر ایک سے حساب لیکر اوسکی جزا و سزا کو پہنچاتا ہی اسی عرصہ مین ایک نور عظیم آواز ہولناک کی ساتھہ آتا ہوا معلوم ہوگا لوگ کہینگے کیا اسی مین تجلی خدا ہے ملائکہ تسبیح و تقدیس بیان کرکے کہینگے ہم آسمان دنیا کے فرشتے ہین تب وہ زمین کے کناری صف باندہکر کہڑے ہوجاوینگی بعد اسکی اسیطرح ایک نور عظیم اور نما ہوا نظر آویگا اور اسیطرح لوگ پوچھینگی اور اسیطرح ملائکہ کہینگے کہ ہم دوسرے آسمان کی ملائکہ ہین پہر وہ بہی صف باندہکر کہڑے ہوجاوینگی اسیطرح ساتون آسمانکے ملائکہ اوترینگی اور لوگونکی گرد اگرد صف باندہکر کہڑے ہونگی پہر اسرافیل کو حکم ہوگا کہ صور مین آواز کرینگے اوسکی صور بجانیسی سوای موسیٰ کے سب بیہوش ہوجاوینگی پہر خدا کا عرش یعنی تخت اوترینگا کہ اٹہہ فرشتے اوسی اوٹہاوینگی اور اوسپر تجلی خداوند تعالی کے ہوگے تجلی یون کہا کہ وہ مکان اور جسم سے پاک ہی پہر اسرافیل کو حکم ہوگا کہ صور بجاہی تب سب ہوشمین آجاوینگے پہر دوزخ و جنت تخت کے دائمین بائمین طرف لائی جاوینگی اور سب چپ و ہولناک ہونگے اور حساب شروع ہوگا کہ جسکی تفصیل آگی آتے ہے اور یہہ مضمون قران و حدیث مین بکثرت ہی لہذا اختصار کے لئی آیت اور حدیث کو نقل نکیا پہر نیکی و بدیکا حساب ہوگا مومن کو نامہ اعمال داہنی طرف سی اور کافر کو بائمین طرف سی دیا جاویگا قال تعالی وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۝ اور ہر آدمی کی گردن مین ہمنی اوسکا عملنامہ باندہ دیا ہی اور قیامت کو ہم اوسکی لئی اوسکو کتاب بناکر نکالین گے کہ وہ آدمی اوس کتاب کو کہلا ہوا دیکہیگا اِقْرَأْ كِتَابَكَ

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا حکم ہوگا پڑھ اپنی کتاب کو اپنی حساب کی لئی آج تو ہی کفایت کرنیوالا ہی
اپنی حساب کر فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّيَنْقَلِبُ
اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّيَصْلٰى
سَعِيْرًا پس جس شخص کو نامہ اعمال داہنی ہاتھہ کی طرف سے ملا پس جلد اوسکا حساب آسان
کیا جاویگا اور وہ اپنی گھر والونکی طرف جنت مین خوش ہوکر آویگا اور جسکو نامہ اعمال اوسکی پیٹھہ
پیچھے سی ملا پس جلد اوسکی گاموت اور داخل ہوگا آگ مین ۔ حدیث مین آیا ہی کہ مومن سی اللہ
حساب یسیر لیویگا اور کافر کو رسوا کریگا چنانچہ صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضہ سی روایت ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی قیامت مین بندہ کو اپنی قریب بلاکر اور سب اہل محشر سے
چھپاکر آہستہ سی یون فرماویگا کہ فلان فلان گناہ تو نے کیا ہے اوہین وہ کہیگا ان یارب ہان
کر بندہ سی اقرار کروائیگا اور بندہ اوسوقت اپنی دل مین خیال کریگا کہ آج مین ہلاک ہوا پس اللہ فرماویگا
کہ مین جسطرح دنیا مین تیرا پردہ فاش نکیا اسیطرح اب بہی تجھکو بخشدیا پس اوسکو اوسکی نیکیون کے
کتاب دیویگا اور منافق اور کافر کو سب خلق کے روبرو بلاکر رسوا کریگا اور ایک شخص پکار کر باواز بلند
کہیگا ان لوگون نے اللہ پر جہوٹ باندہا اور سنو جہوٹی پہنکار ہی ۔ امام احمد نے ابی ہریرہ
سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی قیامت کے روز بندہ کو اپنی پاس
بلاکر کہیگا اپنی اعمال کے کتاب کو پڑہ پس جب نیکی دیکہیگا تو خوش ہوگا اللہ فرماویگا کہ یہہ نیکی جنی قبول
کے پہر سجدہ مین گر پڑیگا اور جب گناہ دیکہی گا تو غمگین ہوگا اور ڈر ہی گا اللہ فرماوی گا مینی
یہہ تیرا گناہ بخشدیا وہ پہر سجدہ مین گر پڑیگا پس لوگ فقط اوسکو سجدہ کرتے ہی دیکہین گے اور سنہ جانگے
کہ اسنی کوئی گناہ نہین کیا اور یہہ خبر نہوگے کہ اس مین اور اللہ مین کیا معاملہ گذرا ہی پس یہہ حساب
یسیر ہے ۔ عائشہ رضہ سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین دعا کرتے تہی اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ
حِسَابًا يَّسِيْرًا پس جب فارغ ہوئی تو میتی پوچہا کہ حساب یسیر کیا ہی فرمایا حساب یسیر یہہ ہے
کہ اللہ تعالی نامہ اعمال دیکہکر بخشدیوے اور جس سے حساب مین سختی ہوئی تو ہلاک گیا ۔ حدیث

حدیث شریف مین آیا ہی کہ اول اللہ تعالی جانورون مین فیصلہ کریگا پس جس سینگ والے نے بی سینگ والیکو مارا ہی وہ بھی اوسکو اوسیطرح سی مارینگا پس اون سب کو حکم ہوگا کہ خاک ہوجاوینگی پس اوسوقت کافر حسرت سی کہیگا یٰلیتنی کنت ترابا ہاے کاش مین بھی آج خاک ہوکر نجات پاتا بعد اوسکی بندون مین فیصلہ کریگا پس ایک فرشتہ باواز بلند پکار کر کہیگا کہ جو شخص جسکو پوجتا تہا وہ اوسکی پاس جاوے پس سورج اور تہان اور چندرمی پوجنی والونکو اونکی معبودونکی ساتہہ بشرطیکہ وہ معبود انبیا اور اولیا اور ملائکہ نہون دوزخ مین ڈالدیا جاویگا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس اوسکی بعد انبیا مین اور اونکی امتون مین فیصلہ ہوگا صحیح بخاری مین ہی کہ اللہ تعالی نوح کو پوچہیگا کہ تمنی اپنی امت کو میری احکام پہنچائی تہی وہ کہینگی ہان بارب مین پہنچا چکا ہون پہر اونکی امت سی پوچہینگے کہ نوح نی تمکو ہمارے احکام پہنچائی تہی وہ انکار کرینگی پہر نوح سے گواہ طلب ہونگی نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت کو گواہ قرار دینگی پس تم لوگ نوح کی گواہی دوگی اونہون نے حکم پہنچائی تہی پہر حضرت نبی یہہ آیت پڑہینگے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا پس جب کفار اور مشرکین سی حساب لیکر اون کو دوزخ مین ڈالدیا جاویگا تو پہر مسلمانون سی حساب ہوگا اول فرائض سی سوال ہوگا اور فرائض مین سب سے پہلی نماز کا حساب ہوگا پس اگر نماز مقبول ہوگی تو اور اعمال کو بہی دیکہا جاویگا علی ہذا القیاس پہر بندونکی آپسمین حقوق کا فیصلہ ہوگا انمین سب سے پہلی خونریزیونکا حساب ہوگا قاتل کو جہنم مین داخل کیا جاویگا یہانتک کہ اگر کسینے دوده مین پانی ملاکر بیچا ہوگا تو حکم ہوگا کہ الگ کری پس جس شخص نے کسیکو مارا ہوگا یا اوسکا مال لیا ہوگا یا گالی دی ہوگی یا اوسکی آبرو ریزی کی ہوگی تو مجرم سی بمقدار جرم اوسکی نیکیان لیکر مظلوم کو دیجاوینگی اور اگر مجرم کی پاس کوئی نیکی نہوگی تو مظلوم کی بدیان اوسیقدر اوپر ڈالدیجاوینگی اور اوسکو عذاب کیا جاویگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ کسیکا قرض سر پر لیکر نہ مرا کیونکہ آخرت مین روپیہ پیسا نہین ہی پس اگر نیکیان ہونگی تو نیکیان عوض مین دلائی جاوینگی ورنہ اوسکی گناہ تجہیر دلائی جاوینگی حدیث مین آیا ہے کہ مفلس وہ شخص ہی کہ باوجود نماز روزہ وغیرہ عبادات کے اوسنی کسیکو گالی دی ہوگی اور کسیکو ناحق قتل کیا ہوگا اور کسیکا مال چہینا ہوگا اور کسیکو ناحق ستایا ہوگا پس ہر ایک مظلوم کو اوسکی نیکیان دیجاوینگی اور جب نیکیان نرہینگی تو مظلومون کے گناہ اوسپر ڈالکر

اور سکو دوزخ میں لیجاوینگے پھر اللہ تعالیٰ اپنی سب نعمتوں کی سوال کریگا قال ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم
یعنے پھر البتہ جرور جاوینگی نعمتوں سی اور قال ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا
اور کان اور آنکھ اور دل ان سب سے انسان سوال کیا جاویگا پس سوال ہوگا کہ کانسی اچھی باتیں سنیں تھیں یا راگ باجی غیبت و بہتان و فحش کے سننے میں اسکو صرف کیا تھا اور آنکھ سی اچھی چیزیں دیکھیں تھیں یا تماشے پر نظر ڈالتا تھا اور دل میں خاص اللہ کی محبت رکھتا تھا یا مال و زر زن و فرزند پر عاشق تھا اور اسیطرح عمر سے سوال ہوگا کہ اسکو کسچیز میں صرف کیا اور اسیطرح مال سی سوال ہوگا کہ کہانسی کمایا تھا اور کہان خرچ کیا تھا اگر وجہ حلال سی کمایا تھا اور سچیز اچھی کاموں میں خرچ کیا تو نجات پاوگا ورنہ حکم ہوگا کہ اسی جہنم میں لیجاؤ بادشاہ سی رعیت کی عدل و انصاف کی نسبت اور بیوی سے میاں کے مال و اسباب عزت و حرمت کی نسبت اور غلام سی مولی کے مال کی نسبت سوال ہوگا پس اگر بادشاہ نے عدل نہیں کیا یا بیوی نے میاں کی مال میں خیانت کی یا اوسکی غیاب میں کسی غیر مرد سی کچھ کہا یا غلام نے مولی کی مال میں خیانت کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ آگ میں ڈالدو علی ہذا القیاس مرد سی اور اسکی عورتوں اور اولاد کی نسبت سوال ہوگا اگر عورتوں نے عدل و انصاف نکیا ہوگا یا اوسکو اور اولاد کو احکام الہی پر چلنے کی تاکید نکی ہوگی یا اوسکو دین کے ضروریات مسائل نسکھائی ہونگی تو اسی عذاب میں گرفتار ہونگی جس سی حساب بسہولت ہوا اور سی نجات پائی ورنہ ہلاک ہوا جہنم میں گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ گناہ تین قسم کی ہونگی ایک شرک کہ وہ ہرگز نبخشا جاویگا دوسرے حقوق الہی کی کمی زیادتی ہو اللہ تعالیٰ اپنی حقوق کی معاف کرنیمیں کچھ برواہ نکریگا تیسرے حقوق العباد کے نسبت جو گناہ ہیں ہر ایکمیں بلا شبہ فیصلہ اور قصاص ہوگا اور حسنات کو حق والا جاویگا اور میزان قائم کے جاوینگی حشر کے میدان میں اللہ کے حکم سی ایک ترازو کھڑی ہوگی کیفیت اوسکی اللہ ہی جانتا ہے لیکن موافق دنیا کی ترازو کی مانند نہیں ہی کہ جس سی اناج وغیرہ اشیاء کا وزن کرتی ہیں بس جس کا نیکی کا پلہ بھاری رہا اوسکو جنت ہی اور جسکا بدیکا پلہ بھاری رہا اوسکو دوزخ اور جسکی دونوں پلے برابر ہونگی تو وہ شخص کچھ مدت اعراف میں رہیگا پھر اوسکی رحمت سی جنت میں جاویگا اور سراط

ذکر آگی انشاء اللہ تعالیٰ قال تعالیٰ والوزن یومئذ الحق یعنے قیامت کو اعمال کا تولنا حق ہے
ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان
مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین اور رکھینگی ہم ترازوین عدل کی قیامت
کے دن پس نہ ظلم کیا جاویگا کسی پر کچھ اور اگر آدمی کا عمل رائی کے دانہ کی برابر ہوگا تو ہم اوسکو بہی
لاوینگی اور کفایت ہین ہم حساب لینے والے فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ
واما من خفت موازینہ فامہ ہاویۃ پس جسشخص کی بہاری ہوگی تول پس وہ راضی
عیش مین ہی اور جو کوئی کہ ہلکی ہوگی اوسکی تول تو اوسکی جگہہ ہاویہ جہنم ہے - احادیث صحیحہ بہی میزان
کے بیان مین بکثرت ہین - پس فرائض مین اول نماز کا وزن ہوگا اگر کمی ہوگئی تو نوافل سی پوری کیجاویگی
علی ہذا القیاس زکوۃ روزہ وغیرہ فرائض کا وزن ہوگا اگر وہان کمی ہوگی تو صدقہ نفلی سی اوسکو پورا کرینگے
اور روزہ فرض کو روزہ نفلی سی پورا کرینگی ف معتزلہ جن آیات واحادیث مین میزان کا ذکر ہے
اونکی تاویل کرکے میزان کا انکار کرتے ہین اور یہہ دلیل عقلی لاتی ہین کہ اعمال اعراض ہین اگر اونکا
اعادہ ممکن ہو تو پہر اونکا وزن ناممکن ہے اور دوسری اللہ تعالیٰ کو اعمال معلوم ہین پہر اونکا تولنا عبث ہے
جواب پہلے ہم کہہ چکے ہین کہ ہمکو اسکی کیفیت معلوم نہین مگر یہہ ظاہر ہی کہ دنیا کی میزانون کی مانند نہین پس جسطرح دنیا کی
موازین کی مانند نہین تو اسمین اعراض کا وزن کیا محال ہی ان اس قسم کی ترازو مین البتہ ناممکن
ہی اور اسکی ہم نہی قائل نہین پس اون اعراض کا اللہ تعالیٰ قیامت مین اوس سی لوگونکو اندازہ کرکے
دکہاویگا دوسرے اگر یہہ بہی تسلیم کرلیوین کہ وہ اسی قسم کی ترازو ہی تو اعمال عالم مثال مین ایکصورت
پکڑتے ہین جیسا کہ پہلی ہم اسکا ثبوت کرچکی ہین اور بہت احادیث صحاح سی صورت پکڑنا ثابت ہے
پس اونکا اوس عالم مثال کے صورتون مین وزن کرنا ممکن ہی پس قیامت مین اللہ اعمال کو اونکے
صورت مثالی مین ظاہر کرکے وزن کرکے دکہائیگا اور اگر یہہ بہی تسلیم نکرو تو احادیث صحیحہ مین آیا ہی کہ نامہ
اعمال تولیجاوینگی اور عبث ہونیکا جواب یہہ ہی کہ وزن کرنے مین صدہا مصالح اور حکمتین ہین
اگر تم اوپر مطلع نہو تو کچھہ پرواہ نہین ظاہر حکمت یہی معلوم ہوتی ہی کہ بندونکو اپنی نیکی وبدی کا اندازہ

معلوم ہوجاوے تاکہ اسکو ظالم نکہین ف مخالفونکی ہندا ور شبہا حشر بالاجساد کے نسبت اوذکی جواذکر کرتا ہون
بالاجساد کے قائل ہین کہ ہر حیوان اپنی دنیا کی جسم کے ساتھہ زندہ ہوکر حشر مین آویگا جیسا کہ بیان سابق سے
واضح ہوتا ہے حالانکہ یہہ زمین بحساب اہل جغرافیہ اسقدر بہی وسیع نہین کہ اسپر ہزار برس کے کل انسان اگلی بچلی
آجاوین پس یہہ ہزار برس کے کل انسان اور حیوان بلکہ ملائکہ کرامکی کئی صف ہونگی اور تخت کے تعلیمین اس
کسطرح آویگا جواب یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ جسروز یہہ بدلی جاویگی یہہ زمین اور
اور آسمان اور آسمان سی پس اسوقت قیامت کے روز اس زمین و سما کو بدلیگا اور نئی نہایت وسیع زمین
کہ جسپر سب لوگین پیدا کرینگا اور اسکو کشادہ اور وسیع فضا بناویگا کہ جسمین سب اولین و آخرین اور ملائکہ اور جن
اور دوزخ اور عرش سب تعلیمین آجاویگا شبہہ قیامت کا دن جیسا کہ قرآنمین آیا ہی پچاس ہزار برس کا کیونکر
ہوگا جواب جب یہہ ثابت ہوا کہ اللہ اپنی قدرتسی اس زمین کو اسقدر وسیع کریگا کہ تمام اہل محشر اوسمین
آجاوینگی پس اسکی فضا کی موافق آفتاب بہی بڑی بڑی سیارون مین دورہ تمام کریگا کیونکہ جسقدر وسعت زمین کی اسکی
افق وسیع ہوگا اوسیقدر قوس نہار کہ جو آفتاب سی پیدا ہوتی ہے وسیع ہوجاویگی یہانتک کہ وہ دن پچاس ہزار
برس کے برابر ہوگا کما قال تعالی کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کہ وہ دن پچاس ہزار برس کی برابر ہوگا
اور اوسکی درازی زمین صدہا حکمتین ہونگی امام مسلم نے مقداد رضی سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ قیامت کو ایک میل کی فاصلی پر آفتاب ہوجاویگا پہر ہر شخص کو اوسکی اعمال کی موافق پسینہ
آویگا کسیکے ٹخنی تک کسیکی زانو تک کسیکی ناف تک کسی کی منہ تک ہوگا شبہہ ایک میل کی فاصلہ پر آفتاب کا
آنا اہل ہیئت کی نزدیک محال ہی جواب اہل ہیئت کا ایک امام فیثاغورس ہی اوسکی نزدیک
آفتاب بغیر اسکی کہ چوتہی آسمان مین ہو اور اوسکی گردش سی بہری آپ اپنی مدار پر گردش کرتا ہے
اور اوسکا مدار اوس مدار کہ جو حکیم بطلیموس دوسرا امام اس فن کا چوتہی آسمان مین ثابت کرتا ہے
نہایت بلندی کرہ بلندی اس سے بہی زیادہ ہی کہ جسقدر ہم سے اب آفتاب بلند ہی پس جسطرح فیثاغورس
امام ہیئت کی نزدیک وہ بلندی اور اوسکی مدار سے ممکن کیا بلکہ واقع ہی اسیطرح قیامت کے روز اوسکی مدار سے
آسمان پستی کہ جسکی ہم قائل ہین کیا محال ہی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ موہنہ اور ناف تک پسینہ

انتیکی یہہ معنی ہین کہ موافق اعمال کی وہان گرمی ہوگی اور موافق گرمی کے پسینا ہوگا جسطرح کہ اسعالم مین ہوتا ہی پس بعض کو اپنی اعمال کی شامت سے بسبب گرمی کی اسقدر پسینا آویگا کہ اگر سبکو جمع کرتے تو انکی ٹخنے یا زانو یا ناف تک آتا یہہ معنی کہ اوس پسینی کو وہ قدیر اد ہر اد ہر بہنی نہ دیگا بلکہ ایک جائے مجتمع کریگا سو وہ کسیکی زانو تک کسیکی ناف تک کسیکی منہ تک آویگا اور وہ گرمی سی بمنزلہ گرم پانی کہولتی کی ہوجاویگا سوا اوس سے اور زیادہ تکلیف ہوگی پس یہہ بہی ممکن ہی لیکن بظاہر یہہ شبہ ہوتا ہی کہ محشر مین نیک و بد سبہی ہونگے پس جب ایک میل کی خاصلی پر آفتاب آیا اور پچاس ہزار برس کا ایک دن ہو تو جسطرح آفتاب کی گرمی اور نیچی ورازی ہر ایک کو یہان مساوی معلوم ہوتی ہی اسیطرح وہان بہی سب کو برابر معلوم ہوگی پس نیک بندونکا حق مین گرفتار بلا کرنا اللہ کے عدالت کی خلاف ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ نیک بندونکو وہ پچاس ہزار برس کی درازی ایک صلوۃ مکتوبہ کے کیوقت کے برابر معلوم ہوگی اور اللہ تعالے وہان اونکو عرش کا سایہ دیویگا چنانچہ بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی کسینی اوس پچاس ہزار برس کی درازی کو پوچہی اپنی فرمایا مجہی قسم ہی اوسکی کہ جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ دن مومن پر نہایت کم کیا جاویگا یہانتک کہ فرضی نماز کے وقت سی بہی کم معلوم ہوگا انتہی پس کم ہونیکی یا تو یہہ وجہہ ہوگی کہ اللہ تعالی مومن سی بہت جلد حساب پیر لیکر اوسکو جنت مین داخل کریگا یا یہہ وجہہ کہ مومن کو وہان جنت کی سیر وغیرہ چیزونکی ملاحظہ سی بسبب مزہ کی وہ دراز وقت نہایت کم معلوم ہوگا جیسا کہ اسعالم مین عاشق کو شب وصل ایک ساعت کی برابر معلوم ہوتی ہے اور ہجر کی رات نہایت پہاڑ ہوجاتی ہی یا یہہ وجہہ ہے کہ اللہ تعالے مومنین کو کسی ایسی جگہہ مین کہڑا کریگا کہ باعتبار بعد مدار کے اونکی ان جلد سے دن روز تمام ہوجاویگا اور گرمی بہی نہ معلوم ہوگی اور جو اوسکی مدار کی نیچی ہونگی اونپر نہایت درازی ہوگی اور دہوپ بہی شدت سی ہوگی اسعالم مین جو لوگ جسقدر خط استوا سی اتنی ہی دور مین اونکی ہان دن رفتہ رفتہ کم ہوتا ہی اور نیچی کمی سی اور آفتاب کے میلان سی دہوپ بہی کم ہوتی ہی چنانچہ اقلیم اول مین کہ جو آفتاب کے قریب ہی جو دن تیرہ چودہ گہنٹی کا تخمینا ہی سو وہی دن اقلیم ہفتم مین کہ جو آفتاب کی مدار سی نہایت دور ہی تخمینا ایک گہنٹہ کا ہی چنانچہ علم ہیئت کی جاننی والے پر یہہ بات ظاہر ہی اور حدیث مین بہی آیا ہی

کداوسپر و اسطقالی عرش کا سایہ اوار کرو یگا سوال حکمار کی رو سے تو محدود جہات فلک الافلاک
ہی تک ہیں اوسکی اوپر کوئی چیز نہیں اور زیادہ فضار انہی ان محال ہے جواب ہم حکمار کی اس قصص پر ہنسیں
کا کیا علاج کریں کہ اونہوں نے اللہ کو عاجز اور بیقدرت سمجھکر کہا ہی جسطرح گولہ کے اندر کے جالو اوس گولہ
کو محدود جہات جانتی ہیں اور سب خدا کے کارخانی زمین اتنی ہیں اور اوسکی اوپر کوئی چیز نہیں سمجھتے
اسیطرح حکمار کا قال ہی بیہ ہے کہ جسنی اپنی ارادے اور اختیار سی یہہ عالم بنایا ہی اور وہ کسیچیز میں کسیکا محتاج
نہیں اوسکی نزدیک ایسی ایسی کروڑوں فلک الافلاک اور کرات بنانی کیا محال ہیں دربار میں جسقدر
درسی ہیں اگر وہ چاہی تو اتنی ایسی ایسی بڑے کرسی اور فضا میں بنا دیوی کیا اب وہ کم زور ہو گیا ہے
یا اوان اتنا ہی نہا کہ جس سی یہہ ایک ہی کرہ بنا سکا تعالے عن ذلک علوا کبیرا ایسا کمزور اور محتاج
ہمارا اللہ نہیں ہی حکمار کی جسطرح اور بہت سی غلطیاں ہیں ایک یہہ بھی ہے اور وجہ غلطی کی یہہ ہی کہ
اونہوں نے چند باتیں اپنی اون مقرر کر رکھی ہیں سو اونسی جو لازم آتا ہا خواہ صحیح ہو خواہ ایسا یہی السلام
ہو کہ عامی لوگ بھی اوسپر ہنستے ہیں اونہوں اوسکو درست جانتی ہی سو اون اصول فاسدہ کا یہہ ثمرہ ہی اور وہ
اصول جڑ بنیاد ہے عمارتی اوکہاڑ دیئی ہیں جسکو شوق ہو وہ علم کلام کی مطولات کو دیکھی ف
بعض متحصرین کو اللہ تعالے بیحساب جنت میں داخل کریگا جنانچہ صحیحین میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ مجھی ایک بڑا انبوہ کہ جسنی زمین کی کناری میرے دکھلائی دیا اور کہا کہ یہہ تیری امت ہے
انمیں سی ستر ہزار بیحساب بہشت میں جاوینگی ترمذی اور ابوداؤد نی ابی امامہ رضی اونہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ اللہ نے مجھسی یہہ وعدہ کیا ہی کہ ستر ہزار آدمی تیری امت میں سی بلاحساب
بہشت میں داخل کرونگا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہونگے اور تین حثیات اللہ کے خلیات سے (محشر
میں مومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کا پانی پیوینگی) قیامت کو ہر نبی کے
لئے ایک حوض ہوگا اور ہر ایک نبی کی امت کے جدی جدے علامت ہوگی ہماری نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے حوض کا نام کوثر ہی وہ سب حوضونسی بڑا ہی اور ضرور کی جانی سی حضرت کی امت کے اعضار
نہایت روشن ہونگے یہہ علامت اونکی امت کی ہوگی پس جب لوگ قبرون سی اوٹھائی جائینگے تو

ف

نہایت شدت کی پیاس ہوگی ہر نبی اپنی اپنی امت کو اوس علامت سی پہچان کر اوسکا پانی پلاوینگا صحیحین مین
عبداللہ بن عمرؓ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری حوض کی درازی ایک مہینے
کی راہ ہی اور اوسکی کناری برابر ہین اوسکا پانی دودہ سے سفید زیادہ ہے اور اوسکی بو مشک سے
زیادہ خوشبودار ہی اور اوسکی انجوری آسمان کی ستارون سی زیادہ ہین جو ایکبار اوسکا پانی پیگا
پھر پیاسا نہوگا - یعنی حشر کی میدان مین اوسکو پھر پیاس نہ لگی گی صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ
سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری حوض کی مسافت ایلہ اور عدن کی مسافت سے
زیادہ ہی اوسمین برف سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین ہی اور اوسکی انجوری اتنی ہین کہ جتنی آسمان کے
تارے اور مین مرتد لوگونکو اپنی حوض سی اسطرح دور ہٹاونگا کہ جسطرح کوئی غیر کے اونٹونکو اپنی تالاب سے دور
کرتا ہی لوگون نے پوچھا کیا اوسروز آپ ہمکو پہچان لین گی فرمایا ہان تم لوگون مین سب امتون سی جدا ایک
نشانی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ وضو کی جگہہ سی تمہاری اعضا روشن ہونگی - جن لوگونکو کہ آپ اپنی حوض
سی دور کرینگے وہ مرتد اور کافر اور مشرک لوگ ہونگی سوا بالاتفاق انکو حشر مین پانی حوض کا نصیب نہوگا
بعض علما کہتی ہین کہ اسلام کی گمراہ فرقے مثل شیعہ و خوارج و معتزلہ وغیرہ کی بھی اس نعمت سی محروم
رہینگی حدیث مین آیا ہی کہ حضرت علی اوسروز لوگونکو اپنی پلاوینگی اونکی ساتھہ اور صحابہ بھی شریک ہونگے
غرض حوض کوثر کا ذکر اور بہت احادیث مین وارد ہے سو اسکو بھی حق جاننا چاہیی شک کرنیوالیکی ایمان
کا خوف ہی ف بعض علما کہتی ہین کہ پل صراط پر گذرنیکی بعد حوض پر اہل محشر آوینگی اور بعض
کہتی ہین کہ حساب سی پہلی لیکن ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض کو قبر سی اوٹھتی ہی وہ پاویگا اور بعض کو
گناہونگی سبب دیر مین ہوگا یہانتک کہ بعض کو پل صراط پر گذرنیکی بعد اور بعض کو دوزخ سی خلاصی پاکر جنت مین
جانیسی پہلے ہوگا علی ہذا القیاس (پھر سب کو پل صراط پر چلنی کا حکم ہوگا مین نیک اپنے
اپنی اعمال کی موافق بہت جلدی نکل جاوینگی اور بد لوگ لٹک لٹک کر گرتے جاوینگے
میدان حشر کے گرد دوزخ محیط ہوگی جنت مین جانیکی لئے اوس دوزخ پر ایک پل ہوگا کہ بالکل تلوار
اور تلوار سی زیادہ تیز ہوگا سب کو اوسپر چلنیکا حکم ہوگا مومن بہت جلد گذرینگی اور جہنی کٹ کر گرتے جاوینگے

پل صراط کا ذکر

چنانچہ اوسکی تفصیل احادیث مین مذکور ہے بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی سے روایت کیا ہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دوزخ کے پشتہ پر ایک رستہ ہوگا سب رسولون سے پہلے اپنی امت کے
ساتھہ مین اوپر سے گزرونگا اور اوسوقت سوائے انبیاء کے اور کوئی نہ کلام کریگا اور انبیاء کا یہہ کلام ہوگا اللھم
سلم سلم یعنے اے اللہ سلامت رکھنا سلامت رکھنا اور جہنم مین کلالیب سعدان کی کانٹے کے
مانند ہونگے کہ درازی اوسکی اللہ ہی کو معلوم ہی پس وہ لوگونکو بقدر اعمال کے پکڑینگے بعض کو ہلکت کرکے بعض کی گرا دینگے
اور بعض کا گوشت چیل ڈالین گی لیکن اوسکو اللہ بچالیگا صحیحین مین ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ
مومن آنکھہ کی جھپک مین نکل جاویگا اور بعض بجلی کی مانند اور بعض ہوا کی مانند اور بعض پرندہ جانور کی
مانند اور بعض شتر گھوڑے کی مانند اور بعض تیز اونٹ کی مانند جلدی جلدی اور پل صراط پر اندھیرا ہوگا سوائے ایمان کے
روشنی کی اور روشنی نہوگی جیسا کہ اس آیت مین اوسکی طرف اشارہ ہی یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا
فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ
اوسدن کہینگی منافق مرد اور منافق عورت مومنون سے ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے روشنی مین چلین
کہا جاویگا پھر جاؤ اوپنی دہانسی اور لاؤ پس اونکے بیچمین ایک دیوار کھڑی کی جاویگی کہ اوسکی اندر کیطرف رحمت
یعنے جنت ہوگی اور باہر کیطرف عذاب ہوگا یعنی دوزخ پس جب منافقون اور مومنونکی بیچمین دیوار ہوجاویگی
اوسکی دروازے مین سے مومن جنت مین چلی جاوینگی اور منافق باہر عذاب مین مبتلا ہونگی پس اوسوقت منافق
حسرتسے مومنونکو پکہینگی اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا دنیا مین ہم تمہارے ساتھہ نہتھی جواب مین ہمارا ساتھہ نہ دیا
مومن کہینگی بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ
اَمْرُ اللّٰهِ ہان تم ساتھہ تھی لیکن فتنہ مین ڈالا تمنے اپنی جانون کو اور منتظر رہی تھی تم ہمارے برائی کے
اور شک کیا تمنے دین مین اور فریب مین ڈالا تمکو تمہارے آرزوون نے یہانتک کہ آگیا حکم اللہ کا یعنی موت آگئی اور
مومنونکی لئے وہان نور ہوگا جیسا کہ اللہ فرماتا ہی یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ
یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ [illegible] جسدن رسوا نہ کریگا اللہ نبی کو اور ایمان والے جو اوسکے ساتھہ ہین اونکا نور

ہین ساتھہ اوسکی نور ساتھہ ہوگا اوسکی آگی آگی اور داہنی طرف شریعت عالم مثالمین
پل صراط کی صورت مین ظاہر ہوگی جسطرح کہ اور چیزین وہان اپنی اپنی صورتون مین ظاہر ہونگی چنانچہ دنیا
برسہا عورت بدشکل کی صورت مین ظاہر ہوگی پس جن لوگون کو اس عالم مین شریعت پر چلنا آسان نہا
اونکو وہان پل صراط پر عبور کرنا آسان ہوجاویگا اور اونکو پل صراط بڑا چوڑا اور صاف راستہ نظر آویگا اور موافق
استعداد عمل کی کوئی بجلی کی مانند اور کوئی ہوا کی مانند اور کوئی گھوڑے کی مانند جلد وہان سی نکلکر جنت مین
سیدہا چلا جاویگا چنانچہ احادیث مین اسکی صراحت ہی اور اسی لیے شریعت کو صراط المستقیم کہتے ہین کہ
اسپر چلنی والا سیدہا جنت مین جاتا ہی اور جن لوگونکو شریعت پر چلنا یہان جسقدر مشکل اور دشوار
تہا وہان اوسیقدر اونکو اوسپر چلنا دشوار ہوجاویگا اور بال کی مانند باریک اور تلوار کی مانند تیز ہوجاویگا
چنانچہ ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نی روایت کیا ہی کہ پل صراط قیامت کو بعض پر بال سے
باریک اور بعض پر تلوار کے مانند فراخ کیا جاویگا - پس بعض اہل ہوا جو پل صراط کا اس دلیل سی انکار
کرتے ہین کہ پل صراط پر چلنا محال ہی اگر چلنا ممکن ہو تو پھر بندونکو حق تکلیف دینا ہی
بالکل غلط ہی اونکو پل صراط کی حقیقت معلوم نہین کیونکہ اگر وہ اسکی حقیقت جانتی تو اسپر چلنا
محال نہ کہتی اور مومنین کیواسطی اسپر چلنا عذاب و تکلیف قرار نہ دیتی - اصل حال یہہ ہی کہ بعض کو
خود پسندی کا مرض ہوتا ہی سو وہ احمق اپنی رائے غلط کی آگی نہ وحی کا اعتبار کرتے ہین نہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بات پر اعتماد کرتے ہین اعوذ باللہ من ہذا (**نبی صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گار
مسلمانون کی شفاعت کرینگی**) حضرت کی شفاعت کی بیان مین بیشمار احادیث
وارد ہین کہ سب کا مضمون ملاکر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے از انجملہ یہہ احادیث ہین بخاری اور مسلم نے
انس رضی سی اور ہنون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ قیامت کے روز لوگ بیقراری اور
اضطر ابی لوگ جمع ہوکر آدم علیہ السلام کی پاس آکر کہین گی چلو خدا سے ہماری سفارش کرو آدم کہین گے
یہہ میرا کام نہین تم ابراہیم پاس جاؤ وہ اللہ کے بڑے دوست ہین پس ابراہیم کی پاس آکر کہین گی ابراہیم
بھی کہین گی کہ میرا یہہ کام نہین تم موسی پاس جاؤ وہ اللہ سی کلام کیا کرتے تہی پس اونکی پاس آکر

ف

ف شریعت عالم مثالمین پل صراط کی صورت مین ظاہر ہوگی

ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گار مسلمانون کی شفاعت کرینگی

آوینگی وہ بھی کہینگے کہ یہہ میرا کام نہین تم عیسےٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور اوسکا کلمہ ہین
پس عیسیٰ کی پاس آوینگی عیسیٰ کہین گے یہہ میرا کام نہین ہے تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ پس لوگ مجھی آکر کہینگے تب مین قبول کرونگا اور کہونگا ان مین اسکی قابل ہون پس مین اپنے
رب سی آکر اذن چاہونگا پس مجھی اجازت ہوگی اور اوس وقت اللہ مجھی اپنی اسقدر تعریفین کرنی
سکھاویگا کہ آج وہ مجھی نہین آتی ہین پس مین سجدہ مین آگرونگا اور ان تعریفون سے اللہ کو
ثنا کہونگا پھر مجھی حکم ہوگا کہ اے محمد سر اوٹھا اور کہہ تیرا کہا سنا جاویگا اور مانگ جو مانگیگا وہ
تجھکو دیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی پس مین کہونگا یارب امتی امتی پس حکم ہوگا کہ جسکی
دلمین جو کی دانہ کے برابر بھی ایمان ہی اوسکو دوزخ سی نکال پس مین جاکر اونکو دوزخ سی
نکالونگا اور پھر آکر اوسیطرح سجدہ مین حمد وثنا کرونگا پھر حکم ہوگا سر اوٹھا تو جو کہیگا وہ
سنا جاویگا اور جو مانگیگا تجھکو دیدیگا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی تب مین کہونگا یارب امتی امتی
پس حکم ہوگا کہ جسکی دلمین ذرہ بھر رائی کی دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اوسے دوزخ سے نکال پس مین
جاکر نکالونگا پھر آکر اوسیطرح سجدہ مین حمد وثنا کرونگا پھر حکم ہوگا سر اوٹھا تو جو کہیگا وہ سنا
جاویگا اور جو مانگیگا تجھکو وہ دیدیگا اور شفاعت کر قبول ہوگی پس مین کہونگا یارب امتی امتی پس
حکم ہوگا جاؤ جسکی پس اوتنی بھی رائی کی دانہ برابر ایمان ہے اوسے دوزخ سے نکال
پس مین جاکر نکالونگا پھر مین چوتھی بار آکر سجدہ مین ویسی ہی حمد وثنا کرونگا پس حکم ہوگا سر اوٹھا
اے محمد کہہ تو جو کہیگا وہ سنا جاویگا اور مانگ دیا جاویگا اور شفاعت کر قبول ہوگی تب مین
کہونگا اے رب جسنے فقط لا الہ الا اللہ کہا ہے اوسکے لئے بھی اجازت دی کہ اوسکو جہنم سے
نکالون اللہ فرماویگا کہ یہہ تجھہ تیرے کہنے پر موقوف نہین مجھی اپنی عزت اور جلال اور کبریائی
اور عظمت کی قسم ہے جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہے مین اوسکو دوزخ سے نکالونگا اتنے پس اوس
حدیث کے یہی معنے ہین کہ جس مین یون آیا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا جنت مین جاویگا
اگرچہ چوری اور زنا اوس سے ہوگیا ہو یعنی انجام جنت مین جاویگا۔ بخاری فی ابی ہریرہ

سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنی صدق دلسی لاالہ الا اللہ کہا ہوگا وہ
میری شفاعت سی خوب نفع پاویگا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہے کہ نبی صلعم نے
فرمایا ہی کہ میری امت مین سی کبیرہ گناہ کرنیوالیکو بھی میری شفاعت ہوگی ترمذی اور ابن ماجہ نے
عوف بن مالک رض سے اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ میری پاس ایک شخص
رب کے طرف سی آیا اور کہا کہ تجھی اختیار دیا ہے کہ یا تو اپنی نصف امت کو جنت مین لیجاؤ یا شفاعت
اختیار کرلے پس مینی شفاعت کو اختیار کیا پس جسنی اللہ سی شرک نکیا ہوگا اوسکو میری شفاعت
پہنچیگی انتہی الغرض اور بہت کثرت سی اس باب مین احادیث آئی ہین کہ قیامت کی دن سید المرسلین کو
تاج کرامت پہنا کر مقام محمود مین بٹھلایا جاویگا کہ تمام انبیا اولین و آخرین رشک کرینگی اور جس روز کہ
اللہ کی جلال کی ماری کسی فرشتی یا نبی کا حوصلہ اللہ سی کلام کرنیکا نہ پڑیگا اوس روز تمام اولین
و آخرین کی آنکھہ سید المرسلین کیطرف ہوگی اور حضرت خلق کی شفاعت کرینگی اور اللہ تعالی تمام
خلایق کو حضرت کا اعزاز و اکرام دیکھاویگا کہ جو حضرت کہین گی قبول فرماویگا پس اوس روز
پھر ایک جان لیگا کہ یہہ سید المرسلین ہین اور امام النبیین اور محبوب رب العالمین ہین جو اونکی
دامن تلی آجہپا اوسکو اللہ نی معاف کردیا آپکی شان کا تو کیا ذکر ہے بلکہ آپکی امت کے علما
اور شہدا اور اولیا بہی شفاعت کرینگے چنانچہ ابن ماجہ نی عثمان بن عفان رض سے اونہون نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ قیامت کو تین گروہ شفاعت کرینگی انبیا پہر علما پہر
شہدا انتہی اور انبیا بہی جب حضرت شفاعت کا دروازہ کہولاوینگے اپنی اپنی امت کی لیئی شفاعت
کرینگی ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نی عبداللہ بن ابی الجدعا رض سے بہی روایت کیا ہی کہ نبی صلعم نے
فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک شخص کی شفاعت سی قبیلہ بنی تمیم سی بہی زیادہ لوگ جنت مین جاوینگے
ترمذی نی ابوسعید رض سی اونہون نی نبی صلعم سی روایت کیا ہے کہ بعض شخص میری امت مین سے
ایک بڑی انبوہ کی شفاعت کرینگی اور بعض ایک قبیلہ کے اور بعض چالیس آدمی کی اور بعض ایک
شخص کے شفاعت کریگا یہانتک کہ سب جنت مین داخل ہونگی ابن ماجہ نی روایت کیا ہے کہ نبی صلعم

فرمایا ہی کہ دوزخیونکی پاس سی کوئی جنتی گذریگا پس وہ اوس سی کہیگا ای فلان کیا تم اب بھی نہین پہچانتی مین وہون کہ جسنی تمکو ایکبار پانی پلایا تہا اور بعض کہینگا مین وہون کہ جسنی تمکو وضو کا پانی دیا تہا پس وہ اونکی شفاعت کرکے جنت مین لیجاویگا بعض احادیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے چہوٹی لڑکے کہ جو بلوغ سے پہلے مرگئی ہین اپنی ماں باپ کی شفاعت کرینگی اور بعض شخص کے قرآن یا کوئی اور عمل صالح شفاعت کریگا ف نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعض کو قبر مین شفاعت کرکے نجات دلوائینگے بعض کو حشر مین شفاعت کرکے دوزخ مین جانی سی باز رکہین گے بعض کو دوزخ سی شفاعت کرکی نکالین گے بعض کی جنت مین ترقی درجات اور رفع مراتب کے لئے شفاعت کرینگی پس شفاعت کے چار قسم ہین معتزلہ اس پہلی قسم کے شفاعت کا اقرار کرتے ہین اور پہلے تینون قسم کا انکار کرتے ہین اور اونکی انکار کے اصل یہہ ہی کہ اونکی نزدیک کبیرہ گناہ کرنے سی کافر ہوجاتا ہی پس کافر کے لئے شفاعت بالاتفاق نہین اور صغیرہ کرنے سی عذاب نہین ہوتا پس وہان شفاعت کی حاجت نہین اب رہا ترقی درجات کی سو اسے اور شفاعت ممکن نہین اور ہم پہلی قرآن و احادیث سی اونکی اس اصل کو باطل کرچکی ہین کہ جسپر اونہون نے یہہ چند باتین بنائی ہین جسکو دیکہنا ہو فصل ایمان مین دیکہ لے ف بعض محدثون نے شفاعت کا حضرت نے خاص حصہ کرلیا ہے اونمین ایک وہ ہی کہ جو حضرت کی مزار شریف کی زیارت کرے اور ایک وہ ہی کہ جو حضرت پر کثرت سی درود بہیجے اور ایک وہ ہی کہ جو تواب جانکر کہ یا مدینہ مین وفات پائی اور کافرون اور مشرکون کی لئی بالاتفاق اونکی باکسی اور کے شفاعت نہوگی جسطرح دنیا مین سرکار کی ساتہہ مقابلہ کرنیوالیکے کوئی شفاعت نہین کرتا ہے اور بعض گناہگار مسلمانون کی لئی بہی نہین ہوگی چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ قدریہ اور مرجیہ کو میری شفاعت نہوگی اور بادشاہ ظالم کی بہی شفاعت نکرونگا اور شرع سی تجاوز کرنیوالیکے بہی شفاعت نکرونگا پس یا اسکو ظاہر پر محمول کیا جاوے اور اہل کبائر مین سی یہہ لوگ مستثنی ہوجاوین یا شفاعت ترقی درجات انکی لئی ہوگی واللہ اعلم

**فصل جنت اور دوزخکی درمیان ایک مکان ہی کہ اوسکو اعراف کہتے ہین اور وہانکی لوگ اہل جنت اور اہل دوزخکو دیکہینگے اور اونسی کلام کرینگے**

تعالیٰ بینہما حجاب اور درمیان جنت اور اہل دوزخ کی ایک پردہ ہوگا وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُوْنَ كُلًّا
بِسِيْمٰهُمْ اور اعراف پر کچھ آدمی ہونگے کہ وہ ہر ایک جنتی اور دوزخی کو اونکی چہرہ ہی سے پہچانتے ہونگے وَنَادَوْا
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ اور اعراف والے جنتیونسے پکار کر کہینگے
سلام علیکم اور وہ اعراف والے ابھی جنت مین داخل نہین ہوئی ہونگے لیکن طمع رکھتے ہونگے وَاِذَا صُرِفَتْ
اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور جب پھر جاتی ہیں اونکی نظرین دوزخیونکے
طرف تو کہتے ہین ای رب ہمارے مت کر ہمکو قوم ظالمونکی ساتھ اعراف کا ہونا اور اعراف پر آدمیونکا ہونا تو
بالاتفاق ہی اور قرآن سی ثابت ہی لیکن اعراف پر کون لوگ ہونگے اس مین اختلاف ہی بعض علما کہتے
ہین کہ شہدا اور مومنین کاملین یا ملائکہ آدمیونکی صورت مین اعراف پر ہونگے اور فضل و کرامت کے
سبب دوزخ و بہشت کی ثواب عذاب کی سیر دیکھینگے اور اپنی مکانات جنت مین دیکھکر خوش ہونگے اور
بطور سیر کی اعراف پر بیٹھی ہونگے اور اکثر علما کہتے ہین کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے کہ اونکی بدی اور نیکی
برابر ہوگی نہ دوزخ کی مستحق ہونگے نہ جنت کی لیکن جنت کی طمع رکھتے ہونگے آخر اللہ کی فضل سی جنت مین
جاوینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ حکم ہوگا
اہل اعراف کو کہ جنت مین داخل ہو جاؤ اب تمپر کچھ خوف نہین اور نہ تمکو کچھ غم ہی یا وہ اہل اعراف ہونگے
ہین کہ شریعت اونکی پاس نہ پہونچی تہی یا کفار کی اولاد صغار ہی پس یہہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت سی بانجام جنت مین داخل ہو جاوینگے اور صحیح یہی قول اکثر کا ہی کیونکہ جنت کی طمع رکھنا اور
دوزخ سی پناہ مانگنا اور آخر اونکی لئی یہہ حکم ہونا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو جیسا کہ ان آیات سی مستفاد ہے
صاف دلالت کرتا ہی کہ اہل اعراف اپنی اختیار اور خوشی سی وہان نہ ہونگے بلکہ مجبوراً وہان رہتی ہونگی
اور جنت مین جانی سی روکی گئی ہونگی پس شہدا اور یا کامل مومنین یا ملائکہ نہین ہو سکتی چنانچہ تائید
کرتی ہی اسکی وہ حدیث کہ جلال سیوطی نی بدور السافرہ مین لکہی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ
اعراف ایک دیوار ہی دوزخ اور بہشت کے درمیان اور اہل اعراف گناہونکی سبب وہان محبوس ہونگی
حکم الہی سی دیوار پر چڑہ کر جنت والی لوگونکو سفید اور روشن مونہہ دیکھکر پہچان لینگی اور دوزخیونکو سبب

اونکی سیاہ روئی کی معلوم کرینگے پس اہل جنت کو دیکھینگی جنت مین جانی کی طمع کرینگی اور خیر نکو ہیں
کرا ونکی حالسے پناہ مانگین گی آخر اللہ تعالی انکو اپنی فضل سی جنت مین داخل کریگا اور فرحات کیسے
مین ہی ہی کہا ہی کہ اہل اعراف سا وی اہل المیزان ہونگی کسی جانب کو ترجیح نہ ہوگی پس وہ اعراف
مین ہونگی آخر اونکو سجدہ کرنیکا حکم ہوگا پس یہ نیکی زیادہ ہوجاویگی اوسکی سبب سے جنت مین جاوینگی لیکن
سب اہل حق اسبات پر متفق ہین کہ آخر اعراف والی جنت مین جاوینگی جیساکہ اوپر اجتہاد سے دلالت
کرتا ہی اور یہ ہمیشہ نہین اہل اعراف وہان ہمیشہ رہین تاکہ جنت اور دوزخ مین ایک واسطہ قرار دیا جاوی اور یہ
مقام علاوہ دوزخ وجنت کی ہمیشہ کو ثابت کیا جاوی جیساکہ اہل ہوا کہتی ہین

## فصل بیان مین لوگون کو جہنم مین ڈالدینگی اور وہ جہنم مین طرح طرح کی عذاب پاینگے

فصل دوزخ کے بیان مین

جہنم مین کفار اور بعض مسلمان گناہگار داخل ہونگی جیساکہ پہلی یہ ذکر ہوچکا ہی لیکن مومنین بقدر گناہ وہان
عذاب پاکر یا حضرت کی شفاعت سی ہانسی نجات پاوینگی اور آخر جنت مین آوینگی پس کفار ہمیشہ وہان
رہینگی چنانچہ اسکا ذکر آتا ہی انشاء اللہ تعالی جہنم کی سختیان اور عذابات قرآن و احادیث مین تفصیل سی
بہت جا مذکور ہین لیکن کچھ مختصر بیان کرتا ہون تاکہ کتاب خالی نرہجاوی قال تعالی وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا
بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ تَكَادُ تَمَيَّزُ
مِنَ الْغَيْظِ اور جن لوگون نی کہ اپنی رب کی ساتھہ کفر کیا ہی اونکو جہنم کا عذاب ہی اور کیا بری جگہ ہے
جہنم جب ڈالی جاوینگی جہنم مین تو جہنم کی چیخ سنینگے اور جوش مارتی ہوگی جہنم قریب ہے کہ پھٹ پڑی غصہ کے
مارے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ خُذُوهُ
فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ تحقیق تھوہر
کا درخت گناہگار کا کھانا ہوگا تانبے کی گلی ہوئی کی مانند ہوگا پیٹ مین گرم پانی کی مانند جوش مارینگا درد
داروغے حکم ہوگا کہ اسکو پکڑو اور کھینچتے کرتے جاؤ دوزخ مین پھر اوسکی سر پر گرم پانی کا عذاب ڈالو ترمذی نی
روایت کیا ہی کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا دنیا مین آپڑی تو اہل دنیا کی زندگی اوس سی فاسد ہوجاوے
وَهِيَ الْحَرُّ مِنْ يَوْمِهِمْ مُقْتَرِنِينَ فِي الْأَصْفَادِ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمْ

النار ولیجزی اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب اور دیکھیگا تو اور سر ورگناہگارونکو جکڑی
ہوئی زنجیرونمین کپڑی اونکی گندہک کی ہونگی اور دھانک لیگی اونکی مونہون کو آگ تو کہ بدلہ دیوی اللہ
ہر شخص کو اوسکی عمل کا اللہ جلد لینیوالا ہی حساب جہنمی ستر گز کی زنجیرونمین جکڑی ہونگی احادیث مین آیا ہی
کہ جہنمی کو زنجیر کی گرمی سی پہاڑ موم کیطرح پگھل جاوی اگر پہاڑ پر رکہی جاوی اور گندہک کی لباس پہناکر
آگ مین ڈالی جاوینگی گندہک سی اور زیادہ آگ بہڑکتی ہی مونہہ تک آگ مین ڈالی جاوینگی من ورائہ جھنم و
یسقی من ماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت ومن
ورائہ عذاب غلیظ اور آگی اوسکی دوزخ ہی اور پلایا جاویگا ایسا پانی کہ دو پیپ ہوگی ایک ایک گھونٹ پیوگا اوسکو
لیکن گلے سی نہ اوتارسکیگا اور آویگی اوسکو ہر جگہہ سی موت لیکن نہ مریگا وہ اور آگی اوسکی ہوگا عذاب سخت
ترمذی نی روایت کیا ہی کہ دو رخنونکی رخمونکی پیپ کا اگر ایک ڈول بہر کر دنیا مین ڈالدیوین تو تمام دنیا کی
لوگ اوسکی بدبو سی مر جاوین پس ایسی سخت چیز اونکو پلائی جاویگی اور ان عذابونسی موت کا سا دکہہ ہوگا
لیکن موت نہ آویگی کہ مر کر چھوٹ جاوین وان جھنم لموعدھم اجمعین لہا سبعۃ ابواب لکل
باب منھم جزء مقسوم اور تحقیق اون سب کفار کی رہنی کی جائی کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہی جہنم ہی کہ اوسکی سات دروازے
ہین ہر ایک دروازی کی لئی دسیونمین سی ایک حصہ بٹا ہوا ہی دوزخ کی ساتہہ طبقی ہین نظمی حطمہ سعیر سقر
جحیم ہاویہ جہنم پس ان ساتون طبقونمین کم زیادہ عذاب ہی ہر قوم موافق گناہ کی ان مین جا ہی جدے
داخل کیجاوینگی بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ ادنی دوزخ کا عذاب یہہ ہوگا کہ آگ کی نعلین دوزخی کو
پہنائی جاینگی اونسی اوسکا دماغ ہانڈی کیطرح اوبلی گا پس وہ جانیگا کہ سب سے زیادہ مجہکو عذاب ہے حالانکہ سب سے
کم عذاب اوسکو ہوگا الغرض دوزخیونکی لئی وہان طرح طرح کی عذاب ہونگی آگ کی مکان آگ کا فرش زقوم
کہانیکو پیپ پینیکو گندہک کی کپڑی پہنیکو کہ جس کے سبب سے اور زیادہ آگ لگی گی اگر جلکر ایک چمڑی دوسری ہو جاویگی
تو اوسیوقت دوسری جلد طیار ہو جاویگی اور گلی مین ایسی گرم طوق و زنجیر ہونگی کہ جنکی گرمی سی پہاڑ موم ہو جاوے
بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سی ستر حصہ زیادہ گرم ہی یہہ بات ظاہری کسلی کہ
پہونس کی آگ کو نمہ کی آگ سی کم تیز ہوتی ہی پس دوزخ مین اگر دنیا کی جگہہ پہاڑ جلا ہی جاوینگی تو وہ آگ کنکھا

تیز ہوئی پس جب وہ زخمی موت ہوسکیں گے تو موت نہ آویگی وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ
مَاكِثُونَ اور پکاریگی وہ زخمی دوزخ کی داروغہ کو کہ مالک اسکا نام بھی یہ ہے کہ تیرا رب ہم کو موت سے یعنی موت
کہیگا تم مشیک ہمیشہ یہان ہوگی موت سے تمکو نجات نہین اور جہنمی اللہ سے بھی فریاد کریگی کہ ہمکو اب دوبارہ دنیا مین
بھیجدے کبھی نافرمانی نہ کریگی اللہ فرماویگا یہ ہرگز نہوگا مکاشفات یوحنا باب ۱۹ مین دجال اور شیطان اور اوسکی
متبعین مستر کو بھی جہنم مین داخل ہونا مذکور ہی اور دوزخ کی جہیل کنڈ ہمیشہ کی روشن تعبیر کیا ہی
اور اسی کتاب کی ۲۱ باب مین یون ہی آیت ۸ (پر ڈرپوکون اور بی ایمانون اور نفرتیون اور خونیون
اور حرامکارون اور جادوگرون اور بت پرستون اور ساری جھوٹھون کا حصہ اسی جہیل مین ہوگا جو آگ
اور گندھک سے جلتی ہی باب ۲۰ آیت ۱۰ (اور شیطان جسنے اونہین فریب دیا تھا آگ اور گندھک کے جہیل
مین ڈالا گیا جہان وہ درندہ جانور اور جھوٹھا نبی ہی (یعنے دجال) اور وہی رات دن ابدالاباد عذاب مین
رہینگی) اور توریت مین بھی دوزخ کی سات طبقون کا ذکر آیا ہی الہی توفیق عمل صالح کی وہی عذاب آخرت
سے بچاوے مین کہتا ہون کفار کو کبھی ہرگز نجات نہوگی کیونکہ بہت جایئ قرآن مین اللہ تعالے
نے خالدین فیہا اور کہین ابدا ذکر فرمایا ہی کہ وہ ہمیشہ وہان رہینگی اور کہین لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فرمایا ہے
کہ کبھی اونکو اللہ نہ بخشیگا اور کہین یون فرمایا ہی کہ وہ جہنم مین رہینگی یہانتک کہ سوئی کی ناکی مین اونٹ داخل
جاوی علی ہذا القیاس ہمیشہ رہنے کی بہت سی معیاد ارد ہوئے ہین اور احادیث مین بھی اسکی بہت جا
تصریح ہی جیسا کہ پہلی گذری اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی اور عقل بھی تسلیم کرتی ہی کیونکہ کفر اور شرک
نہایت سخت جرم ہی اوسکی مقابلہ مین سزا بھی نہایت سخت ہونی چاہئی سو وہ ہمیشہ کا جہنم ہی رَبَّنَا
أَدْخِلْنَا الْفِرْدَوْسَ وَأَجِرْنَا مِنَ النَّارِ **فصل ۱۱ اور مومنون کو جنت ملیگی پس وہان**
**ہمیشہ رہینگی اور طرح طرح کی عیش و آرام دیجینگے** بعد حساب کے اچھے لوگونکی
نئی جنت مین پہنچا حکم ہوگا سو وہان ہمیشہ رہینگی کما قال تعالی اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ
داخل ہو بہشت مین تم اور تمہاری بیبان زینت کرتی ہوئی وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ
وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ پھیرینگی اونکی آس پاس خادم رکابیان سونے کی اور آبخورے اور جنت ایسی

فصل جنت کی بیان مین

وہ چیز کہ جسکو دل چاہیگا اور آنکھین لذت پاوینگی وَاَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور تم اسمین ہمیشہ رہنے
والے ہو اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا جو لوگ کہ ایمان لائے
اور عمل نیک کئے اونکی لئے جنت الفردوس ٹہرنی کی جائی ہوگی خٰلِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا وہ
ہمیشہ رہینگی وہان نہ چاہینگی وہانسی جگہہ بدلنا غرض اور بہشت سی جائی قرآن مین اور احادیث مین ہمیشہ
کا ذکر آیا ہی اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی کہ جو شخص ایکبار جنت مین جاویگا پھر وہانسے نہ نکالا جاویگا
سو وہان اہل جنت ابدلاباد رہینگی اور جنت کے عیش و آرام اور نعمتونکا قرآن و احادیث مین بہت جا ذکر ہی
اور خوب تفصیل ہی لیکن کچھہ مختصر یہان بھی لکھتا ہون تاکہ کتاب خالی نرہجائی قال تعالٰی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اور جو شخص اپنی رب سے ڈریگا اوسکی لئے دو جنت ہونگی ذَوَاتَا اَفْنَانٍ اور وہ دونون بہشت
شاخون والی ہین فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ اور دونون مین دو چشمے بہتی ہین فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ
اور اون دونون بہشتونمین ہر میوہ سی دو قسم ہین مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ
وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ جنتی تکیہ لگائی ہوئی ہونگی ایسی بچھونون پر کہ استر اونکا تافتہ ہوگا اور میوی
دونون بہشتونکی نزدیک جھکی ہوئی ہونگی فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ
وَلَا جَآنٌّ اون دونون بہشتونمین حورین نیچی نگاہ والیان ہونگی کہ اونسی پہلے کبھی اونکو نہ کسی آدمی نے
چھوا ہی نہ جن نے کَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ گویا کہ وہ حورین یاقوت اور مونگا ہین یعنی ایسی
صاف اور خوبصورت ہین رنگ مین وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور اون دو جنتونکی سوا ہی دو اور جنت
ہین مُدْهَامَّتٰنِ وہ نہایت سبز ہونگی فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ اور ان دونون بہشتونمین دو چشمے ہونگی
ابلتے ہوئی فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ان دونونمین میوی ہین اور کھجورین اور انار ہین فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ
حِسَانٌ انمین اچھی حورین خوبصورتین ہین لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ کہ نہا تہہ لگایا ہی اون حورونکو
اونسی پہلے کسی آدمی نے نہ جن نے مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ تکیہ لگائی ہوئے
سبز اور عمدہ قالینون پر عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِـِٔينَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ سونے کی روپلی بنی ہوئی
پلنگون پر تکیہ لگا کر آمنے سامنے بیٹھینگے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ

وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ
مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ لڑکی ہمیشہ رہنی والی انجوری اور افالی اور بی صاف شراب کے کہ نہ اوس سی سر درد ہوگا
اوس سی بہکین گی اور جس قسم کی میوی کو کہ وہ پسند کرینگی اور جس پرندکا گوشت کہ وہ چاہینگی اونکی واسطے
پھر نگی وحور عین کا مثال اللؤلؤ المکنون اور واسطے اونکی عورتین ہین گوری مری انکھون والی جیسا
موتی سیپ مین چھپا ہوا ہوتا ہی جزاء بما کانوا یعملون یہہ بدلہ ہی اونکی عمل کا لا یسمعون فیھا
لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما نہ سنی مین آویگی وہان بیہودہ اور گناہ کی بات مگر اپس مین سلام سلام کہنا
یعنی جنت مین ایک دوسرے کو سلام کریگا فقط یہہ اوسنی مین آویگا باقی گالی گلوچ یا فحش کی بات وہان سنی
مین نہ اویگی صحیحین مین ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ نی
اپنی بندونکے لئی ایسی نعمتین طیار کرکہی ہین کہ اونکو نہ کسینے دیکہا نہ سنا ہی نہ کسیکی خیال مین گذری ہین
اور چاہو تو اس آیت کو پڑہو فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین ہین پھر کسکو اوس کی کہ ہو سو نعمتین
نی چیار کیا ہی کہ جس سی اونکی آنکہین ٹہنڈی ہوجاوینگی صحیحین مین ہی کہ جنت مین سوار کی گھوڑا
دانی کی جگہہ ہے دنیا و مافیہا سی اچہی ہی یعنی سوار جب گہوڑے سی اوترتا ہی تو تمام جگہہ کو ورا اوسکا دنیا و مافیہا سی بہتر ہی
وہ جگہہ ہی تمام دنیا سی بہتر ہی بخاری نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ اگر جنت کی عورتون
مین سی ایک عورت زمین کیطرف جہانکی تو جنت سے زمین تک سے روشن ہوجاوی اور خوشبوی سی بہر جاوے
اور حور کی سر کی اوڑہنی دنیا و مافیہا سی بہتر ہی صحیحین مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین
ایک ایسا درخت ہے کہ اگر سو برس تک سوار اوسکی سایہ مین چلی تو بھی اونہا سی نہ نکلی صحیحین مین ابی سعید سی اسی
سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین موس کی لئی ایک موتی کا ایک خیمہ اتنا بڑا ہوگا
کہ اوسکا عرض ساٹہہ میل کی برابر ہوگا اور ایک آیت مین یہہ درازی طول کی آئی ہی اور اوسکی ہر ایک کونہ مین
موس کی بیویان ہونگی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکہینگی پس موس اونکے پاس جاویگا اور دو جنت چاندی کی ہین کہ
اوسکی برتن اور کل سامان چاندی کا ہی اور دو جنت سونے کی ہین کہ اونکا کل سامان سونے کا ہی ترمذی نی روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین سو درجی ہین اور ہر ایک درجی مین اتنا سامان ہے کہ اگر تمام

برابر فاصلہ ہی اور فردوس سب سے اوپر ہی اور سب سی جنت کی چارون نہرین نکلتے ہین اور اوسکی اوپر عرش ہے
پس تم جب اللہ سی فردوس مانگو صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے
کہ جو جنت مین جاویگا بڑی نعمتین پاویگا فقر و فاقہ نہ اوسپر کبھی آویگا نہ کبھی اوسکی کپڑی میلی ہونگی نہ جوانی جاویگی ترمذی
نی معاذ بن جبل سی روایت کیا ہی کہ جنتی لوگ بی ریشی ہونگی سب کے آنکھونمین قدرتی سرمہ لگا ہوگا
بیلس یا تیلس برسکی عمر ہوگی ف پہلی زمانی مین تیلس برسکی عمر مین بندہ رشتا ہوتا تہا سو حضرت کے
یہہ مراد ہی کہ جنت کے لوگونکی عمر بندہ ارشاب معلوم ہوگی مسلم نی انسؓ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ جنت مین ایک بازار ہی ہر جمعہ کو وہان جتنے لوگ جاویگی پس شمالی ہوا چلکر اونکی مونہہ اور
کپڑونپر مشک اور زعفران ڈالدیگی اوس سی اونکا حسن و جمال اور زیادہ ہوجاویگا پس جب وہان سی گہر آویگی تو
اونکی گہر والی کہاکرینگی کہ واللہ تمہارا آج حسن و جمال زیادہ ہوگیا ہی وہ کہینگے کہ بخدا ہماری بعد تمہارا بہی یہی حسن و
جمال بہت بڑہگیا ہی جنت کے عیش و آرام کا آحادیث و قرآن مین بہت ذکر ہے جسکی تفصیل مطلوب ہو
وہان دیکہہ لی یا اللہ جسکی نصیب کریگا وہ وہان خود جاکر دیکہیگا مکاشفات انجیل باب ۲۱ اور ۲۲ مین
ہی جنت کا بیان ہی کہ جسکو شہر مقدس کی ساتہہ تعبیر کیا ہے چنانچہ باب ۲۱ آیت ۱ مین یون ہی (پہر دیکہے
ایک نئی آسمان اور نئی زمین کو دیکہا کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی تہی آیت ۲ اور مجہہ یوحنا
نی شہر مقدس نئی یروسلیم کو آسمانسی دلہن کی مانند سنگار کرکی خدا کی پاس سی اُترتی دیکہا آیت
۳ اور خدا اونکی آنکہونسی ہر ایک آنسو پونچہیگا اور پہر موت نہوگی اور نہ غم اور نہ نالہ اور نہ پہر درد کہہ ہوگا کیونکہ
اگلی چیزین گذر گئین اور بقیہ بیان سوافق ہی آیات قرانیہ کی جنکا ذکر اوپی گذرا آیت ۱۱ (اور اسکے
دیوار یشم کی ہی تہی اور وہ شہر خالص سونی کا شفاف شیشی کی مانند تہا آیت ۱۹ اور اوس شہر کی دیوار کے
نیوین ہر طرح کی جواہر سی آراستہ تہین پہلی نیو یشم دوسرے نیلم کی تیسرے شب چراغ کی چوتہی زمرد کی پانچوین
عقیق کی چہٹی لعل کی ساتوین سنہری پتہر کی آٹہوین فیروزہ کی الخر آیت ۲۱ تحصرا (ہر ایک
دروازہ ایک ایک موتی کا اور سڑک خالص سونیکی شفاف شیشے کی مانند) ۲۳ تحصرا (اور وہ شہر
سورج کا محتاج نہین اور نہ چاند کا کہ وہی اوسکو روشن کرین کیونکہ خدا کی جلال نی اوسی روشن کر رکہا ہے

سو یہ مطابق ہی قرآن و حدیث کی کا قال ہیرون فیہا تمسا لایہ اور لعادیث مین آیا ہی کہ جنت مین عرش کی روشنی ہوگی آیت ۷ (اور کوئی چیز پاک نفرت بیہودہ جھوٹ اوسمین کسیطرح نہ آویگی) قرآن مین بھی اللہ تعالی نے فرمایا ہی لایسمعون فیہا لغو و لا تاثیما و یہان بیہودہ اور گناہ کی بات سنی نہین جاویگی بالبداہت آیت ۱۰ اور روشنی آب حیات کے ایک صاف مذہبی کہائی جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور نبی کی تخت سے نکلتے ہی) تا یید یہ نہر تسنیم کا بیان ہی کہ جو عرش سی نکلتے ہی (آیت ۱۴) اور روی اوسکا موجہ (بہنیگی) یعنے وہان روشنی الہی ہوگا جیسا کہ قرآن سی ثابت ہے (۵) اور وہان رات نہوگی اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کی محتاج نہونگی اور روی ابدالاباد و باد شاہت کرینگی) قرآن مین بھی خلود اور خالدین فیہا آیا ہی اور یہان اہل جنت ہمیشہ رہینگی پس یہ تفصیل مکاشفات یوحنا شاگرد عیسی علیہ السلام سے ثابت ہے اور کرشنا مکاشفات عیسائیونکی نزدیک مجموعہ تحریل مین داخل ہی پس عیسائیون کا کوچہ و بازار مین کہری ہوکر یہ طعن کرنا کہ انحضرت نے یون ہی خیالی جنت و دوزخ لوگونکی لالچ اور ڈرانیکو بیان کردی ورنہ حقیقت مین کچھ بھی نہین بالکل بیجا اور خلاف نقل اور عقل اور بی ایمان کی بات ہے **ف** دوزخ و جنت کی حقیقت مین اختلاف ہی بعض کہتی ہین روحانی بعض جسمانی مگر یہ نزاع لفظی ہی کیونکہ جو جسمانی ہونیکی قائل ہین وہ ایسا جسم نہین کہتی ہین کہ جو قابل فنا و تغیر ہی بلکہ جسم لطیف کہ جسکو روح سی تعبیر کرتی ہین اور جنت و دوزخ مین ثواب و عقاب کیلئے انسان کی اعمال کسی صورت مین ظہور کرتی ہین جیسی اعمال حسنہ و قصور ہون جیسے ہین بری سانپ بچھو کی صورت مین آگی آتی ہین کیا خوب فرمایا ہی کیسی سہ ہشت دوزخ ہشت اعمال بدست ۔ ہشت جنت ہشت اعمال خوشت ۔ اللہم ہب لنا حبت الفردوس

**دوزخ اور جنت باب ہی موجود ہین** کیونکہ حوا اور آدم علیہ السلام کا قصہ کہ وہ جنت مین رہی تہی پیر وہانسی نکالی گئی جیسا کہ قرآن مین موجود ہی اس پر صاف دلالت کرتا ہی اور دوسرے قرآن کی بہت سی آیات اس مطلب کو ثابت کرتی ہین کما قال تعالی اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ کہ جنت پرہیزگارونکی کیلئے طیار کی گئی ہی اور دوزخ کی نسبت فرمایا ہی اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ کہ دوزخ کافرونکی لئے طیار ہوئی ہی تیسری بہت سی حدیث صحاح اسپر دلالت کرتی ہین کہ حضرت نے شب معراج مین جنت اور دوزخ

کو دیکھا اور ایک حدیث خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ مین دوزخ کے پست سی نماز مین پیچہے ہٹتا ہوا دیکہا اور دوسرہ جنت کے لینے کی قصد سی آگی بہڑہا تہا اور اگر وہان کا ایک انگور کا خوشہ لیتا تو تم دنیا کو سکل بدلا بار تک کہاتی پہرتی وہ کم نہ ہوتا چنانچہ صحاح مین یہہ حدیث موجود ہی اور شہدا بدر اور اُحد کی نسبت فرمایا تہا کہ جنت مین ہین الغرض اس قسم کی احادیث سب اکر حد تواتر کو پہونچ گئی ہین چونہی جن آیات سے کہ ہمنے عالم برزخ کا اثبات کیا تہا وہ جنت اور دوزخ کی موجود ہونی پر دلالت کرتی ہین اور اسے لئی تمام صحابہ اور تابعین اس پر متفق تہی کہ جنت اور دوزخ اب بالفعل موجود ہین معتزلہ کہتے ہین اب موجود نہین بلکہ قیامت کو موجود ہونگی اس لئی کہ اللہ تعالی جنت کی نسبت یون فرماتا ہی تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا اس آخرت کی گہر کو بنائینگی ہم اون لوگونکی واسطے کہ جو دنیا مین نہ اپنا علو چاہتے ہین نہ فساد دوسرے جنت اگر بالفعل موجود ہو تو اللہ کے اس قول کی موافق کل شی هالك الا وجهه کہ سوا اسکی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہی جنت کا ہلاک ہونا لازم آوی حالانکہ بالاتفاق جنت کی کوئی چیز فنا نہین ہوگی کما قال تعالی اُكُلُهَا دَائِمٌ یعنے جنت کی کہانی ہمیشہ رہنی والی ہین **جواب** تجعل حال اور استقبال دونون معنی مین مستعمل ہی پس ہم نہین تسلیم کرتی کہ وہ استقبال کی لئی آیا ہی کہ جس سے تم اپنا مدعی ثابت کرتی ہو دوسری اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو تجعل کی معنے نہلاک کی ہین نہ بخلق کے پس آیت کے معنی یہہ ہین کہ اس دار آخرت کا مالک ان لوگونکو کرونگا کہ جو دنیا مین فساد اور علو نہین چاہتی تیسرے اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی کہ تجعل خلق کے معنی مین ہی پس یہہ آیت اوس آیت کی کہ جس مین اعدت کا لفظ مذکور ہی معارض ہوگی اور آدم کا قصہ اور عالم برزخ کے آیات اور جمیع احادیث بلا معارضہ باقی رہینگی پس ہم اونسی استدلال کرینگی اور بسبب معارضہ کی ذا عدت مسلم ہوگا تجعل کیونکہ ذا تعارضا تساقطا مشہور ہے اور دوسری دلیل کا یہہ جواب ہی کہ جنت کی کہانونکی دوام سی مراد یہہ ہی کہ اونکی نوع قطعے نہ ہوگی جب ایک پہل کہا چکی چہٹ دوسرا موجود ہو جاویگا سو یہہ اسکی منافی نہین کہ ایک لحظہ بہر اس قول کی صادق آنیکی لئی ہلاک ہو جاوین علاوہ اسکی ہلاک اسکو نہین چاہتا کہ وہ شی فنا ہو جاوی بلکہ قابل نفع نہی اور اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو کل شی ہالک کی یہہ معنی ہین کہ ہر شی ممکن ہی اپنی ذات کی لحاظ سی اوسکی لئے

وجود نہین ہی اگر موجود ہی تو اللہ کی جو دسی ہی اور وجود امکانی وجود واجبی کی مقابلہ مین بمنزلہ عدم کی ہی

**اونکے رہنیوالونکو اور اونکی چیزون کو کبھی فنا نہین** پس کبھی جنت اور اہل جنت کو فنا نہی اور یہ کبھی فرح اور اہل فرح کو فنا ہی کیونکہ اونکی نسبت اللہ تعالی نی قرآن مین خالدین فیہا ابدًا فرمایا ہی پس وہ مشہور ہی کہ اللہ کی اس قول کی مصادق اونکی ہر ایک لحظہ ہر گھڑی فنا کی وقت معدوم ہو جاوینگی اور وہ قول یہہ ہی کل شی ہالک الا وجہہ سو یہہ اس طرح کے ہمیشہ رہنی کے مخالف نہین کہ جس کا ہمنے پہلی ذکر کیا ہی **شبہہ** قرآن مین بھی اور احادیث مین بھی آیا ہی کہ جنت مین چاندی سونے کی اینٹ یا سکات یا موتی کا خیمہ ہوگا علی ہذا القیاس پس اگر یہہ عقل کی نزدیک محال نہین کہ اللہ تعالی سا ہمیل کا ایک موتی کا خیمہ پیدا کردی یا مدنعمتین کہ جسکا اہل اسلام ذکر کرتی ہین اون پیدا کردی کیونکہ اوسکی قدرت سے یہہ باہر نہین ہی لیکن یہہ تو عقل کی نزدیک ہر گز مسلم نہین کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا خاصہ کے چیزین ہمیشہ رہین اور ابد تک قیام پذیر ہوون **جواب** ہم پہلی ثابت کر چکی ہر کہ یہہ دنیا بالکل معدوم ہو جاوی گی اور یہہ زمین کسی اور زمین سی بدلی جاویگی پس سونا وغیرہ معدنیات ہی رہینگی پس جہان شارع نی سونا چاندی یا موتی وغیرہ چیزین جنت کے لئے بیان فرمائی پس سونا وغیرہ معدنیات کی قسم سی نہین ہین اور یہہ ہمارا منظور تہا اس عالم کی لوگونکی پس جنت مین جو چیزین ہیا نکی سونا چاندی یا موتی کی شابہہ کسی وصف مین تہی اونکی ہمنامی کی واسطے اوسکو سونا یا چاندی یا موتی سی تعبیر کیا ہی ورنہ وہانکی موتیونکی آگی یہان کی موتیونکی کیا حقیقت ہی اور وہانکی سونی چاندی کی آگی اس سونی چاندی کی کیا قدر ہی اور اسی امر خفی کی طرف شارع نی فرمایا کہ جس کو کسی آنکہ نی دیکہا نہ کان نی سنا ہی نہ اوسکا کسی کی دلمین خیال آیا ہی وہ چیز اصلی طیار کی ہی پس یہا کی چیزونمین اور وہانکی چیزونمین فقط نام مین شرکت ہی ورنہ اونکی حقیقت اور ہی اور انکی حقیقت اور پس اگر شارع وہانکی چیزونکو اونہی نام سی تعبیر کرتا تو کوئی نہ سمجہتا **جنت مین موافق اعمال کی ہر شخص کو اللہ کا دیدار ہوگا** پس کوئی ہر وقت سنا بدہ و جمال کبریا کی مین مستغرق رہیگا اور کوئی من ہر کوئی ہفتہ کی مقدار مین کوئی مہینی کی مقدار مین کوئی تمام عمر مین ایکبار اللہ کو دیکہیگا اور صحیح یہی ہی کہ عورتون کو بہی

قیامت کی نفی
جواب

دیدار ہوگا اور دلیل اسکی منی یہہ ہی کہ یہہ دیدار فی نفسہ ممکن ہی کوئی دلیل اسکی محال ہونی پر قایم نہین ہوئی
پس جن آیات و احادیث مین اسکی صراحت ہے اونکی ظاہری معنی لینی چاہینگی قال تعالی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ
إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنے بہت سی لوگ قیامت کو شاد و خورم ہونگی اور اپنی رب کو دیکھینگی بخاری اور مسلم فی روایت کیا
ہی کہ نبی صلی اللہ وسلم نی فرمایا ہی ستَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا یعنے تم اپنی رب کو آنکھونسی دیکھوگی اور ایک روایت
مین یون آیا ہی کہ ہم حضرتکی پاس بیٹھی تہی اور اوسنے چاند نکلا ہوا تہا پس آپنی چاند کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اپنی
رب کو اسطرح صاف دیکھوگی کہ جسطرح اس چاند کو دیکھتے ہو الغرض یہہ حدیث مشہور ہی اس کو اکابر صحابہ مین سی
اکیس صحابی نی روایت کیا ہی اور تمام امت اسپر متفق ہی کہ قیامت مین دیدار الہی حق ہی اور اسباعین جسقدر
آیات مین اسکے معنے ظاہر مراد ہین البتہ بعد مین معتزلہ سی دیدار الہی کا انکار ثابت ہوا اور ان آیات کے تاویلات کرنا شروع
نی شروع کیا اور اونکی سب شبہات عقلیہ مین سی بڑا قوی شبہہ دیدار الہی کی نہونی پر یہہ ہی کہ آنکھہ سی کسی چیز کے
دیکھنے کی لئی یہہ چند شرطین ہین اول یہہ کہ جسکو دیکھے وہ کسی مکان مین ہو دوم وہ کسی طرف مین ہو سوم
دیکھنے والی کی سامنے ہو کیونکہ پیچہی ہوگی تو نظر نہ اویگی چہارم یہہ کہ اون دونو کی درمیان نہ تو بہت مسافت
ہو کیونکہ بہت دور کی چیز نظر نہین آتی نہ نہایت قریب ہو کیونکہ جو چیز بالکل آنکھہ کی پاس ہی وہ بہی
نہین دیکہا ہی تیسی نجم یہہ ہی کہ وہانتک شعاع بصر ہی پہونچی اور یہہ سب امور اللہ تعالی کی نسبت محال
ہین کیلئی کہ ان چیزونسی جسمیت ثابت ہوتی ہی **جواب** یہہ سب شرطین جسمانیات کے دیکھنے کیلئے
ہوتی ہین اور اللہ تعالی جسمانیات سی جدا ہی پس اوسکی لئی یہہ شرطین ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہی
بلکہ اللہ تعالی جنت مین مومنین کو ایسی آنکہین عطا فرمایگا کہ جس سی وہ اوسکو بدون ان شروط کے
دیکھینگے اور نقلی شبہہ معتزلہ کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی قران مین فرماتا ہی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کہ اوسکو ابصار
دریافت نہین کرسکتین اسکا جواب یہہ ہی کہ اول تو الف لام استغراق کی لئی نہین ہے پس معنے
نہوئی کہ کل ابصار اوسکو نہین دریافت کرسکتین بلکہ بعض دریافت کرسکتے ہین دوسرے ادراک کسی
کہ جسکی نفی کی ہی کامل مراد ہے کہ بالکل احاطہ کرلیوی پس یہہ نہ ثابت ہوا کہ کسی جہہ پر اوسکو ابصر دریافت
نہین کرتی تیسری اس آیت سے مراد یہہ ہی کہ ہر وقت اور ہر جگہہ ابصار اوسکو دریافت نہین کرتے

پس یہہ ثابت ہوا کہ کسی وقت بعضارت بھی معلوم ہو جاوی ملکہ اسی آیت سے اللہ کو دیکھنا ممکن معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہہ آیت اللہ تعالی کے مدح مین ہے پس مدح یہہ ہے کہ دیکھنا اوسکو ممکن ہے لیکن دی نظر نہین آتا بسبب حجاب کبریائی اور جلال کے پس اسی لیے لن ترانی فرمایا اور لن ماری نہین ذکر کیا کہ تو ای موسی بھی نہین دیکھہ سکتا نہ یہہ کہ عین دکھائی نہین دے سکتا اور دوسرا نقلی شبہہ یہہ ہے کہ جہان کسینے اللہ تعالی کے دیدار کے طلب کیے ہے تو اوسکے جواب مین اللہ نے استفہام اوہ استکبار ظاہر فرمایا ہے چنانچہ موسی کی قوم نی کہا تہا کہ حقیقت خدا کو بذیکھہ لین گے تب تک ہم ایمان نہ لائین گے تو اوہ بجلی نی ہلاک کیا یا موسی نی کہا تہا رب ارنی انظر الیک کہ ای اللہ تو مجھکو اپنا دیدار دکھلا تو جواب مین فرمایا لن ترانی کہ تو بھی ہرگز نہین دیکھہ سکیگا اسکا جواب یہہ ہے کہ موسی کے قوم عناد اور سرکشی کی طور پر اللہ کا دیدار چاہتے تہی سو اسلیے اونکو نہوا اور اگر ناممکن ہوتا تو موسی علیہ السلام اوسکو خود منع کر دیتے جسطرح کہ بت کو خدا بنانے سے منع کر دیا تہا اللہ موسی علیہ السلام کا دیدار کا سوال کرنا خود دلالت کرتا ہی کہ دیدار الہی ممکن ہی کیونکہ اگر محال ہوتا تو پھر موسی کا طلب کرنا موسی کے لاعلمی پر دلالت کرتا کیونکہ بتحقیق معلوم تہا کہ اللہ کا دیکھنا محال ہے اوراوسکی نسبت موجب عیب ہی یا ایک بیہودہ اور بیفائدہ چیز کے مانگنی پر جسکے کرنے سے اور انبیاء علیہم السلام کی شان سی یہہ امر بہت بعید ہے اور دوسرے اللہ نے جواب مین موسی کو فرمایا کہ اگر پہاڑ تھہرا رہا تو تو بھی مجھے دیکھہ لیگا پس پہاڑ کے قیام پر رویت کو معلق کیا ہا ملکہ پہاڑ کا قیام محال نہین ہی پس رویت اللہ کے بھی محال نہین ہی لیکن دنیا مین بسر کو اوسکی دیکھنے کی طاقت نہین سو اسلئی موسی کو صعق کر دیا تیسرے سوال سے یون فرمایا کہ تو بھی نہین دیکھہ سکتا سو اس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ حد اکسیکو نظر نہین آسکتا کیونکہ ممکن ہی کہ اوسوقت موسی کو دیدار کے طاقت نہ ہی اور صحابہ کا شب معراج مین وقوع دیدار الہی مین اختلاف کرنا ممکن ہونی پر دلالت کرتا ہی ف خواب مین اللہ تعالی کو دیکھنا جیسا کہ سلف سی منقول ہی ممکن ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ رح اور امام احمد رح سی منقول ہی کہ اونہون نے خواب مین اللہ تعالی کو دیکھا لیکن معتزلہ یہی اسکا انکار نہین کرتے کیونکہ خواب مین دیکھنا ثابت ہے کہ رویت بصری اور ای جاسے سی علماء متفق ہین کہ جو شخص دنیا مین اللہ کو آنکھہ سے دیکھنے کا دعوے کرے وہ کافر ہے یہہ بحث علم کلام کے مسئولات مین بڑی تفصیل سے مندرج ہی جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو وہان دیکھہ لے

## خاتمۃ الکتاب

**فصل** مسلمانونپر واجب ہی کہ ایک شخص کو امام بنادین ۔ مسلم نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جو شخص بے امام کے مرگیا تو اوسنے جاہلیت کی موت پائی ۔ یعنے جس زمانے مین امام موجود نہو تو اوس زمانے کے مسلمانونکی جاہلیت کے زمانہ کی طرح موت خراب سے اس سے امام بنانیکی بہت تاکید ثابت ہوئی اور دوسرے بہت سے دین کے واجبات امام پر موقوف ہین اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو تو وہ چیز بھی بضرورت واجب ہو جاتی ہے اور وہ واجبات یہہ ہین مسلمانونکی منازعات کا فیصلہ کرنا عیدین اور جمعہ کا قائم کرنا حدود شرعی کو جاری کرنا لشکر اسلام کی طیاری کرنا غنائم کا تقسیم کرنا صدقات اور ضعفاء مسلمین کی پرورش کرنا علی ہذا القیاس اور بہت سے ایسی امور ہین کہ بدون حاکم کے اونکا عمل مین لانا ممکن نہین اور اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اول ابوبکر صدیق رضہ کو اپنا حاکم بنایا تب حضرتکی تجہیز و تکفین کی اور اسی جائی سے اسلام کی تمام فرقونکا اس بات پر اتفاق ہی ہان معتزلہ اللہ پر واجب کہتی ہین کہ اوسکو ضرور ہی کہ مسلمانونمین سے کسی کو حاکم کرے تاکہ اسلام کی جمیع امور بخوبی ادا ہوتی رہین اور مسلمان لوگ خراب نہو جائین ورنہ امام نہونیکی صورت مین خود سر لوگ ہو جاوینگی غیر لوگ انکو اپنا محکوم بنا کر ہزارہا امور دینی اونسے ترک کرا دیوینگی اور یہہ بیچارے اونکی باتون مین ذلیل ہو جاوینگی پس اسلام بھی ذلیل ہو جاویگا حالانکہ اسلام کو سب دینونسے غالب رکھنی کا وعدہ اوسنے کیا ہے یا یون ہے ایک دوسرے پر جور و جفا کر کے ضعیف ہو جاوینگے اور صدہا طرح کی خرابیان جو حاکم کے نہونے سے ہوتی ہین پیش آوینگے لیکن اہل حق کے نزدیک اللہ پر کوئی چیز واجب نہین ہے ہان مسلمانون پر ضرور واجب ہے کہ وہ اتفاق کر کے ایک شخص کو اپنے مین سے حاکم بنادین تاکہ یہہ مفاسد جو مذکور ہوے ہین لازم آوین سوال

اگر کوئی شخص حکومت عامہ رکھتا ہو اور اوسمین امامت کی شرط اگر پائی جاوین وہ بھی
کافی ہے جواب ہان امور دنیاوی مین کافی ہوسکتا ہے لیکن امور دینی جو مقصود
ترین بہت سے فوت ہوجاوینگے پس ہمارون امام کی حکومت عامہ والی شخص
سے کام نہین چلتا ہے امام کی شرطین یہہ ہے (اور وہ امام مسلم حر مرد عاقل
بالغ قریشی صاحب سیاست اور احکام جاری کرنے پر اور دارالا
سلام کی حدود کی محافظت رکھتی ہو اور مظلوم کا ظالم سے حق دلانے
پر قادر اور سب لوگون پر ظاہر ہو) پس جس شخص مین یہہ صفات پائی جاوین
اوسکو اہل اسلام متفق ہوکر اپنا حاکم بناوین اور اوسکی تابعداری کرین اب ان شروط
کی تفصیل کرتا ہون مسلمان ہونا امام کے لئی اس لئی شرط ہے کہ اللہ قرآن مین فرماتا ہے
مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا کہ اللہ نے کافرونکی لئی مسلمانون پر حکومت
نہین بنائی ہے پس کافر کو مسلمانون کا حاکم ہونا نہین پہنچتا ہے اور حر اس لئے کہ غلام
اول تو اپنے مولی کی خدمت سے فارغ نہین ہوتا دوسرے لوگونکی انکھون مین حقیر ہوتا ہے
اور مرد اس لئی کہ عورتین ناقصات الدین والعقل ہوتی ہین مسودہ حکومت کے قابل نہین
اور عاقل اس لئی کہ دیوانہ حکومت کا اہل نہین اور بالغ اس لئی کہ لڑکا تدبیر امور اور مصالح
جمہور سے قاصر ہے اور قریش ہونا اس لئی شرط ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
الائمۃ من قریش کہ امام قریش ہی ہونا چاہئی اور یہہ حدیث اگرچہ خبر آحاد ہی لیکن جب کہ
ابوبکر صدیق رضہ نے انصار کی مقابلہ مین حجت بناکر روایت کیا اور اوسکی بعد پھر کسی نے
اسکا انکار بھی نکیا تو گویا مجمع علیہ اور متفق علیہ ہوگئی لیکن خوارج اور بعض معتزلہ کے
نزدیک امام کا قریش ہونا کچھہ ضرور نہین بلکہ جو مسلمان اسکی قابل ہو وہ امام ہوسکتا ہے
اور امام کا قریش ہونا شاید حضرت ہم نے اس لئی مقرر کیا ہو کہ امام بنانی مین
تمام ہے اور لوگونکی عادت یون ہے کہ وہ سردار کی بعد اوسکی ہم قوم کو

تو مانتی ہین اور سی انکار کر بیٹھی ہین اور سردار سب کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس آپ کی
قریش تہی سو اس لئی آپنے فرمایا والعلم عالم اور امام کا صاحب سیاست ہونا اور احکام کی
جاری کرنے پر قادر ہونا اور مظلوم کا حق دلانے پر قادر ہونا اور حدود دارالاسلام کی بجا لانے
پر قادر ہونا اس لئی شرط ہی کہ بدون ان کے وہ غرض کہ جسکی لئی اوسکو امام بنایا ہے حاصل
نہین ہوتی اور امام کا سب لوگونکے نزدیک ظاہر ہونا اس لئی شرط ہے کہ اگر امام لوگونسی
پوشیدہ ہو اور کسیکی اوسکی پاس آمد رفت نہو تو اوسکا ہونا نہونا برابر ہے جس غرض کی لئی
اوسکو امام کیا تہا وہ اوس سے حاصل نہین شیعہ اور اونمین سی بالخصوص امامیہ کا یہہ
عقیدہ فاسد ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد امام برحق علی رضی اللہ عنہ ہین پہر اونکی بعد اونکی بیٹی
حسن ہین اونکی بعد اونکی بہائی حسین ہین اونکی بعد اونکی بیٹی علی زین العابدین ہین اونکی بعد
اونکی بیٹی محمد باقر ہین اونکی بعد اونکی بیٹی جعفر صادق ہین اونکی بعد اونکی بیٹی موسی کاظم ہین اونکی بعد
اونکی بیٹی علی رضا ہین اونکی بعد اونکی بیٹی محمد تقی ہین اونکی بعد اونکی بیٹی علی نقی اونکی بعد اونکی
بیٹی حسن عسکری اونکی بعد اونکی بیٹی محمد الملقب بہ مہدی ہین اور امام مہدی دشمنونکے خوفسی
پہاڑ مین چہپکر بیٹہ گئی ہین کبہی موقع پاکر نکلینگے اور انکی ہان بارہ امام یہی ہین اب ہم ان شیعہ
سی دو بات پوچہتی ہین اول یہہ کہ تم امام سے کیا مراد لیتی ہو آیا تم بہی معنی مسلم رکہتی ہو پس
اس معنی سی تو سوای حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید نا حسن رضی اللہ عنہ کی ان حضرات مین سے
کوئی حاکم نہ تہا بلکہ اوسوقت کی ظالم حاکمونکی خوفسے یہہ سب بزرگوار چہپتی پہرتے تہی چنانچہ
شیعہ کی کتابون مین بہی اسکی خوب تصریح ہی ہان مہدی رضی اللہ عنہ قریب قیامت کی
پیدا ہونگی اور امام بنای جاوینگی اور اگر تمہارا مطلب یہہ ہے کہ یہہ بزرگان دین اور اہل بیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین لیکن حاکم بنانے کے قابل نہی سو یہہ ہماری نزدیک
بہی مسلم ہے بلکہ شیعہ سی زیادہ ہم انکی محبت اولاد نسی حسن عقیدت رکہتے ہین اور
انکی محبت کو رکن ایمان جانتی ہین کیونکہ یہہ ہماری پیشوائی ہین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شاید

شیعہ اور سب صحابہ سے برا کہنی کو اور محرم مین اونکی نالکی کا خدونکی بت بنانی اور سر پیٹنا اور
اور شادیونکی طرح تاشی مرفے بجانی کو اور عشرہ محرم مین تعزیونکی ساتھ جوان عورتون کا
بناؤ سنگار کرکے ہر گلی و کوچہ مین گشت کرنے کو اور امام باڑون مین بیٹھکر سر پیٹنی ماتم داری
کرنیکو اور مرثیہ خوانی کرکے اوچھلنی کودنیکو کہ جسپر ہنود یہود و نصاری تھی ہنستی ہین اہل
بیت کی محبت کہتی ہین تو خیر یہہ محبت کہ جسکی براہی صریح آیات قرآن و احادیث مین ہی
انہین کی پاس رہے ہم اس محبت نہی بری ہین اللہ ہم اونکی محبت دی کہ جس سی وہ بھی ہمسی
خوش رہین اور اللہ اور رسول ہی راضی رہین آمین دوسری بات یہہ ہی کہ جبکہ صدہا
برس سی امام مہدی کی ڈر کر پہاڑ و غین چھپی بیٹھی ہین اور اہل اسلام پر صدہا طرح کی آفات و بلیات
جو امام کی نہونے سے ہوتی ہین نازل ہو رہی ہین اور ہو چکی ہین پس ایسی وقت مین اونکی
امام ہونے نے کیا فائدہ دیا امام اس لئی ہوتا ہی کہ لوگ جاکر اپنی ضرورت اوس سے روا کرین
اونکی پاس تو کوئی مظلوم جا سکتا ہی نہ کوئی فریادی پہنچ سکتا ہی بلکہ ہزارہا بیچاری اسی انتظار
مین مر گئی ہونگی اگر اونکی بعد آپ آئی تو بقول شخصے پسر زانکہ سن نامم بچہ کار خواہی آمد کس کام اونکی
اچھا یہہ مانا کہ وہ عیسی اور خضر کی طرح صدہا سال سے زندہ ہین لیکن ایسا کیا خوف اوسپر غالب
آیا کہ اونکی بعد ایران و ہندوستان مین خصوص شیعہ کی بڑی بڑی سلطنتین ہو چکی ہین
اور خصوص نواب محمد علیشاہ اور آصف الدولہ وغیرہ حاکمان لکھنو کی فوجونکے نقارے اور باجے
کے اونکی کانون آواز گئی ہوگی پھر بھی وہ باہر تشریف نہ لائی نہ کسی شخص کو کبھی اپنی حالسی
خبردار کیا خیر امامت کا دعوی نکرتے پر اپنی ابا کرام کی مانند لوگون پر ظاہر تو ہوتی اللہ تعالی
شیعہ کی عقل کو درست کرے انا للہ و انا الیہ راجعون (امام کی واسطی اپنی سب
اہل زمانہ سی اچھا ہونا یا ہاشمی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہین ہے
اپنی سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا اس لئی شرط نہین ہی کہ اول تو جس کا اہل زمانہ سے
اچھا ہونا یقینی معلوم ہونا مشکل کیا بلکہ محال ہی دوسری امامت ایک مسلمانونکی خدمت

ہی پس ایسا اوقات کم رتبہ کا آدمی اعلی رتبہ کے آدمی سی اس خدمت کو اچھی طرح
ادا کرتا ہے اور ہاشمی یا علوی ہونا اس لئی شرط نہین کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان
ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین قطعی امام تہی حالانکہ یہ نہ ہاشمی تہی نہ علوی بلکہ قریشی
تہی ہان اگر ہاشمی یا اولاد فاطمہ رہ کو امام بنایا جاوی تو اولی ہی اور معصوم ہونا اس لئے شرط نہین کہ شرط
ہونیکی لئی کوئی دلیل قطعی چاہئی اور اسکی لئی کوئی دلیل نہین ہے ہان شرط ہونیکی واسطے
دلیل کا نہ ہونا کافی ہی کما لایخفی فسق یا جور سی امام کو معزول کرنا چاہئی اگر امام سے
کوئی گناہ سرزد ہو جاوے خواہ کبیرہ خواہ صغیرہ یا کسی پر وہ ظلم کر بیٹھی پس اس سبب سے
مسلمانون کو نہ چاہئی کہ اوس امام کو برطرف کر دیوین ہان اوسکو حتی المقدور اس سے
باز رکہین کیونکہ برطرف کرنے مین فتنہ عظیم کا ڈر ہی کس لئی کہ وہ صاحب شوکت ہی پس
اوسکیطرف بہی ایک جم غفیر ہوگا پس مسلمانونمین قتال و جدال واقع ہوگا اور دوسرے
جب امام کے لئی معصوم ہونا شرط نہین تو گناہ کے سبب سے اوسکا معزول کرنا محض
بیجا ہی اسی سبب سے سلف کی لوگ خلفاء راشدین کی بعد ائمہ فاسقین اور جابرین
کی بہی اطاعت کرتی رہے اور اونکی ساتھہ اور اعیاد پڑہتے رہی اور اونپر چہڑائی
کرنیکو برا سمجہتی تہے لیکن امام شافعی کے نزدیک فسق و جور سی امام کو معزول کر دینا چاہئے
اور اسیطرح ہر قاضی اور امیر کو برطرف کر دینا چاہئی کیونکہ اونکی نزدیک اصل یہہ ہے
کہ فاسق اہل ولایت نہین پس جب کہ اوسنی اپنی نفس کے رعایت نکی تو اورونکی حقوق کیا
بجالاویگا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک فسق سی ولایت باقی رہتی ہے یہانتک کہ باپ
فاسق کو اپنی بیٹی کے نکاح کرنیمین ولایت ہی اور وہ اوسکا ولی ہے اور کتب شافعیہ مین
لکہا یون ہے کہ فسق سی قاضی کو معزول کرنا چاہئی اور امام کو نہین اور فرق یہہ ہی کہ امام کی
معزول کرنیمین آثار فتنہ ہی اس مین نہین اور روایتہ نوادر مین کہ جو علماء ثلثہ یعنی امام محمد اور
امام ابو یوسف اور امام زفر سی ہی یون آیا ہی کہ نہین جایز ہے قضاء فاسق کی اور فتاوی ہی

قاضی خان مین ہی کہ اجماع ہی اسبات پر ہی کہ جس مقدمہ مین قاضی نے رشوت لیکر
فیصلہ کیا وہ فیصلہ ناجایز ہے اور وہ قاضی عہدہ قضا سے دور ہوگیا زیادہ تشریح اس
مسئلہ کی مطولات مین ہی لیکن خلاصہ یہہ ہی کہ اگر امام کی معزول کرنیمین فتنہ نہو تو اولی ہی
کہ اوسکو معزول کرکے دیندار متقی کو امام بناوین اور عصمت شرط نہونیکا اشارہ ہی
کہ محض فسق وجود سے امام عہدہ امامت سی دور نہین ہوتا واللہ اعلم پس امام برحق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد ابوبکر صدیق ہین کیونکہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے وفات پائی سب صحابہ انصار و مہاجرین نے بنی ساعدہ کی چوپی مین جمع ہوکر
ابوبکر صدیق کو بالاتفاق امام بنایا اور سب نے اور علی نے بھی علی رؤس الاشہاد اونسی بیعت کی
پس اگر اس خلافت کی ابوبکر صدیق مستحق نہوتی تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتفاق نکرتے اور جن انصار و مہاجرین نے اللہ اور اوسکی رسول پر جان و مال کو فدا کردیا
تہا اور وہ امر حق مین کسی کی نہ سنتی تہی اور قرآن مین جائی بجائی اونکی خوبیان مذکور ہین
چنانچہ آگے اونکا ذکر آویگا ان اللہ تعالی پس اونکی نسبت کیونکر تصور کیا جاوی
کہ اونہون نے اسراطل پر اتفاق کیا تہا اور جو شخص کہ علی رضہ کی خلافت پر تہا اوسکو
فرمانا اور دوسری اگر وہ مستحق نہوتے اور ہی صلی اللہ علیہ وسلم علی کی لئی فرماجاتے تو
خود حضرت علی رضہ اونسی تکرار کرتے اور اوس سند کو پیش کرتے جیساکہ معاویہ سے
کیا تہا اور خود بیعت نکرتے حاصل انصاف ہی کہ تمام صحابہ کہ جنکی قرآن مین ثنا ہی اور خود
حضرت علی شیر خدا امر ناحق کو کسطرح اختیار کرتے اور ابوبکر صدیق سے کسطرح دور جاتے پس اب
ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق نکہی تو وہ تمام صحابہ اور حضرت علی کو ناحق پر کہنا ہی نعوذ باللہ منہ
بعد اونکی عمر فاروق رضہ جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات قریب پہنچی تو اونہون نے
ایک کاغذ مین حضرت عمر رضہ کا نام لکہوا کر اوس کاغذ کو بند کرکے لوگونکو جمع کرکے فرمایا کہ جس
شخص کا نام اسمین لکہا ہی اوسکی بیعت کرو اور اوسکو خلیفہ بناؤ پس جس جس کی باس وہ

کا خدا تا کیا وہ بیعت کرتا گیا یہانتک کہ وہ کاغذ حضرت علی کے پاس آیا فرمایا مین نے
جس کا اس کاغذ مین نام ہے اوس سے بیعت کی خواہ عمر ہی ہون پس سب مہاجرین
وانصار اور علی حیدر کرار رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے حضرت عمر بن الخطاب
خلیفہ ہوئے اور واضح ہو کہ اگر حضرت صدیق اکبر غاصب یا حق دبانیوالی ہوتی
تو اپنی بیٹی کو خلیفہ کرتے اور اگر اونکی وجاہت سے تمام صحابہ نے اونکو خلیفہ کیا
ہوتا تو وہ اونکی بیٹی کو بھی اونکی خلیفہ بنانے سے خلیفہ کرتے بلکہ پہلے سے اب
وجاہت اور زیادہ ہوگئی تھی (اونکی بعد عثمان بن عفان رضی جب حضرت
عمر رضہ کو ابولولو اور مجوسی غلام نے صبح کی نماز مین زخمی کیا حضرت عمر سے لوگون نے
کہا کہ اپنی بیٹی عبداللہ کو خلیفہ کر دیجئے حضرت عمر نے کہا اوسکو مین اس خدمت کی
قابل نہین پاتا ہون لیکن ان چھہ شخصون کو پسند کرتا ہون انمین سے جسکو چاہو
خلیفہ بنالیا وہ چھہ یہہ ہین علی عثمان عبدالرحمن بن عوف طلحہ زبیر سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین پھر ان پانچ شخصون نے عبدالرحمن بن عوف کو مختار
کر دیا کہ تم انمین جسے چاہو خلیفہ مقرر کر دو ہم کو وہ منظور ہے پس انہون نے عثمان
بن عفان کو اختیار کیا پھر سب انصار و مہاجرین نے متفق ہوکر اونسے بیعت کی
اور اونکو خلیفہ بنایا پس اونکی خلافت پر سب کا اتفاق ہوا واضح ہو کہ صحابہ کے
عہد مین خلافت محض مسلمانونکی خدمت تھی خلیفہ کے لیے جسقدر اونکا خرچ ضروری
ہوتا تھا اوسقدر بیت المال مین سے ملتا تھا لہذا خلفاء راشدین کے پاس کوئی
سامان بادشاہت کا نہ تھا بلکہ اور لوگونسے بھی مکان ولباس وغیرہ چیز ونمین کمتر
رہتی تھی چنانچہ حضرت عمر نہایت پھٹی پرانے کپڑے پہنا کرتے اور مٹی کے چبوترہ
پر بوریہ بدون بیٹھکر معاملات صحابہ کی رائے سے فیصلہ کیا کرتے تھی پس اسی لئی
وہ اس خدمت کو بدون اہل کے نہ تیتی تھی شیعہ نے اونکی خلافت کہ شامل ہونا

سنی کا حضرت عمر کی خلافت کو حق ہونا

کی سلطنت پر قیاس کیا ہی کہ وہ کہتی ہین ابوبکر اور عمر نے علی کا حق دبالیا باغ فدک
سیدالنسا رفاطمہ کو مذیا شیعہ یہہ خیال نہین کرتے اگر خلافت کچھہ ایسی چیز ہوتی
تو ہر خلیفہ اپنی بیٹی کو بھی خلیفہ کرتا غیر کے پاس نہ جانے دیتا مال و اسباب سے
اپنا گھر بھر لیتا عیش و آرام شاہانہ کرتا اصل یہہ ہے کہ وہ خدمت تھی جس سے
ادا ہوتی دیکھی اوسکو اہل اسلام نے اتفاق کرکے امام بنا دیا جان پہچی
بادشاہت ہو گئی تھی تو اسی لئے حضرت حسنؓ نے ترک کیا اونکی بعد علی بن
ابی طالبؓ جب عثمان رضؓ کو عراق اور مصر کے باغیون نے شہید کیا اور مدینہ
مین فتنہ برپا ہی ہو گیا سب انصار و مہاجرین نے جاکر حضرت علی سے کہا اونہون نے
اول انکار فرمایا آخر جب کبار الصحابہ نے نہایت اصرار کیا اور کہا کہ یہہ وقت
ایسا نہین کہ آپ خلافت سی انکار کرین اور امت خیر البشرؐ کو پریشان حال
دیکھین سو حضرت نے قبول کیا سو سوائی چند لوگون اہل شام کے سب نے اونکو متفق
ہو کر خلیفہ بنایا اہل شام مین سردار حضرت معاویہ رضؓ تھی انہون نے حضرت علی
سی انتظام مملکت ہونا ممکن نہ سمجھا اس لئی آپ خلیفہ ہونا چاہا اور جن باغیون نے
حضرت عثمان کو شہید کیا تھا وہ کم بخت حضرت علی کی فوج مین آچھپی تھی لیکن
کسی کو اونکا اچھی طرح پتا معلوم نہ تھا سوا ایک یا زبیر اور طلحہ حضرت عائشہؓ کو مکہ سی
ساتھہ لائے اور بہت سے صحابہ اونکی ساتھہ ہوے کہ چلکر حضرت علی سی صلاح کرکے
اون قاتلان عثمان کو کہ جواب نیا فتنہ برپا کرنا چاہتے ہین قتل کیجئی سو جب دونون
لشکر ملی رات کو اون باغیون نے کسی کیطرف سے عائشہؓ کی لشکر مین تیر مارنا شروع
کیا تاکہ طرفین مین جنگ ہو جاوے اور ہم ہاتھہ نہ لگین سو ایسا ہی ہوا یہہ باعث حضرت
عائشہ اور حضرت علی کی لڑائی کا تھا آخر پھر صلاح ہو گئی اور ایسی ہی معاملات کے
سبب سے حضرت معاویہ رضی اللہ کہ اونکی پاس بھی شام کی بہت فوج تھی اور حضرت علی

علی مین کئی بار سخت لڑائیان ہوئین لیکن اون سب لڑائیون مین حضرت علی حق پر تہی حضرت معاویہ کی
سمجھ کی غلطی تہی آخر بشر تہی غائیہ امر یہ ہی کہ اصحاب حضرت معاویہ کو باغی کہوگی کہ اونہون نی امام برحق کا
مقابلہ کیا لیکن اس سی نعوذ باللہ اونکو کافر کہنا اور لعن طعن کرنا اور اونکی اس ایک خطای اور غلطی
پر اونکی صحابی ہونیکی فضیلت پر لحاظ نکرنا بہت بدی **اونکی بعد حسن بن علی رضون**
**اللہ علیہم اجمعین امام برحق ہین** جب حضرت علی کو ابن ملجم خارجی نی شہید کیا تو سب
مہاجرین و انصار اہل مکہ و مدینہ نی اتفاق کرکی سید الشہدا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امام بنایا
پس چھ مہینی تک آپنی خلافت کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تیس برس پوری ہوگئے
حضرت حسن نی معاویہ کو بلاکر کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ اصل خلافت میری بعد تیس برس تک
رہیگی سو تیس پوری ہوئین یہہ چھ مہینی باقی تہی اب پوری ہوچکے اب سلطنت اور بادشاہت رہیگی
سو یہہ مجھکو منظور نہین لیجئی آپ خلافت کیجئی پس اونکی بعد حضرت معاویہ حکومت کرتی رہی بعد اونکے
اونکا بیٹا یزید بدبخت اونکی جاے حاکم ہوا سو اوس نالایق دنیا دار نے اس خوف سے
کہ مبادا پہر حضرت حسن خلافت کا دعوی کرین یہہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ہین
اونکے روبرو مجھے کون پوچھیگا حضرت حسن کو زہر دلواکر شہید کیا اور چند روز بعد حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کو کہ وہ اہل کوفہ کے بلانے سے کوفہ کو جاتے تہے راستی مین کربلا ایک میدان
ہی وہان فوج بہیجکر اونکا محاصرہ کیا اور دریائے فرات کا پانے حضرت تک جانے نہ دیا آخر
حضرت حسین نی چند آدمیون سے باوجود اوس کئے روز کی پیاس اور شدت ضعف کے
اوس کی فوج کا مقابلہ کیا آخر شمر بدبخت کے ہاتہہ سے محرم کے دسوین تاریخ جمعہ کے
روز بعد زوال آفتاب کے وہ ابن رسول اللہ علیہ وسلم شہید ہوئی اور اونکے ہمراہی بہی
سب اونکی ساتہہ جنت مین تشریف لیگئے بعد ازان یزید نے حضرت کی لڑکون اور عورتون کو اور
سر مبارک کو شام مین اپنی پاس نہایت بی تعظیمی سی طلب کیا پہر وہانسی اہل بیت مدینہ مین لائی اور سر
مبارک پہر مدینہ مین آکر دفن ہوا ان واقعات کی زیادہ تفصیل مطولات مین سے جسنے نظر

شہادت حسین رض

منظور ہوا وہان دیکھی پھر چند روز کے بعد یزید نے مدینطیبہ کو آگھیرا صدہا اہل اسلام کو قتل کیا مسجد
نبوی مین گھوڑے باندھے کئی دن تک آذان و جماعت نہوئے پائی تیس اس کمبخت کی بی دین
ہونی مین کیا شک ہی اسی لئی علمار کا اسکی لعنت کہنی مین اختلاف ہی بعض اکابر نے کہی ہے
لیکن اکثر علمار کرام کہتی ہین کہ نہ کہنی ہی مین احتیاط ہے چنانچہ خلاصہ وغیرہ کتابون مین لکھا ہی
کہ یزید پر اور حجاج پر بھی لعنت نکرنا چاہئی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ اور مسلے کی لعنت سے
منع فرمایا ہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ شخص خاص کی لعنت مین بھی جہان
سکوت اولی ہی یہانتک کہ ابلیس کا کافر ہونا قرآن سی ثابت ہی اوسپر بھی لعن کرنسی سکوت بہتر ہے
اور دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو خوب معلوم ہی غیر ہی اوسپر لعنت کرنسی کچھ اہل بیت کی محبت نہ یا
ہو جاتی ہے نہ کچھ اونکو اوس سے نفع ہی اس سے بہتر بھی ہی کہ سکوت کرے اور اہل بیت کی روح کو ہدیہ
ثواب بھیجی **(خلفائی اربعہ مین ایک دوسری سی علی ترتیب الخلافت
افضل ہی)** اگرچہ یہہ چارون خلفا سب صحابہ سے بالاتفاق افضل ہین لیکن انمین بھی ایک دوسرے
سی افضل ہی پس اول سب سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص
اکی برابر نہین ہی بعد اونکی عمر کا رتبہ ہی سو ان دونون صحابہ ہونکی سب سے افضل ہونے پر تمام صحابہ اور
تابعین کا اتفاق ہی اور اونکی فضیلت کی ادلہ اونکی نزدیک ثابت ہین بعد عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت
عثمان بن عفان ذی النورین کا رتبہ ہی بعد اونکی حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ ہی لیکن
اہل حق مین سی بعض اکابر کے نزدیک عثمان غنی کو حضرت علی پر فضیلت نہین ہی بلکہ فقط علامت اہل
سنت والجماعت ہونیکی اونکی نزدیک یہی مقرر ہے کہ شیخین کو سب سے افضل جانی اور عثمان اور
علی کہ دونون حضرت کی داماد مین انسی محبت رکھی شیعہ سوا نبی حضرت علی کے ان تینون صاحبون کو
برا جانتی ہین اور خوارج حضرت علی اور عثمان کو برا جانتی ہین حالانکہ انکی محامد اور خوبیان قرآن مجید
مذکور ہین ان شاء اللہ ہم اونکو نقل کرینگی **(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد تیس برس
تک خلافت ہی پھر بادشاہت ہوگئی)** ترمذی اور ابوداؤد نی روایت کیا ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہیگی پھر تب کہانی بادشاہت
ہوجاویگی انتہی پس حضرت حسن تک وہ پوری ہوچکی اور حضرت کی پیشین گوئی کے موافق ظہور مین
آیا کہ وہ خلافت کہ جو خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جائی نشینی تہی خاص تیس ہی برس تک رہے
اور اس عرصہ مین جسقدر خلفا حضرتکی گدی پر بیٹہے وہ سب نیک و بینا عابد و زاہد رہی یہانتک
کہ خلیفہ کی سکان باالباس مین اور غیرہون سے کچہہ تمیز نہی بلکہ اونسی ہی شکستہ حال رہتی تہی اور جسقدر
ملک کہ اہل اسلام کی قبضہ مین آئی اسی عرصہ مین آئی چنانچہ روم و شام و ایران مصر وغیرہ بڑی
بڑی بہاری بادشاہتین حضرت عمر کی عہد مین مسلمانونکی ہاتہہ آئین اور جو جو اہل اسلام کی لئی فراخیز
فتح و نصرت و شاعت دین کی پیشین گویان تہین سب اسی عہد مین پائی گئین اور بعد تیس برسکی عروج
و بنیادی اور جاہ و حشم بادشاہی نی ظہور پکڑا اسیمین نزاع و قتال شروع ہوا وہ خیر و برکت کم ہوگئی اور
اسی سبب سے امیرالمومنین حضرت حسن نی راجا کر چہوڑ دیا تہا اخر اوسکی برای یزیدکی ہاتہہ پر خوب ظاہر
ہوئی **سوال** بعد تیس برسکی خلافت سی جب اسلام خالی رہا تو موافق حدیث سابق کی کہ جسنی اپنا
امام نہ پایا جاہلیت کی موت مرا لازم آیا کہ پہر بعد کے لوگ سب موت جاہلیت سے مری اور کوئی
خلیفہ اونکو نہ ملا **جواب** تیس برسکی تک ہی خلافت نبی سی حضرتکی یہہ مراد ہی کہ خاص میرے طریقہ کے
خلافت کہ جسمین کمال اتباع سنت اور وہ خلافت کامل ہوتیس برس تک رہیگی نہ یہہ ہی کہ بعد تیس
پہر کوئی خلیفہ نہ ہیگا کیونکہ بعد خلفا راشدین کی بہی خلفا ہوی ہین ہان وہ خاص اوس طریق پر
بہی تہی اور وہ کچہہ دنیادار بہی تہی چنانچہ خلفا عباسیہ کو سب سلف خلفا رکہتی آئی ہین یا یون
کہا جاوی کہ خلافت کہ جو حضرتکی جائی نشینی کا نام ہی تیس برس تک ہوچکی باقی امامت ہی
سو امام کی تئی ہو نیسی جاہلیت کی موت ہوتی ہی لیکن شیعہ کی نزدیک خلافت عام ہی اور امامت
خاص اوسی جانشینی کو کہتی ہین لہذا خلفا ثلثہ کو وہ امام نہین کہتی ہین واللہ اعلم **فصل**
**ہر مسلمان کی پیچہی خواہ وہ فاسق ہو خواہ متقی نماز پڑہنا درست ہے**
کیونکہ ابوداؤد وغیرہ نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ ہر فاجر اور نیک کی پیچہی

نماز پڑھ لیا کرو لہذا سب صحابہ اور تابعین ومن بعدہم مبتدعین اور فساق کے پیچھے نماز پڑھنا درست جانتے ہیں پس وہ جو بعض اکابر سے مروی ہے کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز نہ پڑھا جائے پس بالتو اس سے یہہ مراد ہی کہ جب تک متقی دیندار امام میسر آوے فاسق کے پیچھے نہ پڑھے یا یہہ مراد ہے کہ جس شخص کی بدعت یا فسق حد کفر کو پہونچ جاوے اوسکی پیچھے نماز نہ پڑھے **اور ایسی طرح ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے** خواہ فاسق ہو بشرطیکہ ایمان پر خاتمہ اوسکا ہوا ہو کیونکہ بیہقی نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ہر نیک اور بد کی نماز پڑھا کرو اور طبرانی نے بھی اوسط مین روایت کیا ہے کہ جس لا الہ الا اللہ کہتا ہے اوسکی جنازے کی نماز پڑھو پس تمام صحابہ اور تابعین فاسقونکی جنازونکی بھی نماز پڑھتے تھے اور دوسرے حقیقت مین یہہ نماز استغفار ہے میت کے لئے پس گنہگار اوسکا اور زیادہ محتاج ہے **موزون پر مسح کرنا درست ہے** اگر کوئی خواہ سفر مین ہو خواہ حضر مین پاؤن نہ دہوے بلکہ جرابون پر مسح کرلے تو یہہ کافی ہے کیونکہ اسکا ثبوت بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوبی پہونچ گیا ہے بلکہ اکثر محدثین نے حدیث مسح کو متواتر گنا ہے سب صحاح ستہ والی اوسکو روایت کرتے ہین اور قریب ستر صحابی کے اسکے راوی ہین اور اونمین سے بالخصوص حضرت عمر اور علی اور ابوبکر صدیق ہیں اسکے راوی ہین کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو مسح کو جائز نہ کہے اوسکی کفر کا خوف ہے کس لئے کہ یہہ تواتر کو پہونچ گیا ہے اور حاصل یہہ ہے کہ جو اسکو درست نہ جانی وہ اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسینی اہل سنت کی علامت اپنی فرمایا یہہ ہے کہ شیخین کی محبت رکھے اور حضرت کے دونون داماد ون پر کچھہ طعن نکرے اور موزون پر مسح جائز سمجھے نقل کیا ہے اسکو شرح عقائد نسفی مین علامہ سعد الدین نے **نیلی رومال ہی** چھوٹے یا انگوچھے کے سترپوش کو کہ اوسمین کچھہ تری ہو جاوے پسینہ کہنے مین پس اسکو حلال جاننا اہل سنت کے قواعد مین داخل ہے البتہ مستحب اسکو حرام کہتی ہین ہان جب بلا ضرورت لگی تب اسوقت اسکا ایک قطرہ بھی بالاتفاق حرام ہے **متعہ حرام ہے** متعہ یہہ ہی کہ کسی عورت کو کسقدر مال پر مدت معینہ تک جماع کی لئی مقرر کری سو یہہ متعہ ایکبار دو بار اول اسلام مین

جایز ہوگیا تہا پہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام کردیا اسکی حرام ہونیکی احادیث ہی حضرت علی وغیرہ کبار الصحابتہ سی بکثرت منقول ہین پس جو اسکو درست کہے وہ اہل سنت سی خارج ہے

**پائخانہ کی راہ سی جماع کرنا حرام ہی** اسکی حرمت مین ہی کثرت سی احادیث صحیحہ وارد ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جو شخص پائخانہ کی راہ اپنی بیوی سی جماع کریگا قیامت کو اللہ تعالی اوسکو نظر رحمت سی نہین دیکہیگا اور ایک حدیث مین ایسی شخص پر حضرت نے لعنت کی ہی شیعہ اسکو درست کہتے ہین اور یہہ دلیل پیش کرتی ہین قال تعالی نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ یعنی عورتین تمہاری کہیتے ہین جہانسے چاہو اپنی کہتی کے پاس اؤ پس یہہ عام ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ خود اسی آیت سی ناجائز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نی یہان عورت کو کہتی سے تشبیہ دی ہے کہ جسطرح کہتی مین ہل لگتا ہے عورتون کو بہی ہل لگتا ہے اور کہتی مین جو تخم سے ہل آتا ہے اور عورت کو جماع سے حاصل ہوتا ہے پس جس راہ سے کہ ہل ہو تو اوس راہ سے استعمال نکرنا چاہئے اور یہہ سب پر ظاہر ہے کہ پائخانہ کی راہ سے جماع کرنے سے اولاد نہین ہوتی بلکہ تخم ضائع جاتا ہے اور اوسوقت عورت پر کہیتی ہونا صادق نہین آتا ہے دوسرے اگر جہانسے چاہو کی لفظ کو بالکل عام لوگے تو چاہئے کہ مونہہ کیطرف سی بہی جایز ہو اور اگر خاص کروگے تو وہی طریقہ خاص مراد ہوگا اور جہانسے چاہو کے یہہ معنی ہین کہ خواہ لٹا کر خواہ کہڑے خواہ اور طرح سے قبل مین جماع کرنا تمکو درست ہے نہ یہہ کہ یہود جسطرح اوندہا کر کے جماع کرنیکو منع کرتے تہے منع ہوا قرآن مین اس امر کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ یعنے اوس راہ سی جماع کرو کہ جس سی تمکو خدا نی حکم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا حکم بقرینہ حرث کی قبل کی راہ سی ہی اور اگر قبل و دبر مین دونون جگہہ جایز ہوتا تو اللہ یہہ تحدید نہ لگاتا کیونکہ بالاتفاق اس قید سی موضع جماع مخصوص ہی چوتہی قرآن مین اللہ تعالی نی حیض والی عورتسی سبب ناپاکی کے جماع کو حرام کیا ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ دبر کی راہ سی ناپاکی حیض سے بہی زیادہ ہی اسی لئی تمام صحابہ اور تابعین اسکو برا جانتے تہے خدا جانی شیعہ کو آجکل کس علت سے حلال ہے

(جس کی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جنت کی بشارت فرمائی ہی اوسکو
ہم قطعی جنتی کہتی ہین) اگرچہ جنتی او لا الہ الا اللہ کہا ہوا ور وہ اسی پر مرا ہی ہو قطعی جنتی ہی لیکن
کسی شخص خاص کو بدون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم قطعی ... جنتی نہین کہتی کیونکہ خاتمہ
کا اعتبار ہی اور ہر شخص کے خاتمہ کا حال سوای اللہ کی اور کوئی نہین جانتا ہی لیکن جن لوگونکو حضرت نے
جنتی کہا ہی اونکی سوء خاتمہ کا ڈر نہین ہی البتہ اونکو ہم قطعی جنتی کہتی ہین سو حضرت نی بہت سی لوگون
کو نام لیکر جنت کی بشارت دی ہی اونمین سی یہہ دس شخص ہین کہ انکو عشرہ مبشرہ کہتی ہین
اور وہ یہہ ہین ترمذی اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ابو بکر جنتی
عمر جنتی عثمان جنتی علی جنتی طلحہ جنتی زبیر جنتی عبد الرحمن بن عوف جنتی سعد بن ابی وقاص جنتی
سعید بن زید جنتی ابو عبیدہ بن الجراح جنتی اور حضرت فاطمہ زہری زہرا اور حسین اور حسن رضوان اللہ
علیہم کو بہی اپنی جنتی فرمایا ہی چنانچہ صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ فاطمہ
جنت مین سب عورتونکی سردار ہین اور حسن و حسین جنت مین جوانونکی سردار ہین پس جسکی حضرت نے
خبر نہین دی ہی اوسکی جنتی ہونیکا حکم ہی قطعی جنتی ہونا اوسکی لئی نہین پس اور کسیکو نام رکہکر
قطعی جنتی کہنی نہ قطعی دوزخی حضرتکی سب صحابہ افضل تہی کسیکی جناب مین
گستاخی نکرنا چاہئی کیونکہ یہی لوگ دینکی ترقی کا سبب ہوئی انہون نی حضرتکی رہبری اور
بعد اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ مین صرف کیا اور تمام جہان مین دین حق کو پہلا دیا قرآن مین
اللہ تعالی انکی خوبیان اور انکی لئی درجات ذکر فرماتا ہی قال تعالی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور آگی بہرہ جانی والی پہلی
ہجرت کرنے والون اور مدد دینی والونسے اور اونسی کہ جو اونکی نیکی مین پیروی کرتی ہین اللہ راضی
ہوگیا اور وہ اللہ سی راضی ہوگئی اور طیار کی اونکی لئی اللہ نی جنت کہ اونکی نیچی نہرین بہتی ہین
ہمیشہ رہنی والی ہین وہ اوسمین یہہ بڑی مراد ہی ۔ اس آیت مین اللہ تعالی نی اصحاب مہاجرین

اور انصار کی لئی چار خبرین بیان فرمائین اول یہہ کہ اللہ اونسی راضی ہوگیا دوم یہہ کہ وہ اللہ سی
راضی ہین تیسری جنت کی بشارت - چوتہی یہہ کہ وہ وہان ہمیشہ رہینگی اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی
کہ اصحاب مہاجرین مین سب سی اول اور سابق خلفاء اربعہ ہین پس اونکی لئی بہی یہہ چارون خبرین
ثابت ہین پس جسطرح خوارج کا علی اور عثمان کی نسبت طعن بیجا ہی اسیطرح روافض کا خلفاء ثلثہ
کی نسبت طعن کرنا بہی قال تعا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ
بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ جو لوگ کہ ایمان لائی اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ مین اپنی مال اور جانسی
جہاد کیا وہ اللہ کی نزدیک بڑی درجہ مین ہین اور وہ مراد کو پہنچنی والی ہین اللہ اونکو بشارت
دیتا ہی اپنی مہربانی کی اور رضامندی کی اور جنت کی کہ اوسمین پائدار نعمتین ہین ہمیشہ رہینگی اوسمین سدا
اللہ کی نزدیک بڑا اجر ہی - جو لوگ کہ حضرت پر ایمان لائی پہر اونہون نی اپنی گہر چہوڑی اللہ کی
راہ مین اور جان و مال سی جہاد کیا پس اونکی واسطی اللہ نی چار چیزونکی بشارت دی ہی اول
یہہ کہ اونکا اللہ کی نزدیک بڑا درجہ ہی دوم یہہ کہ اونکو اونکی مراد ملیگی سوم یہہ کہ اونکی واسطے اللہ
کی مہربانی اور رضائی اور جنت النعیم ہی چوتہی یہہ کہ وہ اوسمین ہمیشہ رہینگی - پس علی العموم یہہ
بشارت سب صحابہ مہاجرین کی لئی ہی اونمین سی خلفاء اربعہ کی لئی بالخصوص ہی کیونکہ خلفاء
اربعہ اعنی ابوبکر و عثمان علی رضی اللہ عنہم حضرت پر ایمان بہی لائی اور پہر اونہون نی ہجرت بہی کی
کہ مکہ چہوڑکر حضرتکی ساتہہ مدینہ مین آرہی تہی اور جان و مال سی جہاد بہی کیا تنہا مال سی جہاد کی
یہہ تفصیل ہی کہ کئی بار ابوبکر اور عمر اور عثمان غنی نی اپنا گہر کا اسباب و مال اللہ کی لئی حضرت کی
روبرو رکہدیا پہر حضرت نی اوس سی فوج کی طیاری کی اور جان سی جہاد کی صورت یہہ ہی
کہ حضرت کی ساتہہ یہہ چارون صاحب ہر جہاد مین شریک حال رہتی تہی چنانچہ کوئی بہی
جہاد نہین کرتا پس اونکی لئی بہی یہہ چارون خبرین ثابت ہین پس جو اونکو بہی وہ اللہ کی دوستونکو

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ لیکن رسول اور جو رسول کے ساتھہ ایمان لائے
ہین اور اپنے مالون اور جانون سے اونہون نے جہاد کیا ہے اور انہین لوگون کے لئے
بہلائیان ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین انکے واسطے اللہ نے ایسی بہشتین طیار کر رکہی
ہین کہ اونکے نیچے نہرین بہتی ہین ہمیشہ رہنے والی ہین اس میں یہہ ہے بڑے مراد جو لوگ کہ رسول
کی ساتھہ ایمان لائے ہین اور انہون نے جہاد جان و مال سی کیا ہے اونکی واسطے اللہ تعالی
اس آیت مین چار خیرین ذکر فرماتا ہے اول یہہ کہ اونکی لئی بہلائیان ہین دوسرے یہہ
کہ وہ فلاح پانی والے ہین تیسرے اونکے واسطے اللہ نے جنت طیار کر رکہے ہے چوتہے
یہہ کہ وہ وہان ہمیشہ رہینگے پس یہہ سب صحابہ انصار و مہاجرین کے لئے بشارت ہے
کیونکہ وہ حضرت پر ایمان ہی لائے تہے اور اونہون نے جان و مال سے اللہ کی راہ مین
جہاد ہے کیا تہا یہانتک کہ بدر اور احد اور حدیبیہ اور فتح مکہ مین یہہ لوگ حضرت کے ساتہہ تہے
اور بعد حضرت کے تمام عرب اور روم اور شام اور ایران اور مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک جہاد
کرکے اونہون نے فتح کئے گویا اپنی جانفشانی سے تمام عالم مین انہین نے اسلام پہلایا
ہے اور خصوص اونمین سے خلفاء اربعہ کے واسطے یہہ بشارت بدرجۂ اولی ہے کیونکہ جسقدر سعی
اونہون نی کی ہی اور سی اسقدر ظہور مین نہین ائی ہی سو یہہ بہی وعدہ الہی کے موجب ہمیشہ جنت
مین رہینگے اور انکے لئی بہلائیان اور فلاح ہی پس جو انکو معاذ اللہ جہنمی کہی یا انکی واسطے کوئی برائی ثابت کری تو وہ
اللہ تعالی کو جہوٹا کہتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ف جب مومنین حضرت کے ساتہہ اپنے
اپنے وطن چہوڑ کر مدینہ مین آرہی تو کفار نی شب و روز انکی قتل و تخریب کے مشورہ کرنی شروع کئی بلکہ ایکبار مدینہ کو
طرسی کیا اور چند روز برابر یہی بس انکی ان چیزون سے مومنین شب و روز فکر اور اندیشہ مین باکرتی تہی اور آرزو کیا کرتی
کہ کبہی ایسا ہی وقت آوے کہ ہمارے حکومت ہوئی اور ہم مسجد مین ہی سب کسیکا کچہہ خوف و خطرہ رہے اللہ تعالی نے عدہ کیا

کرہم تمہین حکومت دینگی اور تمہارے لئی امن وچین ہوجاویگا اور تم کو کسیکا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ تمسی
ڈرا کرینگے اور یہہ آیت نازل فرمائی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ اللہ نے تم مین سی بعض شخصونکی لئی کہ وہ ایمان لائی ہین اور اچھے عمل
کرتی ہین وعدہ کیا ہی کہ اونکو زمین پر خلیفہ کریگا جسطرح کہ تمسی پہلونکو خلیفہ کیا تہا اور اونکو اونکی دین
کہ اونکی لئی اللہ نے پسند کیا ہی قادر کردیگا اور خوف کی بعد اونکی واسطی امن بدل دیگا وہ میری ہی
عبادت کیا کرینگے اور مجھسی کچھ شرک نکرینگے اور جو اسکی بعد ناشکری کریگا پس وہی فاسق ہے انتہے
اول مقدمہ سی پہلے چند باتین ہم بیان کرتی ہین تاکہ مقصد خوب اچھی طرح واضح ہوجاوے **اول** یہہ ہے کہ
جبتک کسی لفظ یا کلام کی معنی حقیقے بن سکتے ہون اونکو چھوڑکر اور مجازی معنی مراد لینا تمام جہانکی خلاف
ہے اور سب اہل عرف کی نزدیک ناجائز ہے **دوم** یہہ ہی کہ عرب کی زبان مین تین سی کم کو جمع کے
لفظ سی نہین کرتی ہین اور زیادہ خواہ کسیقدر ہون پس ایک یا دو شخص کی واسطی صیغہ جمع کا نہ بولا جائیگا
ہان فارسی اردو مین دو پر جمع کا صیغہ بولتی ہین **سوم** منکم مین مِن کی لفظ کی حقیقے معنے بعض
ہین اور کُم ضمیر اونکی واسطی ہے کہ جو متکلم کی کلام کی وقت حاضر ہون **پس** جب یہہ ثابت ہوچکا
تو اس آیت مین اللہ تعالے بعض مومنین کے واسطے کہ جو اس آیت کی نازل ہونیکی وقت موجود تہے
اور وہ بعض مومنین تین سے یا تین سے زیادہ ان چار چیزون کا وعدہ کرتا ہے اول یہہ کہ
اونکو زمین مین خلیفہ بنا دیگا دوم یہہ کہ اونکو اونکی دین پر کہ اللہ کے نزدیک یہی پسندیدہ
خوب مضبوط کردیگا سوم یہہ کہ اونکے عہد مین خوف بالکل جاتا رہیگا امن ہوجاوے گا
چہارم یہہ کہ وہ خلفا خاص اللہ ہی کی عبادت کرین گے اور شرک سے دور رہونگے چنانچہ اللہ کے
وعدہ کی موافق ایسا ہی ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اول ابوبکر صدیق کو خلیفہ کیا اونکی عہد مین
مشرکین کو عرب سی نکالا گیا اور تمام عرب مین اسلام پہیل گیا اور جو مخالفین تہی ڈر کر

ملک چھوڑ گئے اور اہل اسلام مین خوب امن ہوگیا خالص اللہ کی عبادت شب و روز ہونے
لگی اور سب ارکان دین بخوبی ادا ہوئے بعد اونکے عمر فاروق کو خلیفہ بنایا اونکے
عہد مین اسلام بڑھے اور زیادہ قوت پکڑی یہانتک کہ روم اور شام اور مصر اور ایران
اہل اسلام کی قبضہ مین آگیا اور بڑی امن چین ہوگئے ہر طرف دین اسلام کے جھنڈے بلند
ہوگئے بڑی بڑے بادشاہ رعب کی مارے ہزارہا فوجکے ساتھہ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے
چنانچہ یہہ بات تمام عالم جانتا ہے یہود و نصارے بھی اسکا اقرار کرتے ہین پھر اونکے بعد
عثمان غنی کو خلیفہ بنایا اونکے عہد مین اندلس وغیرہ اور بہت سے ملک مسلمانون کے
قبضہ مین آئے اور ایک عالم اہل اسلام کے تلوار سے ڈر گیا اونکے بعد علی مرتضے کو خلیفہ کیا
انکی عہد مین بھی بڑی خیر و برکت نی ظہور کیا طول اندلس سے چین تک اور عرض بخارا سے
لیکر عدن تک اہل اسلام کے تحت مین آگیا اور مسلمانون کے قبضہ مین پس جو شخص ابو بکر اور عمر اور
عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ خلیفہ کہ جسکا اس آیت مین وعدہ ہے قرار دیوے
تب وہ بتلائی کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت مین جو لوگ موجود تھی اونمین سے
دوسرا خلیفہ کون ہین اگر شیعہ کی طرح علی ہی کو وہ خلیفہ قرار دیا جاوے یا علی رض کے ساتھہ
دوسرا خلیفہ حسن رض کو مانا جاوی تو اول تو اس آیت کی نزول کی وقت اونکی موجود ہونے مین
کلام ہے دوسرا پھر تیسرا اور کسکو قرار دوگے حسین یا اونکی اولاد کرام کا ایسا خلیفہ ہونا
تو درکنار اونکو دشمنون سے جان بچانا ہی مشکل تھا بلکہ شیعہ کے اصول کی موجب تو ان خلفا مین
حضرت علی داخل ہی نہین ہوسکتے کیونکہ شیعہ کہتے ہین کہ علی تقیہ کرتے تھی اور ابو بکر اور عمر کے
خوشی فاطمہ رض کا ساتھہ نہی سکی پس جب دشمن کا ڈر ہوا اور تقیہ کیا تو وہ وعدہ الٰہی کہان
پایا گیا اور اگر ابو بکر اور عمر اور عثمان کو اس آیت کی خلفا مین داخل کرو تو پھر اونکو برا کہنا اور
خائن اور غاصب قرار دینا غلط ہے کیونکہ اللہ اس آیت مین اون خلفا کی لئے بعد وفی
وما یشعرکم نبی فرماتا ہے پس اس آیت سی جسطرح کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور قرآن کا

اعجاز ثابت ہوتا ہے اسیطرحسی خلفار اربعہ کی خلافت ثابت ہوتی ہی لقد رضی اللہ عن
المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم
فتحا قریبا ۝ ومغانم کثیرۃ یاخذونہا ۔ وکان اللہ عزیزا حکیما ۝ اللہ راضی ہوچکا
اون مومنون سی کہ جو ای نبی تہی سی کیکر کے درخت کیہی بیعت کرتے تہی پس جان لے اونکی دلکی بات
پس اوتاری اوپر تسکین اور ثواب دیا اونکو فتح قریب اور بہت سی لوٹین کہ وہ اونکو لوٹین
گے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے ۔ جو لوگ کہ سال حدیبیہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
بیعت کرنے مین شامل تہی اون سبکے لئے اس آیت مین اللہ یہہ چند خبرین فرماتا ہے اول یہہ
کہ اون سب سے اللہ راضی ہوچکا دوسرے یہہ کہ اللہ نے اونپر تسکین نازل کی تیسرے یہہ کہ
اونسی فتح قریب کا کہ وہ فتح خیبر ہے وعدہ کیا ہے جو پہ تہے اور بہت سی غنائم کہ وہ روم و ایران سے
حاصل ہوئی ہین اونکا وعدہ کیا اور یہہ ظاہر ہے کہ اس بیعت مین خلفار اربعہ شریک تہے
اور فتح خیبر بہی اونکی حصہ مین آئی تہی چنانچہ عمر رض نے وہانکی زمین اخیر عمر مین وقف اللہ کردی
تہے اور ایران اور روم وغیرہ غنائم بہی انہین کی سبب سے حاصل ہوئی تہین والزمہم
کلمۃ التقوی وکانوا احق بہا واہلہا الایۃ اللہ تعالی اون لوگونکی لئی کہ جو سال
حدیبیہ مین حضرت کی ساتہ تہی فرماتا ہی کہ کلمۂ تقوی ہمنی اونکی ساتہ لازم کردیا اور وہ اسکے
مستحق اور اہل تہی ۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ سال حدیبیہ مین خلفار اربعہ بہی شریک تہی پس جب
خبر اللہ کے انکی ساتہ بہی کلمۂ تقوی لازم ہوگیا اور جو چیز کسی چیز کے ساتہ لازم ہوتی ہے وہ
اوسی مدت بھر دور نہین ہوتی چنانچہ آگ کو حرارت لازم ہے پس آگ بیحرارت کی کبہی نہوگی
اسیطرح خلفار اربعہ سی بہی کلمۂ تقوی جدا نہوگا پس جو شخص اصحاب حدیبیہ کو اور خصوص
خلفار کو یون کہی کہ حضرت کی بعد معاذ اللہ وہ دین سی پہر گئے اور انہون نے حق دبایا
اور خیانت کی وہ احمق اللہ کو جہوٹہا کہتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا قل للمخلفین من
الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون فان

تطیعوا یؤتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما
کہدی اسی بنی بھیجی رہجائیوالی گنوار وںکو ابھی ایک بڑی سخت لڑیوالی قوم کی طرف تمکو
واسطے بلائی جاؤگے یا تم اونکو قتل کروگے یا وہ خود مسلمان ہوجاوینگے پس اگر تم کہا مانا
تو تمکو اللہ اچھا اجر دیگا اور اگر پہلے کیطرح پھر گئے تم تو تمکو بڑی مکہ سے مارسی مارینگی اس
مین اللہ تعالے نے چند خبرین دی ہین اول یہہ کہ وہ بدو لوگ کہ جو حدیبیہ مین حضرت کیساتھ
شریک نہتھی کسی جنگ کی لئی بلائی جاوینگے دوم یہہ کہ وہ قوم کہ جسکے جنگ کے لیے انکو بلاینگے
نہایت زبردست قوم ہوگی سوم یہہ کہ جو شخص انکو بلائیگا اوسکے اطاعت فرض ہوگی ان
لینے سے اجر ہوگا اور نافرمانی سے عذاب الیم ہوگا سو مطابق اس خبر کے ایسا ہی ہوا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعد مسیلمہ کذاب کی جنگ کی لئی کہ اوسکے قوم بھی بہت زبردست تھی اور شاہ روم
کے جنگ کیواسطی کہ اونکی مقابلہ مین عرب نہایت کم زور تھی جیسا کہ شروع سے آگے لکہی ہوئی
ہے ابوبکر صدیق نی تمام عرب کے قبیلو نمین خط بہیجا کہ اب وہ وعدہ آگیا اور تم اجر لوگے یا
عذاب پاؤگے پس وہ بدو کہ جو حدیبیہ مین ساتھہ نہتھی وہ بھی اور اونکی ماسوای اور قبائل بھی
مدینہ مین جمع ہوئی اول مسیلمہ کو قتل کیا پھر چار سردارونکو جنہونے دیگر روم کی طرف بہیجا
وہان اونہون نی اللہ کے حکم کو خوب پورا کیا یہانتک کہ وہ ملک فتح ہوا پس معلوم ہوا کہ
ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تھی کہ اونکی اطاعت فرض تھی محمد رسول اللہ ط والذین معہ
اشداء علی الکفار رحماء بینہم ترہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا
سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ط ذلک مثلہم فی التورٰۃ ومثلہم فی الانجیل
کزرع الآیہ محمد اللہ کا رسول ہی اور جو لوگ کہ اوسکی ساتھہ ہین وہ کفار پر سخت ہین اور آپسمین
ایکدوسری پر مہربان ہے ۔ دیکھتا ہے تو اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئی وہ اللہ کا فضل اور اوسکی رضا
کے طالب ہین اونکی علامتین اونکی چہرون پر ہین سجدون کے اثر سے یہہ اونکی صفت
توراۃ مین ہے اور اونکی صفت انجیل مین ہے کہتے کیسے کہ کھیتی اوسنی سوئی اپنی پہر

قرستادی اوسکو پہر موٹی ہوئی وہ پہر سیدہی کھڑے ہوے اپنے جڑ پر کہ اچھی معلوم ہوتے
ہے کسانون کو۔ انجیل مین حضرت کی اصحاب کی یہہ صفت لکھی ہتی کہ ایک قوم نکلے
گے کہتے ہے مانند کہ اول ایک ہی شاخ ہوگے سو وہ نبی علیہ السلام ہین پہر قوی ہوگی
یعنے عمر رضہ سے پہر اوسکا پیڑ موٹا ہوجاویگا یعنے دولت عثمان و ابو بکر صدیق سے
پہر اپنے پیڑ کے سہارے سے اوپر بڑہیگے یعنے علی رضہ کے برکت و شرکت سے پس
یہہ آیت اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہی اس مین اونکی لئے اللہ تعالے
چند وصف ذکر فرماتا ہے اول یہہ کہ وہ کفار پر سخت ہین دوم یہہ کہ آپسمین مہربان ہین
تیسرے یہہ کہ وہ راتون اللہ کے فضل اور رضای کے طلب مین رہتی ہین چوتھے یہہ
کہ سبب سجدون کے اونکے موہنون پر جلامتین ہین پانچوین یہہ کہ یہہ خوبیان اونکے
تورات مین ہین اور انجیل مین وہ صفتین ہین جو پہلے ذکر ہوین چنانچہ کفار پر سخت ہونا
حضرت عمر کا مشہور ہے اور رحم دلے عثمان غنی کی مشہور ہے اور شب و روز ہر شخص
سب کی رضای کا طالب رہا کرتا تہا دنیا و مافیہا سے اونہین کچہہ کار نہ تہا اور سجدونکی آثار حضرت
علی رضہ کی چہرے پر ہر شخص کو نظر آیا کرتے ہے پس انجیل و تورات مین اونکی یہہ تمام صفات
موجود ہے چنانچہ جب بیت المقدس فتح ہونیمین نہ آیا تو وہان کی فوج کی امیر نے حضرت
عمر کیطرف نامہ لکھا کہ یہانکی اہل کتاب یہہ کہتی ہین کہ جو شخص اس شہر کو فتح کریگا ہم اوسکو خوب پہچانتے
ہین اوسکی تمام علامتین ہمارے یہان لکہی ہوئی ہین اگر تمہارا سردار وہی تو اوسی بلاؤ تاکہ ہم پہچانین یہہ
اگر وہی ہوا تو یہہ شہر دیدینگے دروازے کہولدینگے پس جب حضرت عمر کے پاس یہہ نامہ آیا حضرت علی کی مشورہ سے
آپ وہان پہونچی کہ انہونے شہر پناہ پر چڑہکر انکو دیکہا اور کہا بیشک یہہ وہی ہی پہر دروازہ کہولدیا چنانچہ یہہ قصہ بعض
کتابون مین لکہدیا ہی کہا اور اب تورات و انجیل مین اگر صحابہ کے فضیلت نہین ہی تو کچہہ عجب نہین کیونکہ انہون نے اس قسم کے
احکام جہڑہ ہی کتاب تحریف کے ڈالدیے ہین چنانچہ پہلے ہم انکی تحریف ثابت کرچکی ہین لیغیظ بہم الکفار
یہہ اوصاف ذکر سے اسلئے کیے ہین تاکہ کفار اونسے غصہ کرین اور جلین۔

یہانسی ثابت ہوا کہ جو شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی غیظ و غصہ رکھی گا وہ کافر ہے
کیونکہ کافر دنکو ہی اونسی غیظ و غضب ہی - سوا ی ان آیات کی اور بہت سی آیات ہین کہ جنمین
صحابہ رض کی فضایل مذکور ہین لیکن اب کچہ حدیث سی اونکی فضائل ذکر کرتا ہون بخاری اور مسلم نے
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے میری اصحاب کو گالی نہ دو اگر کوئی احد پہاڑ کی
برابر سونا خرچ کریگا صحابہ کے آدہ سیر جو کے برابر نہ پہنچیگا - سنن نسائی مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اصحاب کی تعظیم کرو وہ تم سب سے اچہی ہین پہر وہ لوگ ہین کہ جو اونکی بعد ہونگے
صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس مسلمان نی مجہی دیکہا اوسکو دوزخ کی
آگ نہ چہوئی گی اور نہ اوسکو کہ جسنی میری دیکہنی والیکو دیکہا ہے صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا من
احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن
اذانی فقد اذی اللہ الحدیث میری صحاب کی بُرا کہنی مین اللہ سی ڈرو میری اصحابکی برا کہنے
مین اللہ سی ڈرو میری بعد اونکو نشانہ نہ بنانا جو اونسی محبت رکہیگا پس اونکی محبت سی مین
اوس سی محبت رکہونگا اور جو اونسی بغض رکہیگا پس اونکی بغض سی مین اوس سی بغض رکہونگا
اور جسنی اونکو ستایا اوسنی مجہی ستایا اور جسنی مجہی ستایا اوسنی اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو
ستایا اللہ اوسکو بہت جلد خراب کریگا شرح السنہ مین انس رض سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح
کہ میری اصحابونکی مثال میری امت مین ایسی ہی جیسا نمک کہانی مین کہ کہانا بغیر نمک کے درست
نہین ہوتا ہے - **مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ**
بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لو کنت متخذا خلیلا
لاتخذت ابا بکر اگر مین کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا - خلیل کے دو معنے ہین اول یہ
کہ اوسکی محبت دلمین پیوست ہو جاوی سو اس مرتبہ کے محبت حضرت کو اللہ کے سوا کسیکے

نہ تھی دوسری وہ کہ اوس سی حاجات طلب کیجاوے سو حاجات بھی حضرت اللہ ہی سی طلب کرتی تھی مشکوۃ مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین عائشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ تو اپنی باپ ابوبکر اور بھائی عبدالرحمن کو بلا کہ مین اوسکی لئی لکھدون کیونکہ مجھی خوف ہے کہ کوئی اور آرزو کرنیوالا آرزو کرے نہ کہی کہ مین ہون اور اوسکو اللہ اور مسلمان قبول نکرین یعنی ابوبکر کو بلاؤ کہ خلافت کی وہ مستحق ہین اونکے نام لکھدون تاکہ اور کوئی شخص دعوی نکرے صحیحین مین ہے کہ ایک عورت نی حضرت سی کچھ سوال کیا آپنی فرمایا پھر آنا اوسنی کہا اگر آپ نہون تو کسکے پاس آؤن کہا ابوبکر کے پاس آنا اس سی معلوم ہوا کہ حضرت نی اپنی دلمین ابوبکر کو خلیفہ مقرر کر رکھا تھا ترمذی نی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ آپنی ابوبکر کو فرمایا انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض کہ تو میرا صحبت غار ثور مین تھا اور حوض کوثر پر بھی تو میرا صحبت ہی - غار ثور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ابوبکر بھی تھی چنانچہ قرآن مین ہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ترمذی نی روایت کیا ہے کہ ایکبار ابوبکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپنے فرمایا انت عتیق اللہ من النار کہ تو اللہ کیطرف سی آگ سی آزاد کیا ہوا ہے - سو جبسے آپکا لقب عتیق اللہ ہوا ہی - ابوداؤد نی روایت کیا ہے کہ ایکبار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جبرئیل نی مجھی وہ دروازہ جنت کا دکھایا ہی کہ جسمین سی میری امت داخل ہوگی ابوبکر نے عرض کیا کیا ہو کہ جب مین بھی آپکی ساتھ ہون آپنی فرمایا ای ابوبکر تو میرے سب امت سی پہلے جنت مین داخل ہوگا - **مناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ** صحیحین مین ہے - کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ پہلے امتون مین محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت مین کوئی محدث ہی تو عمر ہے - محدث اوسکو کہتے ہین کہ جسکے دلپر سوا رضی القار ہو دین - سو اکثر اسرار غیبی حضرت عمر سے بہت ظاہر ہوتے تھے چنانچہ منزلونکی مسافت سی ساریہ کو دیکھہ لیا تھا ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے عمر کے زبان پر حق رکھا ہے - ترمذی نے روایت کیا ہے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا صحیحین میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب عمر کو بعد موت کی چارپائی پر لٹایا اور لوگوں نے اونکی لئے استغفار شروع کیا تو ایک شخص میری پیچھے میری مونڈھوں پر ہاتھ رکھکر یون کہنے لگا کہ اللہ تیرے رحمت کرے مجھے امید ہے کہ اللہ تمکو تمہارے دونون دوستون سے ملاویگا (یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر سے) کیونکہ میں نے صحیح اکثر تمہین دونون کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا کرتا ہون فرمایا کرتے تھے کہ میں اور ابوبکر اور عمر فلان فلان کام تھے اور میں اور ابوبکر اور عمر وان گئی تھی اور میں اور ابوبکر اور عمر وان سے آئی ہون میں نے پھر کر دیکھا تو وہ کہنے والی علی بن ابیطالب تھی ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور حضرت علی رضہ سے ابن ماجہ نے نقل کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکر اور عمر جنت مین سب اولین اور آخرین بڑی عمر کے لوگونکے سردار ہین سوای انبیاء اور رسولونکے یعنے انبیاء اور رسولونکے سوائے جسقدر بڑی عمر کے لوگ اس امت کی اور پہلے امت کے جنت مین جائینگے اون سبکے ابوبکر اور عمر سردار ہونگے جسطرح کہ نوجوانونکے حسن و حسین سردار ہونگے اور عورتونکے سیدۃ النساء فاطمہ رض سردار ہونگی رضوان اللہ علیہم اجمعین صحیح ترمذی مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی واسطے دو شخص آسمان والون مین سے اور دو شخص زمین والون مین سے وزیر ہوتے ہین پس آسمان کی رہنے والون مین سے میرے وزیر جبرئیل اور میکائیل ہین اور زمین کے رہنے والون مین سے ابوبکر اور عمر میرے وزیر ہین

## مناقب عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

صحیح مسلم مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے فرمایا ہے کہ حیس سی وہ شرم حیا کرتے ہین اوس سی مین کیون نہ حیا کرون یعنی عثمان صحیح ترمذی مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے جنت مین ایک رفیق ہی اور میرا رفیق جنت مین عثمان ہی امام احمد نے روایت کیا ہے کہ عثمان نے دروازہ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پاس حین العسرۃ کی طلبگاری کی لئے آئے تو حضرت نے اونکے ہاتھ کو اپنی مین رکھکر اپنے گود مین لیا اور فرمایا آج کی بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہ کریگا

روایت کیا ہے کہ ایکبار نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمرؓ اور عثمانؓ احد پہاڑ پر چڑہی پہاڑ لرزنے لگا حضرت نے لات مار کر فرمایا کہ ٹہیر ای احد تجہپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید کے سوائے اور کوئی نہین ہے ۔ پس نبی تو آپ تہے اور صدیق ابو بکر رضؓ اور دو شہید عمر اور عثمانؓ تہے

## مناقب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

امام بخاری اور مسلم نی سعد بن ابی وقاص رضؓ سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو فرمایا کہ تو مجہہ سے اسطرح ہی کہ جسطرح موسیٰ سی ہارون تہی مگر میرے بعد نبی نہین ہے ۔ یعنی جسطرح موسی کی بہائی بڑے کامل مرتبہ کی ہارون تہی میرا چہوٹا بہائی بڑے کامل مرتبہ کا تو نہی مگر ہارون نبی تہی تم نہین فقط یہہ فرق ہی ۔ صحیح مسلم مین ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نی فرمایا ہے کہ مجہی اوسکی قسم کہ جسنے زمین سی دانہ نکالا اور روح پیدا کیا مجہسی نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ عہد کیا تہا کہ جو مومن ہوگا وہ تجہسی دوستی رکہیگا اور جو منافق ہوگا وہ تجہسے عداوت رکہیگا ترمذی نی روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ علیؓ مجہسے ہے اور مین علی سی ہون اور وہ ہر مومن کی ولی ہین امام احمد اور ترمذی نی زید بن ارقم رضؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جس کا مین مولی ہون اوسکا علی مولی ہے ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے مین حکمت کا گہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہی امام احمد نے ام سلمیٰ رضؓ سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جسنی علی کو گالی دی اوسنی مجہکو گالی دی امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے فرمایا ہے ای علیؓ تیری مثال عیسیٰ کیسے ہے یہود کو اوسنی یہانتک بغض ہوا کہ اونکی ماں پر بہتان لگایا اور نصارے کو اوسنی ایسی محبت ہوئی کہ جو مرتبہ اونکی لائق نہتا وہ اونکی لیی ثابت کیا (یعنے اونکو خدا کا بیٹا کہا) پہر علی رضؓ نی فرمایا میری معاملہ مین بہی دو شخص ہلاک ہونگے ایک وہ کہ جو مجہسی یہانتک دوستی کریگا کہ جو بات میرے لائق نہین وہ میرے واسطے ثابت کریگا اور ایک مجہسی عداوت کرنیوالا کہ وہ میری شان کو کم کریگا اور جسے

ناری جہنم بہتان لگا دیگا **پس** ایسا ہی ہوا کہ شیعہ کو فضائل کیطرح حضرت علی رضہ کے یہانتک محبت ہوئی کہ اونکو اکثر جہلا نے خدا سمجھ لیا اور ہر مصیبت کی وقت یا علی مدد پکارنا شروع کیا اور اونکی نامکی روزی رکھنا اور اونکو حاجت روا مقرر کر لیا اور اونکی مقابلہ مین کبار الصحابہ کو کہ جنکی مدح قران و حدیث مین ہی برا کہنا لعن و طعن کرنا شروع کیا اور خوارج و نواصب یہود کی طرح حضرت علی سی وہ عداوت کی کہ اون پر عثمان غنی کی قتل کا بہتان لگایا اور طرح طرح کی عیوب اونمین ثابت کئی افراط و تفریط سے خالی اہل حق ہین کہ نہ اونکو شیعہ کیطرح حد سی زیادہ بڑہاتی ہین اور نہ خوارج و نواصب کے طرح اونکے جناب مین کوئی کلمہ گستاخی کا بکتے ہین **الغرض** قرآن اور احادیث سی حضرت کی صحابہ اور اہل بیت کی بہت فضائل ثابت ہین مسلمان کو واجب ہے کہ سب کے دل سی محبت اور سب سے حسن عقیدت رکہی اور سب امت مین اونکو افضل اور بہتر جانے اور جب کسیکا نام سنے رضی اللہ عنہ کہی کیونکہ ان لوگون نی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹہائی ہے سالہا سال حضرت کی ساتہ معاشرت کی ہی قرآن انکی روبرو نازل ہوا ہے بس یہہ لوگ دینکے اصول ہین انہین سے بیجہلو نکو دین پہونچا ہے اور قرآن مین یہی لوگ مخاطب بالذات ہین بدر اور احد وغیرہ جہاد مین حضرت کی ساتہ ہادنہون نے بڑے بڑے محنتین اوٹہائی ہین انکی لئی اللہ نے قرآن مین جنت کا وعدہ فرمایا ہے معاذ اللہ اگر یہی لوگ بُرے ہین اور انمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحبت نے اثر نکیا تو پہر کون بہلا ہے اور کس مین حضرت کی صحبت موثر ہوئی ہے **شیعہ** کو کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی جہوٹی قصون کی اعتماد پر کہ جنکا بسند صحیح ثبوت نہین ہے یقینی ہونا تو درکنار حضرت کی اصحاب کو کہ جنکی خوبیان قرآن مین مذکور ہین اور اونکا ثبوت یقینی ہی برا کہتی ہین اور طرح طرح کی عیوب اونمین ثابت کرتی ہین اور اونکی عداوت کو اپنا دین اور لعن و طعن کرنیکو اپنا ایمان بنا رکہا ہے اور اہل بیت مین سی بہی بہت لوگونکو برا کہتی ہین

اہل بیت گھر والیکو کہتی ہین سو اول گھر والی بیوی ہوتی ہی اور بعد مین بیٹی بیٹیان نواسے
نواسیان بہانجے بہتیجے علی ہذا القیاس سو حضرت کے چچا عباس اور اونکی بیٹی عبد اللہ کو
اور حضرت کی بیویون کو اور خصوص عائشہ صدیقہ ام المومنین کو برا کہتی ہین ۔ اور حضرت
کی بیبیون کو کیا کیا عیب لگاتی ہین اور کیسی کیسی نالایق کلمات اونکی شان مین کہتی ہین کہ
اگر کوئی کسی ادنی شخص کے بیوی کو ایسا کہی قدرت ہو تو پورا سر کاٹ ڈالے تو آنحضرت کے
روح پر فتوح جنت مین جب یہہ حضرت کے اصحاب و اہل بیت کو اور خصوص بیبیونکو برا کہتی
ہونگی کیا خوش ہوتی ہونگے اور کیا اولاد صالح ہے کہ ماں کی لئی کیا کیا عیب ثابت کرتی ہیں
اور حیف صد حیف ہی اون مسلمانون پر کہ جو ایسی لوگون سے محبت رکھتے ہین اور انکی ساتھ
تعزیہ داری مین شریک ہوتی ہین اور اپنی شادی بیاہ کرتے ہین کچھ شک نہین کہ ایسے
لوگون سی بہی جناب سید المرسلین ناراض ہونگی اور اونکو حوض کوثر سی دور ہانکین گے
اور اکثر ایسی لوگونکی دنیا ہی مین صورتین مسخ ہوگئی ہین الہی مجکو اور میری سب احبار
اور اقربا کو اور کل مسلمانونکو حضرت کی اور حضرت کی اصحاب و اہل بیت کی محبت کامل
نصیب کر اور اونکی ساتھ حشر فرما آمین آمین یارب العالمین **فصل** پہلی بیان ہوچکا ہے
کہ کفر شرع مین ایمان کی ضد ہی پس جن چیزون پر ایمان لانا اور اونکے تصدیق ایمان
تفصیلے مین ضرور ہی اونکی انکار کرنے سے خواہ دلمین انکار کرے یا زبان سی کوئی کلمہ
ایسا نکالی کہ جس سی صراحتاً یا اشارۃً انکار ثابت ہوجاوے یا دلمین شک لانی سے
یا کلمات شک زبان سی نکالنے سے خواہ اونسی صراحتاً شک ثابت ہووی یا اشارۃً یا کسی ایسے
کارسی کہ جو منافی تصدیق ہو قطعی کافر ہوجاتا ہے جب تک توبہ نکریگا مومن نہوگا خواہ یہہ شخص
اپکو مومن سمجھی اور عبادات اور ریاضات شاقہ عمل مین لاوی اور کفار کیطرح ہمیشہ جہنم
مین جلی گا نعوذ باللہ منہا مومن کو چاہیے کہ ایمان لانیکے بعد اوسکے محافظت رکہی اور جن
چیزون سی ایمان جاوے اور کفر لازم آوی اونسے دور رہنے کیونکہ ثابت رہنا ہی نجات کے لیے

شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یعنی جنوں نے یہہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اُوسپر قائم رہے تو اونکو کچھ خوف اور غم نہوگا اس لئے اون کلمات کفر کا کچھ مختصر طور پر بیان کرتا ہون تاکہ مومنین خبردار ہوکر پرہیز کرین اور قاعدہ کلیہ اسکا مین ابھی بیان کرچکا ہون موجبات کفر موافق بیان سابق کے چند اقسام ہین **قسم اوّل** وہ کلمات ہین کہ جو صراحتًا انکار پر دلالت کرتے ہین مثلاً کسیسے کسیکو کہا کہ نماز پڑھ یا روزہ رکھہ اوسنی سنکر کہا کہ نماز فرض نہین یا روزہ فرض نہین پس یہہ شخص کافر ہوگیا کیونکہ نماز اور روزہ کا فرض ہونا قرآن سی ثابت ہے پس جس چیز کے فرضیت قرآنکے ظاہر عبارت سی یا حدیث متواتر سے معلوم ہوجاوے پس جو شخص اوسکو فرض نکہیگا کافر ہوگا یا جس چیز کا حلال ہونا اسطرح سے ثابت ہوچکا ہی جو اوسکو حرام کہیگا کافر ہوگا اسیطرح جس چیز کا حرام ہونا قرآن کی ظاہر عبارت یا حدیث متواتر سے ثابت ہو جو اوسکو حلال کہیگا کافر ہوجاویگا پس جسنی کہا کہ خنزیر یا سور کھانا یا زنا یا جھوٹہہ بولنا یا ناحق قتل کرنا یا ظلم یا سحر کرنا یا شراب یا جوا کھیلنا یا غیبت کرنا حلال ہے کافر ہوگیا پس کبیرہ یا صغیرہ گناہکو کہ جنکا گناہ ہونا قطعًا ثابت ہوجاوی جسنی حلال کہا کافر ہوا یا اللہ تعالےٰ کی کسی صفت کا انکار کیا مثلاً کہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر نہین یا وہ ہر شخص کی دعا نہین سنتا یا فلان فلان چیزونکی اوسکو خبر نہین یا وہ ہمیشہ سی نہین ہے یا وہ کلام نہین کرتا یا وہ مردہ ہے یا مرجاویگا پس ان سب صورتون مین کافر ہوگیا یا اوسکی لئے کوئی بُری صفت ثابت کرے مثلاً کہا کہ اللہ ظلم کرتا ہے یا اوسکی جورو بیٹی ہین یا وہ کھاتا پیتا ہے یا وہ سوتا اونگھتا ہے یا کسی عورت یا لڑکی سے عشق رکھتا ہے یا جماع کرتا ہے یا اوسکی لئے باپ ماں بھائی برادر ہین یا وہ کسی مرد یا عورت کے شکل مین ہے یا وہ بخیل ہے یا وہ کسی سی ڈر جاتا ہے یا کسی سے مغلوب ہوجاتا ہے یا کسی چیز کو بھول جاتا ہے یا بہت کام کرنے سے تھک جاتا ہے پس ان سب صورتون مین

کافر ہوگیا یا اوسکی کسی نام کا انکار کیا اور کہا رحیم یا رحمٰن یا اللہ یا ودود مثلاً اوسکا نام
نہین ہے کافر ہوگیا یا کسی نبی کا انکار کیا مثلاً کہا کہ موسیٰ یا عیسےٰ یا محمد مصطفےٰ یا آدم نبی
نہین ہین کافر ہوگیا یا کسی کتاب الٰہی کا انکار کیا یا اونمین سی کسی ایک تھوڑی سی کلام کا
انکار کیا کافر ہوگیا یا انبیاء کو جھوٹھا کہا یا کتاب الٰہی کو یا اوسکی کسی ایک ادنی جز کو جھوٹھا
کہا کافر ہوگیا یا فرشتون کا انکار کیا مثلاً یون کہا کہ فرشتہ کا وجود نہین اگر ہوتا تو کبھی ہمین
بھی دکھلائی دیتا لوگونکی سنا ہنکو قرآن مین فرشتی کا ذکر کیا ہے کافر ہوگیا یا فرشتونکو
اللہ کے بیٹیان کہا کافر ہوگیا یا حشر کا انکار کیا مثلاً یون کہا کہ مرنیکے بعد کوئی نہین جی گا
یا اللہ ہی آسمان و زمین فنا نہین ہوسکتی یا حساب نہوگا یا کہا دوزخ و جنت فقط لوگون کے ڈرانی
اور خوش کرنیکو ذکر کردئے ہین ورنہ ہین نہین یا جنت و دوزخ کی کسے ثواب و عذاب خاص کا کہ
جو قرآن مین مذکور ہی انکار کیا مثلاً کہا وہان حورین نہین یا غلمان نہین یا دوزخ مین زقوم کا
درخت نہین یا کسی دوزخی کی لئی سترگز کے زنجیر نہوگی علی ہذا القیاس کافر ہوگیا یا اللہ
کی کسی حکم کو کہا کہ اسکو مین نہین مانتا مثلاً کسیسے کہا کہ چلو شریعت سی فیصلہ کرائین دوسرے
کہا مین شریعت کی فیصلہ پر راضی نہین کافر ہوگیا کسلئے کہ ایمان فقط جان لینی ہی کو
نہین کہتے ورنہ کافر بھی اللہ کو اور رسول کو حق جانتے تھے بلکہ مان لینا بھی شرط ہی یا کہا
اور سب احکام الٰہی کو تو مانتا ہون مگر زکوۃ یا روزے یا نماز یا حج کے حکم کو نہین مانتا کافر
ہوگیا مثلاً کسیسے کسیکو کہا کہ تم فلان بری پیشے کو چھوڑ دو اوسنی کہا خدا نی ہمکو یہی فرمایا ہی
کافر ہوگیا **قسم دوم** وہ کلمات ہین کہ جنسی اشارۃً انکار ثابت ہووے مثلاً اونہین
پہلی چیزون کو سطرح سے کہے کہ اوس سی انکار نکلتا ہو مثلاً کسنے نبی کی اہانت کی یا اونکے
کسی بات پر عیب لگایا یا اونکی کسی فعل پر ہنسی کی یا اونکی حسب و نسب شکل و صورت پر
طعن کیا یا کسیسے کہا سب دینون مین اسلام حق ہے کسیسے سنکر کہا سب دین حق ہین کافر
ہوگیا یا نجومی یا کاہن کو سچا کہا کافر ہوگیا **قسم سوم** وہ کلمات ہین کہ جن سے شک

صراحتاً ثابت ہووی مثلاً کہا کہ مجھی اسکے کریم ہونے مین یا رحیم یا رزاق ہونے مین شک ہے
کافر ہوگیا یا کہا اوسکی ظالم ہونے مین شک ہے کافر ہوگیا یا کہی کہ مجھی فرشتونکی یا رسولونکی
یا کتابونکی وجود مین شک ہی یا قیامت کی ہونے مین شک ہے کافر ہوگیا علی ہذا القیاس
جو چیزین قطعی الثبوت ہین اگر اونمین شک و شبہ کریگا کافر ہوجاویگا **قسم چہارم** کلمات
ہین کہ جنسے اشارۃً شک ثابت ہووی مثلاً کسینے کہا کہ قیامت ضرور آویگی کسینی سنکر کہا
دیکھا جاویگا کافر ہوگیا یا کسینی کہا کہ جنت مین مومنونکو جو نعمتین ملینگی اور کافرونکو
جو بڑی سخت عذاب ہونگے اوسنی کہا کیا خبر ہے کافر ہوگیا علی ہذا القیاس اگر کسینی کوئی کلمہ
کہا اور اوسکو معلوم نہین کہ یہہ کلمہ کفر ہے بعض علماء کے نزدیک جہل عذر نہین کافر ہوگیا
بعض کہتی ہین نا جاننا عذر ہی کافر نہین ہوا **قسم پنجم** وہ افعال ہین کہ جنسی انکار یا شک
صراحتاً یا اشارۃً سمجھا جاوی مثلاً کسینی قرآن مجید کو اہانت کی راہ سے نجاست یا آگ مین ڈالا
کافر ہوگیا یا اہانت کی راہ سے کعبہ کیطرف پیٹھ کیا یا تھوکا کافر ہوگیا یا اہانت کی راہ
سے کسی مسجد کو گرادیا یا کسی عالم کو مار ڈالا کافر ہوگیا یا شرع کی کسی بات پر ٹھٹھا کیا
مثلاً ایک شخص واعظ قرآن کی نقل کرنی لگا اور چند لوگ اوسکی آس پاس بیٹھکر ہنسی سے
اوس سی سوال پوچھنی لگی بس وہ سب کافر ہوگئے یا تو اب جانکہ کسی کفر کے رسم کو
عمل مین لایا مثلاً زنار گلی مین ڈالا یا صلیب ڈالی یا ہنود کی مانند ماتھی پر ٹیکا لگایا یا اور
کسی خاص لباس کو پہنا یا ہولی دیوالی نوروز کو منایا یا ان سب صورتون مین کافر ہوگیا
اگر گناہ جانکر کریگا تو گنہگار ہوگا کافر نہوگا اور اگر کسی کی خوف سی کریگا کہ اگر
نکر دونگا تو وہ مجھی مار ڈالیگا یا ضرر پہونچاویگا تب گناہ نہین یا کسی بت کے نام پاکسی
قبر کے نام بکرا ذبح کیا یا اونکو سجدہ کیا یا تو پ یا تہان یا در یا یا چبوترہ یا جھنڈی کی آگی
جانور ذبح کیا یا اللہ کے سوائے کسیکو سجدہ کیا یا اور افعال شرک ظہور مین لایا ایمان گیا
کافر و مشرک ہوگیا یا قبلہ معلوم ہوتے ہوئے بیخبر اور جانب سوہنہ کرکے نماز پڑہے

کافر ہوگیا یا کسی امر منہی عنہ کو حلال سمجھکر کیا مثلاً زنا کو درست جانکر کیا یا شراب کو مباح
سمجھکر پیا یا اور گناہ اسیطور سی کیا کافر ہوگیا یا کوئی شخص مسلمانون اور کافرونکے عین مقابلہ
کیوقت کفار کے ساتہ ہوگیا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا کافر ہوگیا کسلئے کہ یہہ جمیع افعال
انکار یا شک دین پر دلالت کرتی ہین ف جسوقت کسینے کفر کی نیت کی اوسیوقت کافر
ہوگیا خواہ نیت دس برس کی پہلی کی ہو وی مثلاً کسینے نیت کی کہ اگلی سال مین کرسٹان
یا یہودی ہوجاؤنگا وہ ابہی کافر ہوگیا اللہ سے نڈر ہونا کفر ہے لانہ لا یامن مکر اللہ
الا القوم الکافرون ٥ اور اللہ کے رحمت سی ناامید ہونا بہی کفر ہے لانہ لا ییئس من
روح اللہ الا القوم الکافرون ٥ ایمان خوف اور رجا مین سے
بس اللہ سے ڈرتا بہی رہی کہ وہ بی پرواہ ہے جہنم مین ڈالدے اور کچہہ پرواہ نکرے اور
اوس سی امید نجات کی بہی رکہی کہ نہایت رحیم وکریم اور بڑا احسان کرنیوالا ہے جو کہ اوسسے
مانگتا ہے وہ عطا کرتا ہے اپنے بندونکو بخشدی گا اور کچہ پرواہ نکریگا اللّٰھُمَّ اغفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَدْخِلْنَا جَنَّتَ الْفِرْدَوْسِ تنبیہ محققین علمای فرماتی ہین کہ جن چیزون پر
ایمان تفصیلے مین ایمان لانا ضرور ہے جب تک کوئی شخص اونکا انکار یا شک نکرے
یا کوئی ایسا فعل کہ جس سی انکار وشک سمجہا جاوی اوس سی ظہور مین نہ آوے کافر نہین ہوتا
پس مفتی کو ضرور ہے کہ جب تک موجبات کفر نہ دیکہی کافر نکہی اور نہایت ہر ایک مسلمانکو
کافر نبادیا کرے اسی لئے امام ابوحنیفہ رح اسلام کے گمراہ فرقون کے تکفیر نہین کرتے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی کسیکو لعنت کرتا ہے یا کافر کہتا ہے ملائکہ اوس
کلمہ کو آسمان تک لیجاتے ہین پس اگر جسکو کہا ہی وہ اوسکے قابل ہے تو اوسپر ڈالدیتی
ہین ورنہ جسنی کہا تہا آخر وہ کلمہ اوسپر پڑتا ہے بعض لوگون نی ایسا طریقہ اختیار کر
رکہا ہے کہ جہان کسی شخص نی اونکے معتقدات مین سے خواہ وہ خلاف واقع ہی ہون کسی چیز کا
ذرا ہی انکار کیا اوسکو اوسیوقت کافر بنادیا گویا کفر و اسلام اونکی معتقدات کی بانتی نہانتی پر منحصر ہے

**وصیت** ایمان سی زیادہ کوئی نعمت نہین ہی کیونکہ گناہگار بہی ایمان کی دولت سے نجات پاویگا اور آخر جنت مین جاویگا پس اوسکی محافظت ہر وقت واجب اور اوسکی زینت کیواسطے کوشش بجا عبادت مین معروف رہنا مناسب ہے اس عالم جسمانی کی ہر چیز فانی ہی وہ عالم عابد انی کوئی قابل بہا کی کسی چیز سے دل نہ لگائی بلکہ عالم قدس کا مشتاق ہو کر مبدء فیض واجب الوجود جل ہر موجود باریتعالی کیطرف رجوع لاوی ؎ ولامیکہ داری دل در دہند + وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند + اسی انسان آلودگی جسمانی کو چہوڑ عالم قدس کیطرف متوجہ ہو ترشتہ علائق کو موت سی پہلے توڑ

**رباعی** زد سحر طائر قدسم ز سر صدر وصفیر + کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر + قدسیان بہر تو ارستہ عشرتکدہ انس + تو درین غمکدہ چون غمزدگان ماندہ اسیر + دنیا مین پہر کوئی دوبارہ نہین آویگا جو کچہ کرنا ہی آج کر لو کل خدا جانی کیا ہے پس اگر کسیکو کہین شبہہ ہو جاوے تو فوراً کسی عالم ربانی سی حل فرما دی اور اگر کوئی نہ ملی تو یون سمجہی کہ اللہ اور اوسکی رسول سی کوئی دانا اور عاقل نہین جو کچہہ انہون نے فرمایا سب حق ہی یہہ میری فہم کا قصور ہے کیونکہ ہزارہا امور دنیویہ کی ادراک سی فہم قاصر ہے الہی تو جسطرح ہمکو انکی بنی رحمت کاملہ سی ہمکو ایمان عطا فرمایا ہے اسیطرح اسکو ہر آفت سی بچا اور ہمکو جنت الفردوس عطا فرما اور دنیا و آخرت مین کوئی تکلیف نہ دکہلا اِنَّكَ بَرٌّ رَّءُوفٌ رَّحِيمٌ وَجَوَادٌ كَرِيمٌ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ عِبَادِهِ الصّٰلِحِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ ۷

## قطعہ تاریخ تالیف مؤلفہ

| | |
|---|---|
| چون درین روزہا بفضل خدا | یافت این نسخہ صورت اتمام |
| دہشتم فکر سال آن کہ کسے | گفت با من تمام گشت کلام |
| | ۱۲ ۹۲ ہجری |

الحمد للہ کہ بسری ذالحجہ سنہ ۱۲ ہجری نبوی مین بوقت صبح اس کتاب کی تالیف شروع ہوئے اور چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور کو عصر کے وقت تمام ہوگئے ۱۲

590

تمت

# رسالۂ رد متعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی احل النکاح ؛ وحرم السفاح ؛ وارسل من ہو انفع من الریاح ؛ فصلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ الذین اتبعوا الحق الصراح فی العشیۃ والصباح اما بعد ابو محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ وعن اسلافہ وجعلہم من اہل الفوز والفلاح کہتا ہے کہ جماع شرعاً منہی عنہ اور محظور الاصل ہے مگر جس سے جسکو شرع نے اوسکو مستثنی کرلیا وہ درست اور مباح ہے باقی حرام ہی پس ہم کہتے ہین کہ شرع نے دو طریق کو درست کہا ہے ایک نکاح کہ کسی عورت کو بلا شرط مدت کسیقدر مہر پر دو گواہون کے روبرو بقصد دوام بیوی بنائی اور احد الزوجین مین سے ایک تبدا یعنی ایجاب دوسرا قبول کرے سو اس کا شروع ہونا قرآن و احادیث و اجماع مہت سی ثابت ہی قال تعالے والذین ہم لفروجہم حافظون الا علے ازواجہم او ما ملکت ایمانہم الایۃ کہ مومن لوگ اپنی شرمگاہ کو سوا اپنے بیبیون اور لونڈیون کے کہ انکے ہاتھ کی ملک ہے یعنی انکی سہے اور کسی سے جماع نہین کرتے اور بہت سی آیات سے اسکا ثبوت ہی اور اسکی درست ہونے مین کسیکو انکار نہین کیونکہ بقاء توالد و تناسل عموماً اسی پر منحصر ہے دوسرا ملک قاب کہ جہاد مین سے کافرہ عورت کو لاوے یا اوسکو کبھی ہوی یا اوسکی نسل مین سے کسیکو بقیمت خریدے یا بطور ہبہ یا میراث کی حاصل کرے پس اوس سے بھی جماع درست ہی کما قال اللہ تعالی او ما ملکت ایمانہم الایۃ اور اسکی ثبوت مین بھی بہت سی آیات و احادیث وارد ہین اور امت کا اسپر اجماع ہی لیکن شیعہ طریق کہ جسکو صاحب شریعت نے اول اسلام مین کسی ضرورت سے جائز کیا تہا آخر کو حرام کردیا وہ متعہ ہے کہ کسی عورت سے کچھ دیکر میعاد مقرر کرلیوے اور اوس مدت تک اوس سے جماع کرے پس اسکو شرع نے منسوخ اور حرام کردیا ہی سوای شیعہ کے تمام امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کا اسپر اتفاق ہے اور قرآن و احادیث صحیحہ اسکی منسوخ اور حرام ہونیکی دلیل ہین چنانچہ اُن آیات و احادیث کا بھی ذکر آتا ہے انشاء اللہ تعالے شیعہ کے دلیل یہہ آیت ہے فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن اور یہہ احادیث پیش کرتے ہین قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا

نستمتع فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رواہ مسلم اور دوسری روایت مین مسلم کے یون آیا ہی کہ جابر کہتی ہین کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین متعہ کیا کرتے تہے پہر عمر نے اسکو منع کر دیا پہر ہمنے اسکو نکیا پس ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ السلام کے بہی لوگ اسکو کرتے تہی **جواب** اس آیت اور حدیث سی غایتہ یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فعل درست ہے مگر جب اسکا ناسخ قرآن و احادیث جو اسکے حرمت پر دلالت کرتا ہے آچکا تو یہہ حرام ہوگیا اب ہم اوس ناسخ کا بیان کرتی ہین مگر قبل اسکی ہم یہہ کہتی ہین کہ گو حدیث سی اسکا جواز معلوم ہوتا ہے مگر اس آیت سی تو ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ اسکی یہہ معنی ہین کہ جس عورت سی تمنے نفع لذت بطور نکاح حاصل کیا ہو تو اسکا مہر دیدو بس یہان سے یہہ کب ثابت ہوا کہ طلب لذت بطور متعہ کے مراد ہے کیونکہ استمتاع لغت مین نفع لینی کو کہتے ہین خصوصیت متعہ کے ہرگز نہین پائی جاتی اور جو دعوے کری اوسکو لازم ہے کہ کوئی دلیل مستحکم پیش کری **سوال** جب لغت مین استمتاع نفع لینی کو کہتی ہین تو تمتی نفع بطور نکاح کی کیونکر خاص کیا **جواب** اس آیت سی پہلی نکاح کا ذکر ہو چکا ہے اور پہر کہا آچکا ہی بس اس قرینہ سی وہی مراد ہوگا بخلاف متعہ کے کہ وہ کہین بہی قرآن مین مذکور نہین اور اگر ہم یہہ بہی تسلیم کر لیوین تب بہی قرآن کی آیت ناسخ موجود ہے قال تعالی والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم یہہ آیت بالاتفاق اول آیت سی بعد نازل ہوئی ہے اور اس مین صاف حصر کر دیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی سوائے اور عورت سی جماع درست نہین بس اب ہم پوچہتی ہین کہ یہہ متعہ کے ہوئی عورت لونڈی ہی یا بیوی مگر لونڈی تو نہین کیونکہ یہہ لونڈی ہے اور بیوی بہی نہین کیلئے کہ بیوی کو شوہر کے مال مین سی اوسکی بعد علاوہ مہر کے چوتہائی اور آٹہوان حصہ ملتا ہی جیسا کہ قرآن مین مذکور ہی اور متعہ والی عورت کو بالاتفاق کسی مذہب مین حصہ نہین ملتا پس جب یہہ بیوی بہی نہ لونڈی تو اس آیت کی موجب صریح حرام ہے پس اوس حدیث اور اس قسم کی اور احادیث کا یہہ جواب ہی کہ اون لوگون کو اسکی منسوخ ہونیکی خبر نہ ہو سکی تہی اسلئے اسکو کیا گیا تو

جواب سوال ۴ ۱۲

خبر پاکر بازآئی اور خبر نہونا بعض صحابہ کو اسکی منسوخ ہونیکی کچھ امر بعید نہین کیونکہ یہہ متعہ ایکبار خیبر مین بضرورت
پھر اوسی جگہہ حرام ہوگیا پھر فتح مکہ مین بھی یہی معاملہ پیش آیا پھر وہان بھی آپنی اجازت دی پھر
تین روز کے بعد قیامت تک کو حرام کردیا پس یہہ معاملہ سفر مین واقع ہوا تہا دوم اسکی
نسخ کی لئی آنحضرت علیہ السلام نی کوئی نقارہ نہین بجوا دیا تہا کہ خواہی مخواہی اوسکی سبکو خبر ہوجاتی
پس جو اوسوقت نہ تہی یا کسی کار مین مصروف تہی اونکو خبر نہوی اسلئی کہی گئی آخر جب خبر ہوئے بازآئی
جیسا کہ ان احادیث سی ثابت ہوتا ہی مسلم نی سبرہ رضہ سی روایت کیا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
متعہ کی اجازت فرمائی تہی پس مینی ایک عورت سی ایک پرانی سی چادر دیکر متعہ کیا اور تین روز مین اوسکی پاس
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا من کان عندہ شئی من ھذہ النساء التی یمتتع بھن فلیخل
سبیلھا کہ جسکی پاس کوئی متعہ کی ہوئی عورت ہو تو اوسکو چھوڑ دیوی اور مسلم کے دوسرے روایت مین
اونہین سبرہ رضہ سی یون منقول ہے فلم اخرج حتی حرمہا رسول اللہ علیہ وسلم کہ مین اوس
عورت کی پاس یہانتک نا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو حرام کردیا یعنی جب حضرت نے
متعہ حرام کردیا تب مینی اوس عورت کو چھوڑ دیا پس اس سی صاف معلوم ہوا کہ اول مین متعہ درست
ہوگیا تہا پہر حرام ہوگیا **قال المسلم حدثنا** محمد بن عبد اللہ بن نمیر قال نا ابی قال نا
عبد العزیز بن عمر قال حدثنی الربیع بن سبرۃ الجہنی ان اباہ حدثہ انہ کان مع رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا یہا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء
وان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ الحدیث کہ سبرہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس تہے آپنی فرمایا مینے
تمکو پہلی متعہ کی اجازت دی تہی اور اب اوسکو اللہ تعالی نی قیامت تک حرام کردیا **وعن** علی
بن ابیطالب ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل
لحوم الحمر الاہلیۃ رواہ مالک ومسلم وغیرہما حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نی فرمایا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتونکے متعہ سے اور پالتو گدہونکے گوشت کہانی سی منع

فرمایا ہی پس جسطرح گدہی کا گوشت حرام ہی اوسیطرح متعہ بھی حرام ہی اور ہماری مدعا بر صاف ایک
حدیث اور مسلم کی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ ہے عن علی انہ سمع ابن عباس یلین فی متعۃ
النساء فقال مھلا یا ابن عباس فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نھی عنھا یوم خیبر وعن
لحوم الحمر الانسیۃ رواہ المسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباسؓ کو متعہ کی بارہ مین نرمی
کرتی ہوا سنا تو فرمایا ٹھہر ای ابن عباس بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا ہی عورتوں کی متعہ
اور مانوس گدہوں کی گوشت کہانی سی خیبر کے روز دیکھو ابن عباس کو معلوم نہا اسلیے وہ اوسکو درست
جانتی تہی پہر جبکہ حضرت علی نی اونکو منع کردیا باز آئی اور جان گئی کہ یہہ منسوخ تہا الغرض تمام صحابہ
اسپر متفق تہی کہ آخر کو نبی علیہ السلام نی متعہ کو حرام کردیا ہے اور اسی وجہ سی جن شخصونکی نزدیک درست
جب اونکو نسخ کی خبر معلوم ہوئی بلا حجت و تکرار سنکر باز آئی اور نہ حجت کرتی اور کوئی دلیل لاتی پس اب
ان احادیث صحیحہ کو کہ جو بکثرت وارد ہین اور جنکو ثقات بیشمار روایت کرتی ہین اور قرآن مجید کی
آیت کو اور تمام صحابہ کے قول و فعل کو ترک کرنا اور اپنی خواہش نفسانی سے اون بعض مرجوح
اقوال کو مستند بنانا مومن کی شان سی بہت بعید ہے ف علماء کرام کا اس بارہ مین اختلاف ہی کہ
جسنی متعہ کیا اور اوسکا ثبوت قاضی تک چار گواہون سے پہونچ گیا یا اس شخص نی خود اقرار کیا
پس بعض علماء یہہ فرماتے ہین کہ اسکو چند بار سی جاوینگی پس اگر محصن ہوگا تو رجم یعنی پہر اول
کیا جاوی گا ورنہ سو درے مارے جاوینگے کیونکہ یہہ صریح زنا ہے پس جو اوسکا حکم ہے
اسکا بہی ہے اور اکثر علماء یون فرماتی ہین کہ گو یہہ زنا ہے مگر یہہ ایک ایسی حیلہ سے واقع
ہوا ہے کہ وہ کہیے درست تہا تو اس سبب سے اسمین کسیقدر شبہ پایا گیا والحدود تندرء
بالشبہات کہ ادنی شبہ سی حدود ساقط ہوجاتی ہین زیادہ تفصیل اسکی کتب فقہ مین موجود ہے
مومن کو لازم اور واجب ہے کہ اس سی باز آوی اور اسکو موافق ارشاد حضرت علیہ السلام کے قیامت تک
حرام جانی اور کسی زید بکر کے فعل کو نہ دیکہے اور شرعیہ پر نظر کرے مگر انصاف شرط ہے

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۞ ۱۲۹۲ ۱۲۱۱

تمت

# فہرست عقائد الاسلام


| | مضمون | | مضمون | | مضمون |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | مقدمہ احکام شرعیہ کے تقسیم بطرز نظر سے | ۱۴ | ثبوت توحید دلیل اول دلیل دوم رسوم | ۳۲ | فرار ق ذات کے اقسام مجرد کی تحقیق |
| ۳ | وعلی ہذا تسمیہ کلام شرف فائدہ کلام | ۱۵ | دلیل چہارم فائدہ | ۳۳ | عصمت انبیاء کا بیان |
| ״ | اس فن کے ائمہ کا ذکر | ۱۶ | صفت قدم حیات قدرت کے بیان میں | ۳۴ | مخالفوں کے شکوک اور انکی جواب |
| ۴ | حدوث معتزلہ متاخرین کے علم کلام میں | ״ | فائدہ حکمار یونان لفسانہ سے | ۳۸ | فصل پنجم اثبات نبوت محمد صلعم میں |
| ״ | بسبب فلسفہ کے برائے | ۱۷ | ہیولیٰ ہنود کا رد صفت علم وارادہ کا بیان | ۳۹ | دلیل اول اعجاز قران پر |
| ۵ | رای میں غلطی واقع ہونیکا سبب | ۱۸ | سمع وبصر کا بیان | ۴۱ | دلیل دوسری اعجاز قران پر |
| ۶ | اس کا شاہد وغیر ذالک | ۱۹ | صفت کلام کی بیان میں کلام نفسی ولفظی | ۴۲ | دلیل تیسری اعجاز قران پر |
| ״ | باب اول ان اعتقادیہ میں کہ جنکا متعلق علم ہے | ۲۰ | قرآنکے قدیم ہونیکا بیان | ۴۳ | قرآنکے اوصاف مخصوصہ کا بیان |
| ״ | وحشر میں مخصوص نہیں | ۲۱ | صفت تکوین کا بیان وغیر ذالک | ۴۴ | معجزہ قرآن کا جمیع معجزات سے افضل ہونا |
| ۷ | فصل اول اللہ کے موجود ہونیکے ثبوت میں | ۲۴ | فصل سوم شرعیات میں جسم وعرض وغیرہ کے پاک | ۴۶ | دلیل دوسرے آنحضرت کے نبوت پر دلیل تیسرے |
| ۷ | دلیل اول | ۲۵ | مکان سے پاک ہی صفات متشابہات کا ذکر | ۴۷ | دلیل چوتھی |
| ۸ | دلیل دوم | ۲۶ | شکل صورت زمانہ پیر وجوانی سے پاک ہے | ۴۸ | دلیل پانچویں آدمی نقلیہ چند امور بطور عقد |
| ۹ | دلیل سوم | ۲۷ | مخالفت ومشابہت حدوث الوجود کا بیان | ۴۹ | امر اول امر دوم |
| ۱۰ | دلیل چہارم | ۲۸ | حلول وتغیر سے پاک ہونیکی بیان میں | ۵۰ | امر سوم |
| ۱۱ | دلیل پنجم | ۲۹ | تو الد وتناسل کوئی چیز واجب نہیں | ۵۱ | امر چہارم امر پنجم |
| ۱۲ | فائدہ اوسکی نظر نہ آنیکی وجہ میں | ۳۰ | صفات نہ عین نہ غیر ہیں | ۵۲ | امر ششم آدمیکے شواہد |
| ۱۳ | اوسکے لئے جگہ ومکان نہ ہونیکی وجہ میں | ״ | فصل چہارم رسالت مطلقہ میں دلیل اول | ۵۳ | امر ہفتم |
| ״ | فصل دوم صفاتی بیان میں | ۳۱ | دلیل دوم ودلیل سوم | ۵۴ | بشارات اول تورات سے اوسکے وجہات |

| | مضمون | | مضمون | | مضمون |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵۶ | بشارت دوم تورات سے | ۸۹ | کیفیت نزول قرآن فائدہ کرجبریل کا | ۱۱۴ | طبقات مسائل فقیہ |
| ۵۷ | بشارت تیسری تورات سے | ″ | لاتی نبی مگر کلام باوجودیکہ صفت ہے پیغمبر کی | ۱۱۵ | قصہ کے معتبر و غیر معتبر کتب کا بیان |
| ۵۸ | بشارت چہارم تورات سے پنجم زبور سے | ۹۰ | وحی کس کس طرح کی آتی تھی | ۱۱۶ | مجتہد کی کہی چاہیے ہوتی آسمانیہ فنی ہیں |
| ۶۱ | بشارت چھٹی انجیل سے | ۹۱ | قرآن کے جمع کرنے کی ترتیب اصلی کا ذکر | ۱۱۷ | فصل ہفتم ملائکہ کی بیان میں عصمت ملائکہ وغیرہ |
| ۶۳ | بشارت ساتویں انجیل سے | ۹۲ | جمع ہونا قرآن کا عہد ابوبکر میں سنت ثابتہ | ۱۲۰ | فصل ششم ایمان کے بیان میں ایمان کی ماہیت |
| ۶۵ | بشارت آٹھویں انجیل بنام فارقلیط | ″ | جواب شبہہ منکرین اختلاف قرأت کا بیان | ۱۲۱ | ایمان کے ارکان و شروط |
| ۶۶ | شواہد اس امر کے کہ فارقلیط آنحضرت ہیں | ۹۳ | نقل کرنا غلط نہیں کا اوس نسخہ سے اوپر طرف اسکے | ۱۲۳ | ایمان میں کمی زیادتی ہونے یا نہ ہونیکا بیان |
| ۷۳ | آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے میں | ۹۵ | ثبوت اینکہ قرآن کی نظم بھی معجزہ ہے | ۱۲۴ | ایمان و اسلام سے ایک چیز ہے یا ایمان بدون اسلام کے غیر متصور ہے |
| ۷۴ | آنحضرت کی افضلیت میں | ″ | کوچھوڑنا الحاد ہی وغیرذالک | ۱۲۵ | کبیرہ گناہ سے ذی ایمان کا فاسق ہونا نہ کافر ہونا |
| ۷۵ | دلیل عقلی اسپر اوسکے وجوہات | ۹۶ | دینکی چار اصول ہیں اول قرآن | ۱۲۶ | رد معتزلہ و خوارج کا تفصیل کبائر کے |
| ۷۷ | آنحضرت کا تمام عالم کیلئے نبی ہونا | ″ | کے طرق کہ عبارت النص وغیرہا میں | ۱۲۸ | مومن گناہگار ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا |
| ۷۸ | معراج میں | ۹۸ | دوم سنت رسول اللہ تعریف تقسیم سنت | ۱۲۹ | رد معتزلہ و خوارج مع ادلہ ہر یک |
| ۷۹ | مخالفوں کے شبہات کی جواب | ۹۹ | اقسام احادیث کا بیان | ۱۳۰ | کافر و مشرک ہمیشہ جہنم میں رہینگے |
| ۸۱ | آنحضرت کی امت کا سب سے افضل ہونا | ۱۰۱ | طبقات کتب حدیث | ۱۳۱ | کفر کے تعریف و اقسام |
| ۸۳ | خلفاء اربعہ کا علی ترتیب الخلافت افضل ہونا | ۱۰۴ | اصطلاح کہ جامع و مسند و معاجم و غیرہا | ۱۳۲ | شرک کے تعریف و اقسام |
| ″ | اہل بدر کے فضیلت قصہ جنگ بدر | ۱۰۶ | سوم اجماع امت اور اوسکے ادلہ | ۱۳۳ | بدعت کے تعریف و اقسام و رد و ادلہ فریقین |
| ۸۴ | اہل احد و اہل رضوان کی تفصیل قصہ | ۱۰۷ | چہارم قیاس شرع و قیاس و ادلہ قیاس | ۱۳۶ | شہر فرق کے تفصیل اہل حدیث کے وجہ |
| ۸۵ | انبیاء کی تعداد بعین مکرر بیان میں فائدہ | ۱۰۹ | ائمہ اربعہ کا بیان | ۱۳۸ | اور اہل سنت کے اہل حق ہونے پر |
| ۸۶ | فصل ششم کتابہائے الٰہی تورات و انجیل میں تحریف کا بیان | ۱۱۱ | تقلید کا ثبوت مع چند ادلہ | ۱۳۹ | اہل سنت کن ہیں جن سے بیان اختلاف کیا ہے |
| ۸۷ | نزول قرآن بالمعنی عمر آنحضرت علیہ السلام | ۱۱۲ | طبقات فقہاء | ۱۴۰ | فصل نہم تعریف بیان میں دلیل ادلہ افعال |

| | مضمون | | مضمون | | مضمون |
|---|---|---|---|---|---|
| ״ | عباد کے مخلوق الٰہی ہونے پر | ۱۶۳ | باب دوم عالم برزخ کے بیان میں | ۱۸۴ | ف حلیہ امام مہدی فضائل انکی جنگ کفار سے ظاہر ہوگا کفر کا |
| ״ | دلیل دوسرے | ״ | فصل اول قبر میں میت سے سوال حقیقت | ۱۸۷ | فصل دوم دجال کے حالات کفر کی کسوٹی کہاں ہے |
| ۱۴۱ | بندہ کے افعال ارادہ مشیت الٰہی سے سرزد ہونے میں | ۱۶۴ | ادلہ ثبوت عالم برزخ کے لئے | ۱۹۱ | فصل سوم عیسٰی کے نزول اور دجال کا قتل کرنا |
| ۱۴۳ | بندہ کا افعال میں اختیار رد جبریہ | ۱۶۸ | ف تطبیق احادیث کہ بعض میں مقام جزا | ۱۹۲ | ف دجال کے عہد میں امام کی زندگی کی ترجیح |
| ״ | وجہ اول و وجہ دوم | ״ | وسزا علیین ہی اور بعض میں قبر سے | ۱۹۴ | فصل جہاد یاجوج وماجوج کے حالات خروج یاجوج وماجوج کے |
| ۱۴۴ | وجہ سوم سوال جواب تحقیق جواب الزامی | ۱۶۹ | ف ملحدوں کی چند شبہات کے جواب | ״ | بارہ میں کہ جغرافیہ سے انکا پتا نہیں ملتا |
| ۱۴۵ | بندہ کے اچھے کاموں سے خدا کا خوشنود ہونا | ״ | شبہہ کہ عذاب ثواب قبر نظر نہیں آتا جواب | ۱۹۶ | دجاجہ کی خلافت خسف دخان کا ذکر |
| ۱۴۶ | قدرت عباد کے تقسیم | ۱۷۰ | جواب الزامی شبہہ جواب شبہہ جواب | ۱۹۷ | فصل پنجم مغرب سے آفتاب کے طلوع میں |
| ۱۴۷ | افعال تولیدیہ مباشرتیہ کا مخلوق الٰہی ہونا | ۱۷۱ | شبہہ جواب شبہہ جواب | ۱۹۸ | سوال کہ حکمائے دہریہ کے آفتاب کا مغرب سے نکلنا محال ہے |
| ۱۴۹ | فصل دہم کرامات اولیاء کے بیان میں | ۱۷۲ | ف کہ بعض سے قبر میں سوال نہیں ہوتا قبر میں کسکو | ״ | فصل ششم دابۃ الارض کے حالات میں |
| ۱۵۱ | ثبوت کرامات کا قرآن وحدیث سے | ۱۷۳ | ف عالم مثال میں اعمال کا کسے صورت میں ظاہر ہونا | ۱۹۹ | فصل ہفتم ہوا سرد کہ جس سے ہر مومن مرجائیگا |
| ۱۵۲ | فوائد چند اسے بارہ میں | ״ | عذاب قبر دور ہونیکی اسباب | ۲۰۰ | فصل ہشتم حبشہ کا غالب آنا وکعبہ کا گرانا |
| ۱۵۲ | کوئی ولی بنے کی رتبہ کو نہیں پہنچتا | ۱۷۴ | منفعت قبر کا بیان ف گناہ معاف ہونیکے اسباب | ״ | فصل نہم آگ کے پیدا ہونے میں کہ لوگ کو حشر کے لیجائیگی |
| ۱۵۴ | کسے عاقل بالغ سنی احکام شرع سے واقف نہیں | ۱۷۵ | ایصال ثواب کا ثبوت معتزلہ کا رد | ۲۰۲ | فصل صور کے بیان میں |
| ۱۵۵ | فصل یازدہم توبہ سے گناہ معاف ہونیکی بحثیں | ۱۷۶ | ف علماء اہل سنت کا لیے بعد عبادت کے ثواب پہنچنے | ۲۰۳ | نفخ ثانیہ کے بیان میں کہ جس سے حشر بالا جساد ہوگا |
| ۱۵۶ | اقسام توبہ کہ آنحضرت کیوں استغفار کرتے | ״ | میں اختلاف در ہر ایک کے ادلہ | ۲۰۴ | شبہہ حشر بالارواح کے نسبت جواب شبہہ دیگر |
| ۱۵۷ | دنیا میں سب کی دعا قبول ہوتی ہے | ۱۷۹ | تا حشر عالم برزخ میں رہنا اور تناسخ کا ابطال | ״ | جواب شبہہ دیگر جواب |
| ۱۵۸ | خدا پر اصلح واجب نہونیکی وجہ | ۱۸۰ | باب سوم عالم حشر کے بیان میں علامات قیامت کے | ۲۰۵ | تفصیل بعث ونشر |
| ۱۵۹ | مناظرہ ابو الحسن و ابو علی جبائی | ۱۸۲ | فصل اول علامات کبریٰ امام مہدی کا بیان | ۲۰۷ | حساب کی تفصیل |
| ۱۶ | موت کی حقیقت و بعد موت کی ہر غیب کا مجمل بیان | ۱۸۳ | رد شیعہ در فرقہ ہدویہ | ۲۱۰ | میزان کا ذکر معتزلہ وغیرہ کا رد |

| ص | مضمون |
|---|---|
| ۲۱۲ | شب کو حشر بالا کو یہ زمین کا فی نہیں ہے |
| ۲۱۳ | شب کو قیامت کو ہجا من ہزار برس کا دن ہوگا |
| ۲۱۴ | رسمسلوۃ کمتوب کے برابر کیونکر ہوگا |
| ۲۱۵ | شب ایک میل کے فاصلہ پر آفتاب کا اتنا محاذ |
| ۲۱۶ | سوال جواب حوض کوثر کا بیان |
| ۲۱۷ | پل صراط کا ذکر |
| ۲۱۸ | پل صراط کی حقیقت شفاعت کبریٰ کا بیان |
| ۲۲۰ | فصل اعراف کے بیان میں اور اسکا کون کا ذکر |
| ۲۲۲ | فصل جہنم اور اہل جہنم کے بیان میں |
| ۲۲۴ | فصل اہل جنت کے بیان میں |
| ۲۲۷ | انجیل سے جنت کا بیان |
| ۲۲۸ | دوزخ اور جنت اب بھی موجود ہیں |
| ۲۲۹ | معتزلہ کی ادلہ کا رد اس رہ میں |
| ۲۳۱ | اہل جنت کے خلود کا بیان شبہ جواب |
| ۲۳۲ | دیدار الٰہی کا ذکر |
| ۲۳۱ | معتزلہ کے ادلہ کا جواب |
| ۲۳۲ | خاتمہ مسئلہ امامت کے بیان میں |
| ۲۳۴ | امام کے شروط اور مخالفین کا رد |
| ۲۳۶ | امام کا معصوم ہونا کسی پر شرط نہیں |
| ۲۳۷ | فسق سے امام کو معزول کرنا جائز |

| ص | مضمون |
|---|---|
| ۲۳۸ | بعد آنحضرت کے خلفاء اربعہ امام برحق |
| ۲۳۹ | ہیں حالات خلفاء اربعہ کے |
| | اور اونسے لوگوں کے بیعت کرنیکا |
| | ذکر شہادت حسنین وغیرہ امور کا بیان |
| ۲۴۲ | حضرت کے بعد خلافت بنی امیہ تک ہے |
| ۲۴۳ | فصل ہر مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے |
| ۲۴۴ | ہر مسلمان کی نماز جنازہ موذی پر درست ہے |
| ۲۴۵ | منشور سے جماع حرام ہے |
| ۲۴۹ | جسکو حضرت نے جنتی فرمایا وہ قطعی جنتی ہے |
| ۲۵۰ | حضرت کے صحابہ افضل ہیں |
| ۲۵۲ | فضائل صحابہ |
| ۲۵۳ | مناقب ابوبکر رض |
| ۲۵۵ | مناقب عمر رض |
| ۲۵۶ | مناقب عثمان رض |
| ۲۵۷ | مناقب علی رض |
| ۲۵۹ | فصل کلمات کفر کا بیان اور انکی اقسام |
| ۲۶۰ | قسم اول |
| ۲۶۱ | قسم دوم قسم سوم |
| ۲۶۲ | قسم چہارم قسم پنجم |
| ۲۶۴ | ایمان خوف کا بیان میں ہے |


## غلطنامہ کتاب عقاید الاسلام

| ص | س | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۶ | ۱۲ | چنانچہ | کیونکہ |
| ۸ | حاشیہ | صفاتی الٰہیہ کے | صفات الٰہیہ کے |
| ۹ | ۲۰ | تقریب الترجیح | تقریب الترجیح |
| ۱۱ | ۹ | السموت | السموات |
| ۲۴ | ۲۰ | بے عقل | بے سمجھ |
| ۲۶ | ۱۹ | زنا نے | زنانے |
| ۲۹ | ۱۰ | احمق | ناسمجھ |
| ״ | ۱۹ | عاجز | عاجز |
| ۳۷ | ۱۰ | رسالتہ | رسالتہ |
| ۴۱ | ۱۳ | ہوئی | رہتی |
| ۴۲ | ۱۹ | بلیغ | بلیغ |
| ۴۵ | ۱۰ | سذلت | رذالت |
| ۴۹ | ۱۵ | بشارت | بشارات |
| ״ | ״ | ہے | نہیں |
| ۵۰ | ۲ | اول | اول بین |
| ״ | ۱۴ | کے | میں |
| ״ | ۱۶ | علیسی | یحیی |
| ۵۱ | ۸ | کا | کو |
| ۵۵ | ۴ | خوت | خوب |
| ۵۵ | ۱۲ | بین | بین سے |
| ۵۵ | ۱۷ | کیونکہ | اور |
| ۶۸ | ۲۱ | فرماتا ہے | فرمایا ہے |
| ۷۰ | ۲ | روح | مروح |
| ۷۴ | حاشیہ | جان کا تھا | جان کا بدن تھا |
| ۷۶ | ۸ | حضرت | حضرت کا |
| ״ | ۱۲ | پہر کر | بہ |
| ״ | ۱۹ | ہوے | ہے |
| ۸۰ | ۸ | زریار | اردیاد |
| ۸۵ | حاشیہ | قرینہ | انتہ |
| ״ | ״ | کانو | گردہ |
| ۸۷ | حاشیہ | یرجا | یعقوب |
| ۸۹ | حاشیہ | التفسیر | تفسیر |
| ۹۱ | ۹ | کرنی رہی | کرتا تھا |
| ۹۴ | ۱۳ | حتی نوجرسل | اور |
| ״ | ״ | سناتے | سناتے تھی |
| ״ | ۱۰ | نہیرے | اور نبری |
| ۹۵ | حاشیہ | انتصار النفس | اقتصار النفس |
| ۹۸ | ۱۴ | جیسا | جیسا کہ |